لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ایمان

جلد اول



مؤلف

شہید محراب آیت اللہ سید عبدالحسین دستغیب قدس سرہ

مکتب اہل بیتؑ

کی جانب سے دینی واخلاقی عنوانات پر مبنی ذیل

کُتب جلد شائع کی جارہی ہیں۔

ا۔ دلچسپ و سبق آموز حکایات

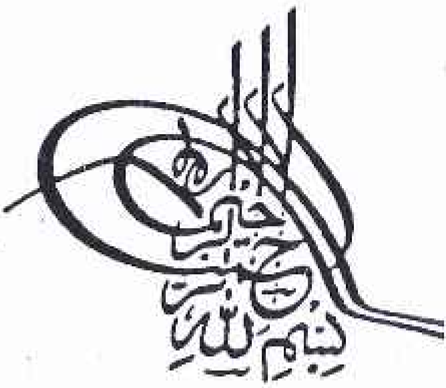
تصنیف آیت اللہ محمد اشتہاردی

مترجم مولانا سید سجاد حیدر رضوی

۲۔ قرآنی معارف

آیت اللہ شہید دستغیبؒ

مترجم مولانا سید سجاد حیدر رضوی



ایمان

تالیف

شہید محراب آیت اللہ العظمیٰ سید عبدالحسین دستغیبؒ

مترجم

طالب موسوی

ناشر

مکتب اہل البیتؑ سی-۱۲ رضویہ سوسائٹی کراچی

نام کتاب	ایمان حصہ اوّل
کمپوزنگ	میف کمپوزنگ اینڈ گرافک سینٹر
	اول ۲۰ رمضان ۱۴۱۶ھ
تاریخ طباعت	دوم ۲۰ شوال ۱۴۲۰ھ
	سوئم ۲۰ رمضان ۱۴۲۳ھ
تعداد	ایک ہزار
مطبع	الهداء پرنٹرز Ph : 7721265
ہدیہ	=/75 روپے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ ناشر

قارئین کرام ! سلام علیکم

اُمید ہے کہ گذشتہ کتابوں کی طرح یہ کتاب بھی مومنین کرام کے ایمان کو روح افزاء کرے گی۔ یہ کتاب "ایمان" فارسی کتاب سے ترجمہ کی گئی ہے جو شہید محراب سیّد عبدالحسین دستغیب شیرازیؒ کی تقاریر کا مجموعہ ہے۔

خداوند تعالیٰ کے فضل وکرم اور حضرت ولی عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی عنایات کے زیر سایہ الحمدللہ "ایمان" کا ترجمہ آپ کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔ ترجمہ کے سلسلہ میں پوری جانفشانی اور دِقّتِ نظر سے کام لیا گیا ہے۔

ترجمہ مکمل ہونے کے بعد دوبارہ اصل سے اس کی تطبیق کی گئی۔ حتی الامکان ترجمانی اور زبان و بیان میں کوئی خامی نہ رہنے پائے۔ پھر بھی ہم صاحب نظر مترجمین کے اصلاحی مشوروں سے بے نیاز نہیں ہوسکتے۔ ان کی راہنمائی آئندہ ایڈیشن کو مزید بہتر بنانے میں معاون ثابت ہوگی۔ دعا ہے کہ ہماری یہ کوشش خداوند متعال اور اس کے آئمہ کرام کی بارگاہ میں قبول ہو۔

ناشر

مکتب اہل البیتؑ

۱۲- سی - رضویہ سوسائٹی - کراچی

اظہارِ تشکر

قارئین کرام۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔السلام علیکم

کتاب ایمان جلد اول کی طبع سوئم آپ کے ہاتھوں میں ہے ادارہ آپ کے تعاون کا شکر گزار ہے کتاب ایمان اول کی طبع دوئم بازار سے نایاب تھی آپ حضرات کی طلب و شوق نے ادارہ کی ہمت افزائی فرمائی اور ہم انتہائی مسرت محسوس کرتے ہوئے کتاب کی تیسری اشاعت آپ کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں ایک مرتبہ پھر اشاعت سے قبل نظر ثانی کی گئی تا کہ تکنیکی معیار کو برقرار رکھا جاسکے لیکن پھر بھی ادارہ اہل نظر حضرات کی جانب سے کبھی بھی غلطی کی نشاندہی کو اپنی اصلاح اور بہتری کی کوشش قرار دیکر قبول کرے گا

آخر میں ادارہ دعا گو ہے کہ خدا تعالیٰ ہماری سعی کو قبول فرمائے اور حضرت امام عصر روزمان عجم کو ہم سے خوشنود فرمائے۔

ادارہ

مکتب اہل البیتؑ

سی ۱۲ رضویہ سوسائٹی کراچی

فہرست

مکتب اہل البیتؑ کے اغراض و مقاصد اور پندرہ سالہ کارکردگی

۱۔ مولانا حجۃ الاسلام صادق حسن دام مجدہ اور دوسرے علماء کا درس اخلاق ۔

۲۔ طلباء اور نوجوانوں کے لئے لائبریری کا قیام ۔

۳۔ عام لوگوں کے مفاد کے پیش نظر آڈیو، ویڈیو کیسیٹس تیار کرنا۔

۴۔ بچوں کیلئے قبل از مغرب تعلیم قرآن اور تجوید کا اہتمام کرنا ۔

۵۔ بچوں کیلئے نماز کی عملی مشق کا اجراء ۔

۶۔ بعد از نماز مغربین بچوں اور بڑوں کیلئے دینیات اور مسائلِ عملیہ کی تعلیم دینا ۔

۷۔ خواتین کیلئے درس اخلاق میں شرکت کا خاطر خواہ انتظام کرنا ۔

۸۔ دروس کی ریکارڈنگ، فلمینگ اور ڈپلی کیٹر سے کیسٹوں کی فراہمی ۔

۹۔ اِدارۂ مبارکہ مکتب اھل البیتؑ (وقف عام) ہے اس لئے بلا تخصیص ہر ایک شخص مستفیض ہو سکتا ہے ۔

۱۰۔ عربی اور فارسی کتب کا اردو زبان میں ترجمہ اور نشر و اشاعت کا سلسلہ جاری رکھنا ۔

سید شاہد اصغر

صدر مکتب اہل البیتؑ
سی - ۱۲ - رضویہ سوسائٹی
کراچی ۷۴۶۰۰
پاکستان

کتاب : ایمان

از : آیت ا...... دستغیب شیرازی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(مقدمہ)

مومن کامل' کائنات کا حاصل ہے :۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ نظام قدرت کا یہ حیران کن نظم و نسق اور شان و شوکت اللہ تعالی کی شناخت کے لئے ہی ہے۔ تاکہ پہچان کے ساتھ اس کی پرستش کرنے والے افراد وجود میں آئیں۔

قرآن مجید میں اللہ تبارک تعالی فرماتا ہے کہ

"میں نے نہیں پیدا کیا جن و بشر کو' علاوہ اس کے کہ وہ صرف میری پرستش کریں۔"

"وما خلقت الجن والا انس الا لیعبدون"

سورہ الذاریات ۵۱ آیت نمبر۵۶

ترجمہ:۔ "اور میں نے نہیں پیدا کیا جنوں اور انسانوں کو' مگر اس لئے کہ وہ میری عبادت کریں۔"

خدا کی پرستش کے لئے پہلے اس کی پہچان ضروری ہے۔ لازمی ہے کہ خدا کو اس کی تمام تر وحدانیت کے ساتھ پہچانا جائے اور بعد میں اس

کی معرفت کے ساتھ عبادت کی جائے، پس معلوم ہوا کہ اگر کائنات خدا پرستوں سے خالی ہے تو گویا اس کے وجود کا کوئی حاصل نہ رہا لہٰذا۔

امام جعفر صادقؑ کا ارشاد ہے کہ "اگر کائنات میں صرف ایک مومن کامل باقی رہ جائے اور تمام چیزیں فنا ہو جائیں تو اس صورت میں بھی کائنات کی خلقت کا مقصد پورا ہو جاتا ہے۔"

قال (ص) قال اللہ تعالی لم یکن فی الارض الا مومن واحد لاستغنیت بہ عن جمیع خلقی

اصول کافی جلد ۲ صفحہ ۲۴۶

اس کی مثال عین اس پھل دار درخت کی سی ہے جس کے پھل پر پہلی نظر پڑتی ہے نہ کہ اس کے پتوں اور شاخوں پر۔ مومن کی مثال بھی کائنات کے پھل جیسی ہے۔

بے شمار احادیث اور روایات کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ مومن کی قدر و منزلت اللہ تعالی کے نزدیک خانہ کعبہ سے بھی بڑھ کر ہے (سفینۃ البحار جلد ۲)

ایمان مغز اور اسلام خول کی مانند ہے:۔

مومن کے لئے یہ بڑی اہم بات ہے کہ اس کا دل ایمان اور اہل بیت اطہار کی ولایت کے نور سے منور ہو۔ اس حقیقت کو قرآن کریم کی ان آیات کے ذریعے بخوبی سمجھا جا سکتا ہے جو خدا شناسی کے علم کے ذیل میں نازل ہوئی ہیں۔ جیسے آیت شہادہ

شهدالله انہ لا الہ الا ہو والملئکتہ واولوا العلم قائما لا الہ الا ہوا لعزیز الحکیم سورہ ۳ آل عمران آیت ۱۷

ترجمہ :۔ اللہ تعالی نے خود گواہی دی کہ بے شک اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اور کل فرشتوں اور صاحبان علم نے جو عدل کے سا ٹ قائم ہیں۔ (یہی گواہی دی ہے کہ) سوائے اس کے جو زبردست حکمت والا ہے کوئی معبود نہیں۔

اس کے علاوہ بہت سی روایات جو یقین ' معرفت اور ایمان کے بارے میں وارد ہوئی ہیں۔ اس مفہوم کی آئینہ دار ہیں۔ جن کا اس مختصر سی کتاب میں احاطہ کرنا محال ہے۔ البتہ اس معتبر کتاب میں بعض روایات کے حوالے سے گفتگو کی جائے گی۔

یہ بات یقین کے ساتھ کی جاسکتی ہے کہ اسلام ایمان اور معرفت کے حصول کا ابتدائی زینہ ہے۔ خدائے یکتا کی وحدانیت کا رحمانی اقرار و اعتراف ہی انسان کو اللہ تعالی کی شناخت اور پھر اس کے تقرب کی جانب مائل ہونے کا سبب قرار پاتا ہے۔

سادہ لفظوں میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ اسلام ایمان کے لئے میوہ کے اس خول کی مانند ہے جس نے حقیقت میں میوے کو اپنے اندر محفوظ کیا ہوا ہے۔

ایمان کے شناخت کے بارے میں اہل بیت اطہار (علیہم السلام) کے اقوال :۔

اللہ تعالی کا بے حد لطف و کرم ہے کہ اس نے تمام لوگوں پر اپنی محبت

تمام کردی ہے۔

اہل بیت اطہار علیہم اسلام کا مقدس وجود اور ان کے پاکیزہ کلام کے ذریعہ کہ جو نہج البلاغہ' صحیفہ سجادیہ اور دیگر معتبر کتب کے ذریعہ ہم تک پہنچا ہے۔

ان ہی مقدس ہستیوں نے ہمیں ایمان' یقین اور معرفت خداوندی کی پہچان اور اس پر عمل کرنے کے طریقے بتائے ہیں لہٰذا ہمیں پیغمبر گرامی کی عطا کی ہوئی دو یادگار نشانیوں یعنی قرآن کریم اور اہل بیت اطہار علیہم اسلام کے ذریعہ معرفت الہٰی حاصل کرنی چاہیئے۔

انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی

علمائے کرام کے ذریعہ ایمان کی شناخت

قرآن کریم اور اہل بیت اطہار علیہم السلام کے اقوال سے استفادہ کرنے اور اسے دوسروں تک پہنچانے کی توفیق بھی اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فضل و کرم ہر اس شخص کے شامل حال ہو سکتا ہے کہ جو خود اس کے لئے کوشاں ہو

ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء (سورہ جمعہ ۶۲ آیت ۴

(ترجمہ) یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔

بہت سے داناؤں کا علم صرف فروع دین تک ہی محدود ہے اور وہ بھول چکے ہیں کہ اصول دین کی اہمیت پہلے ہے اور یہ احکام دین کے لئے انتہائی ضروری ہے احکام دین کے سمجھنے والے کی پہچان اشد ضروری

ہے اس کے رحم و فضل سے آگاہی اور اس پر یقین رکھنا لازمی ہے لہذا اس طرح کی آیات و روایات پر علمائے کرام کی بحث و تمحیص اور تحقیق بھی اکثر اللہ تعالی کی ایک نعمت ہے اور عوام الناس کی راہنمائی کا بہترین ذریعہ ہے اس نعمت پر اللہ تعالی کا شکر ادا کیا جانا چاہیے۔

قل بفضل اللہ' برحمتہ فبذلک فلیفرحوا ھو خیر مما یجمعون

سورہ یونس ۱۰ آیت ۵۸

(ترجمہ) (اے رسول' کہہ دو اللہ تعالی کے فضل اور رحمت سے انہیں خوش ہونا چاہیے جو کچھ وہ جمع کرتے ہیں اس سے یہ بہتر ہے۔

ایمان کے موضوع پر بہترین کتاب

یہ کتاب شہید محراب و منبر حضرت آیت اللہ الحاج سید عبدالحسین دستغیب شیرازی اعلی اللہ مقامہ کی ان روح پرور تقاریر پر مشتمل ہے جو آپؒ نے تین رمضان ہائے مبارک کے دوران ہزاروں فرزندان توحید کے اجتماعات میں خطاب فرمائیں۔

شہید محراب نے اپنی ان تقریروں میں قرآن کریم اور احادیث و روایات کی روشنی میں ایمان کے مختلف پہلوؤں کی جانب توجہ مبذول کرائی ہے۔ انہیں پہلے ٹیپ کیا گیا اور بعد میں خلاصہ کرکے اور ان کے مطالب کو مرتب کرنے کے بعد محاورہ ہی کی صورت میں کہ جو سادہ اور پسندیدہ ترین طریقہ تحریر ہے کتاب کی صورت میں پیش کیا گیا ہے اور اس بات کا خیال رکھا گیا ہے کہ اس کی قیمت مناسب رکھی جائے تاکہ ہر

خاص و عام اس سے استفادہ کر سکے۔

کتاب کا پہلا حصہ اصول کافی کی روایت پر مشتمل ہے

کتاب ھذا کو تین بنیادی حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے اس لئے کہ تین رمضانوں کے دوران ہر ماہ رمضان میں ایمان کے ایک خاص پہلو پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

کتاب کے پہلے حصے میں اصول کافی میں درج امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کی ایمان کے بارے میں روایت زیر بحث رہے گی جس میں آپؑ نے ایمان کے متعلق پوچھے گئے سوال کا جواب دیتے ہوئے اس کی مکمل تشریح فرمائی ہے۔

آپؑ نے ایمان کی بنیاد کو چار ستونوں پر استوار قرار دیا ہے یعنی ایمان کی شناخت کے لئے اس کے چار بنیادی ستونوں صبر، یقین، عدل اور جہاد سے واقفیت ضروری ہے،

امیرالمومنینؑ ایمان کے چار بنیادی ستونوں کی نشاندہی کرنے کے بعد ان چار ستونوں کو مزید چار چار ستونوں میں تقسیم کرتے ہیں اور اس طرح ایمان کی جامع تشریح ہو جاتی ہے۔

آپ کے اس بلیغ کلام کو سنہری حروف سے لکھا جانا چاہیے اور ہر شخص کو دل پر نقش کر کے اپنی زندگی کا نصب العین قرار دینا چاہیے۔

صبر کی چار بنیادیں

خوف، امید، زھد اور انتظار صبر کی عمارت کے چار بنیادی ستون

ہیں۔

ایمان کی عمارت کا پہلا ستون صبر کو قرار دیتے ہوئی مولائے متقیان حضرت علی علیہ اسلام ارشاد فرماتے ہیں کہ صبر بھی چار بنیادی ستونون یعنی خوف' امید' زھد اور انتظار پر مشتمل ہے۔

امید

للذا جو شخص بہشت میں جانے کا امید وار ہے وہ دنیا پرستی (شہوت رانی) سے مبرا ہوتا ہے۔ (یعنی دنیا سے کنارہ کشی اختیار کرتا ہے۔)

بقول شاعر

ہر دلی حب خدا دارو ندارو حب دنیادار
باز سلطان کی نظر برلاشہ مردار دارد

خوف

جنم کی آگ سے خوف کھانے والا شخص کبھی گناہ میں مبتلا نہ ہوگا اس لئے کہ اسے عذاب کی سختی کا یقین ہوتا ہے۔

زھد

دنیا میں زھد و تقوی اختیار کرنے والا شخص اس کی جلد فنا ہوجانے والی رنگینیوں کو اپنے دل میں ہرگز جگہ نہ دیگا بلکہ سخت سے سخت حالات میں

بھی ثابت قدم رہے گا۔ یہاں تک کہ خود مشکلیں اس پر آسان ہوجائیں گی۔

دنیا کی حقیقت ہی کیا ہے جو چیز اسے عطا کی گئی اس پر وہ نہ خوشی کا اظہار کرسکتی ہے اور نہ چھن جانا والی چیز پر غمگین ہوتی ہے پس اس کی خوشیاں اور سختیاں کیا حیثیت رکھتی ہیں۔

لکیلا تاسوا علی مافاتکم ولا تفرحو بما اتکم (سورہ حدید ۲۳)

ترجمہ:۔ تو تم اس کا رنج نہ کرو اور جب کوئی چیز (نعمت) خدا تم کو دے تو اس پر نہ اترایا کرو۔

انتظار

موت کا منتظر ہمیشہ نیک کام میں عجلت کرے گا کیونکہ اسے یقین ہوتا ہے کہ اس کی عمر کا سرمایہ لمحہ بہ لمحہ ختم ہوتا جارہا ہے اور موت کی جانب قدم بڑھتے چلے جارہے ہیں۔

چونکہ عمر کا گھٹنا قطعی اور اس کا باقی رہنا مشکوک ہے۔

لہٰذا اس زاویے سے سوچنے والا انسان زیادہ سے زیادہ نیک کام انجام دینے کی جستجو میں لگا رہے گا۔

(واستبقوا الخیرات)

وہ ہر آن اللہ تبارک تعالیٰ کی رحمت اور بخشش کا طلب گار رہتا ہے۔

(سابقوا الی مغفرہ من ربکم)

یقین کے چار بنیادی ستون

ایمان کے دوسرے ستون یقین کی تشریح کرتے ہوئے مولا علی علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ اس کی بھی چار بنیادیں ہیں۔

ہوشیاری' درست افکار' عبرت کا ادراک اور گذشتہ اقوام کے طور طریقوں پر گہری نظر۔

ہوشیار شخص حکمت رکھتا ہے اور وہ عبرت کا دامن تھام لیتا ہے اور عبرت رکھنے والا شخص گذشتہ لوگوں کے طور طریقوں سے واقفیت رکھتا ہے وہ ایسا ہے جیسے گزرے ہوئے لوگوں کے ہمراہ زندگی گزار رہا ہو اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہو گیا ہو۔

وہ سیدھے راستے پر چلنے والے لوگوں کے طرز زندگی کو مد نظر رکھ کر ان کے نقش قدم پر چلے گا اور برے آدمیوں کے رویوں کا اندازہ کرکے اس سے پرہیز کرے گا۔ واضح رہے کہ تباہ برباد ہوجانے والے لوگ گناہوں کی وجہ سے اپنے انجام کو پہنچے اور خداوند کریم کی اطاعت کی برکتوں کے باعث نیک لوگ اعلی مرتبوں پر فائز ہوئے ہیں۔

عدل کے چار بنیادی ستون

اس کے بعد آپ ایمان کے تیسرے ستون عدل کو بھی چار بنیادوں میں تقسیم فرماتے ہوئے اس کی یوں تشریح کرتے ہیں۔

گہرا فہم کثیر علم

حکم دینے کی بھرپور صلاحیت

اور بردباری

گہرا فہم رکھنے والا انسان علم کی دولت سے مالا مال ہوتا ہے اور عالم کی حکمتوں اور اقدامات سے واقف ہوتا ہے اور بردباری اس میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہے بردبار شخص اپنے فرائض میں کوتاہی نہیں کرتا اور نیک زندگی بسر کرتا ہے۔

جہاد کے چار بنیادی ستون

ایمان کے چوتھے ستون جہاد کی تشریح کرتے ہوئے مولائے متقیان حضرت علی علیہ السلام اسے بھی چار ستونوں پر استوار فرماتے ہیں۔

جہاد کی عمارت

امر بالمعروف۔ نہی عن المنکر

ہر حال میں سچائی

(ہر محاذ پر استقامت)

اور فاسقوں سے عداوت

جیسی گہری بنیادوں پر استوار ہے۔

آپ ارشاد فرماتے ہیں جو شخص امر بالمعروف کرے گویا اس نے مومنین کی مدد کی۔ نہی عن المنکر یعنی برے کاموں سے روکنے والا شخص ایسا ہے جیسے اس نے منافقوں کے منہ پر تھپڑ رسید کردیا ہو اور ان کے

مکرو فریب سے چھٹکارا پالیا ہو اور جو محاذ جنگ پر آیا گویا اس نے اپنا وظیفہ بطور احسن انجام دیا۔

اور جس نے فاسقوں سے عداوت رکھی اس نے خدا کی خاطر دشمنی رکھی اور جو خدا کی رضا کے لئے کسی سے دشمنی رکھے تو خدا بھی اس کے دشمنوں کا دشمن ہو جاتا ہے۔

یہ تھے ایمان کے چار ستون اور ان کی مزید چار چار بنیادیں ہیں۔

کتاب کا دوسرا حصہ

کتاب کا دوسرا حصہ سورہ حدید کی آیت شریفہ

الم یاء ن الذین امنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ وما نزل من الحق ولا یکونوا کالذین اوتوا الکتاب من قبل فطال علیھم الامد فقست قلوبھم و کثیر منھم فاسقون

کی توضیح و تفسیر پر مشتمل ہے

اس آیت شریفہ سے یوں نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ حقیقی ایمان خدا کے حضور خشوع قلب ہی سے حاصل ہو سکتا ہے ایمان قلب خاشع میں پروان چڑھتا ہے جبکہ لامتناہی خواہشات دل کی سختی اور قساوت کا سبب بنتی ہیں ایسے دل میں ایمان پیدا نہیں ہو سکتا جیسے بنجر زمین پر کاشت نہیں ہو سکتی۔

کتاب کے اس حصہ میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے جن بندوں پر اپنا خاص لطف و کرم فرماتا ہے ان کے دلوں کو بلاؤں اور بیماریوں کے ذریعہ نرم کردیتا ہے۔ تاکہ ان کی نفسانی خواہشات کا خاتمہ

ہوجائے اور ان کے قلوب نور الٰہی سے منور ہوجائیں ۔ اس خدائی طریقہ کو شیر خوار بچہ کے ساتھ ماں کے اس رویہ سے تشبیہ دی گئی ہے کہ جب وہ بچے کا دودھ چھڑانے کے لئے ہزار جتن کرتی ہے جبکہ بچہ اس کی چھاتیوں سے کسی طور علیحدہ ہونے کو تیار نہیں ہوتا۔

ماں اپنے شیر خوار کو انواع واقسام کی شیریں غزائیں چکھاتی اور اسے دوسری لذتوں سے روشناس کراتی ہے لیکن دنیا سے بے خبر یہ بچہ اس کی چھاتیوں سے الگ ہونے کو قطعاً" تیار نہیں ہوتا بلآخر وہ اپنی چھاتیوں پر کوئی کڑوی شے مل کر اس کی یہ عادت چھڑانے پر مجبور ہوتی ہے۔

کتاب کا آخری حصہ

کتاب کا تیسرا اور آخری حصہ سورہ والعصر کی تفسیر کے ذریعہ ایمان داروں کی راہنمائی پر مشتمل ہے اس سورہ میں اللہ تعالیٰ قسم کھا کر فرمارہا ہے کہ تمام انسان نقصان میں ہے لیکن وہ لوگ جو ایمان لائے اور حق و صداقت اور حلم و بردباری کے تلقین کرتا رہے۔

اس کتاب کے پڑھنے والوں پر یہ بات واضح ہوجائے گی کہ جب تک ایمان کی حقیقت کا علم نہ ہو سرمایہ زندگی کے نقصان کا ادراک بھی نہ ہوسکے گا۔

اور جب تک نیک کام نہ کیا جائے اس وقت تک انسان کسی مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا آخر میں زندگی کے ہر موڑ پر صبر سے کام لینے کی تاکید

کی گئی ہے جبکہ ایمان اور صبر کو سر اور دھڑ سے تشبیہہ دی گئی ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ بغیر صبر کے انسان مومن کہلانے کا حقدار نہیں اس مقدمہ کا بغور مطالعہ اور کتاب کے عنوانات کی فہرست دیکھ کر بخوبی واضح ہو جائے گا کہ یہ کتاب بلاشبہ اپنی نظیر آپ ہے۔

امید ہے خداوند کریم اپنی بارگاہ میں ہماری اس سعی کو قبول فرمائے گا اور عوام الناس اس سے حتی الامکان فائدہ حاصل کریں گے۔

کتاب کے مطالعہ کے بعد ہمیں اپنی پچھلی کوتاہیوں کی تلافی اور باقیماندہ زندگی ایمان کے ساتھ بسر کرنی چاہیئے تاکہ آخرت بخیر ہو۔

شیراز = سید محمد ہاشم دستغیب

"ایمان"

حضرت آیت اللہ مجاہد آقائے الحاج سید عبدالحسین دستغیب شیرازیؒ کے تین رمضان ہائے مبارک کے دوران دیئے گئے خطبات کا خلاصہ

ایمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصول کافی کی دوسری جلد میں اس روایت کا ترجمہ اور تفسیر درج ہے۔

بالاسناد الول عن ابن محبوب عن یعقوب السراج عن جابر عن ابی جعفر قال

سئل امیرالمومنین عن الایمان فقال ان اللہ عزو جل جعل الایمان علی اربع دعائم' علی الصبر و الیقین والعدل والجہاد' فالصبر من ذلک علی اربع شعب علی الشوق والاشفاق و الزھد والترقب۔ فمن اشتاق الی الجنہ سلا عن الشہوات و من اشفق من النار رجع عن المحرمات و من زھد فی الدنیا ھانت علیہ المصیبات و من راقب الموت سارع الی الخیرات والیقین علی اربع شعب' تبصرہ الفطنہ و تاءول الحکمہ و معرفہ العبرہ و سنہ الاولین فمن ابصر الفطنہ عرف الحکمہ و من تاءول الحکمہ عرف العبرہ ومن عرف العبرہ ــــــ عرف السنہ و من عرف السنہ فکا نما کان مع الاولین و اھتدی الی التی ھی اقوم و نظر الی من نجا بما نجا ومن ھلک بما ھلک و انما اھلک اللہ من اھلک بمعصیتہ وانجی من انجی بطاعتہ۔ والعدل علی اربع شعب غامض الفہم و غمرالعم و زھرہ الحکم و روضہ الحکم فمن فہم فسر جمیع العلم ومن علم عرف شرایئع الحکم و من حلم لم یفرط فی امرہ و عاش فی الناس حمیدا" سوالجہاد علی اربع شعب' علی الامر بالمعروف والنہی عن لمنکر و الصدق فی المواطن و شنا" ن

الفاسقين فمن امر بالمعروف شد ظہر المؤمن ومن نہی عن المنکر ارغم انف المنافق وامن کیدہ ومن صدق فی المواطن قضی الذی علیہ ومن شنئ الفاسقین غضب اللہ ومن غضب اللہ غضب اللہ لہ فذلک الایمان ودعائمہ وشعبہ۔

"صفت ایمان"

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جب جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہم السلام سے ایمان کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے اس کا مفصل جواب یوں دیا۔

آپ نے ایمان کو چار بنیادوں میں اس طرح تقسیم فرمایا

۱۔ صبر

۲۔ یقین

۳۔ عدل

۴۔ جہاد

اس کے بعد ان چار صفات کو مزید چار چار بنیادوں میں اس طرح تقسیم فرمایا

اِیمان کی پہلی بنیاد "صبر" :-

۱- خوف

۲- اُمید

۳- زھد

۴- انتظار

(۱) خوف : جو شخص جہنم کے عذاب سے خائف ہوگا وہ حرام کاریوں سے بچا رہے گا۔

(۲) امید : بہشت جانے کا امیدوار دنیا کی ہوس کاریوں کا شکار نہیں ہوگا۔

(۳) زھد: دُنیا کی رنگینیوں سے کنارہ کش شخص کبھی اس کے جال میں نہ پھنس سکے گا۔

(۴) انتظار: موت کا منتظر ہمیشہ اچھے کاموں میں پہل کرے گا۔

اِیمان کی دوسری بنیاد "یقین"

(۱) ہوشیاری

(۲) دور اندیشی

(۳) درک عبرت

(۴) گذشتہ اقوام کے حالات پر گہری نظر

ہوشیار آدمی صاحب فہم اور دور اندیش ہوتا ہے۔ سمجھدار شخص عبرت سے کام لیتے ہوئے گذشتہ قوموں کے عروج و زوال کے اسباب سے واقف ہوتا ہے ایسے انسان کی مثال ایسی ہے جیسے وہ گذشتہ لوگوں کے ساتھ زندگی گزار رہا ہو۔

لہٰذا وہ ہلاکتوں کا سبب بننے والی چیزوں سے پرہیز اور کامیابی و کامرانی کا باعث بننے والے کاموں کو انجام دے گا۔

کیونکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب گناہگار بندوں پر نازل ہوا اور اس کی اطاعت کرنے والوں نے نجات پائی۔

ایمان کی تیسری بنیاد "عدل"

۱۔ عمیق فہم
۲۔ کثرت علم
۳۔ حکم
۴۔ صلح

ایمان کی چوتھی بنیاد "جہاد"

۱۔ امر بالمعروف
۲۔ نہی عن المنکر

۳۔ محاذ پر استقامت

۴۔ فاسقوں سے عداوت

(۱) امربالمعروف

نیکی کی طرف بلانے والا شخص مومنوں کا مددگار رہوتا ہے

(۲) نہی عن المنکر

برے کاموں سے روکنے والا شخص منافقوں کے منصوبے خاک میں ملا دیتا ہے ان کے بچھائے ہوئے جال میں نہیں پھنستا۔

(۳) ہر محاذ پر استقامت

ہر محاذ پر موجود شخص اپنی ذمہ داریاں عمدہ طریقہ سے نبھاتا ہے۔

(۴) فاسقوں سے عداوت

فاسقوں سے عداوت رکھنے والا شخص خدا کو دوست رکھتا ہے اور اس کے دشمنوں سے اسے عداوت ہوتی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تحصیل علم دین کا واجب ہونا اور اس کی فضیلت

رمضان کے مقدس مہینے میں ایک خاص وقت علمی نشست کے انعقاد کے لئے نکالا کریں اس لئے کہ علم حاصل کرنا سب پر واجب ہے۔

"طلب العلم فریضه علی کل مسلم" اور بہ روایت دیگر و مسلمہ یعنی مسلمان مرد اور عورت دونوں کے لئے دین کی درستگی واجب قرار دی گئی ہے چنانچہ عقیدے کی مضبوطی کے ساتھ فروعی مسائل سے واقفیت بھی ضروری ہے۔

نماز، روزہ، حج، زکوۃ خمس اور جہاد کے تمام احکامات کے بارے میں معلومات ہونی چاہئے۔ زمینداروں کو زکوۃ، صاحب استطاعت کو حج اور تاجر کو تجارتی معاملات سے واقفیت رکھنا واجب ہے مختصر یہ کہ ہر فرد کو اپنی ضروریات کے مطابق اصول و فروع دین جاننے ضروری ہیں۔

حصول علم کے بارے میں شہید ثانی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب "منیته المرید" میں خاتم الانبیاء حضرت محمدؐ مصطفٰے کی ایک حدیث نقل فرمائی ہے۔

حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص جہنم کی آگ سے آزاد افراد کو دیکھنا چاہے اسے چاہیے کہ ایسے لوگوں کو دیکھ لے کہ جو علم دین حاصل کرنا چاہتے ہیں اور جنہوں نے جہالت کی آگ سے نجات حاصل کرلی۔

حضورؐ فرماتے ہیں کہ قسم اس خدا کی جس کے قبضہ قدرت میں میری

جان ہے ہر وہ شخص جو گھر سے اس ارادے سے نکلے کہ ایسے عالم کے علم سے فیض حاصل کریگا جو اسے دین کی باتیں بتائے۔ اپنے ہر قدم کے عوض اپنے نامہ اعمال میں ایک سال کی عبادت کا ثواب پائیگا۔

"من احب ان ینظر الی عتقاء اللہ من النار فلینظر الی المتعلمین فوالذی نفسی بیدہ ما من متعلم یختلف الی باب العالم الا کتب اللہ لہ بکل قدم عبادہ سنہ و بنی اللہ لہ بکل قدم مدینہ فی الجنہ و یمشی علی الارض وھی تستغفرلہ و شہدت الملا ئکہ انہم عتقاء اللہ من النار"

(منیتہ المرید شہید ثانی صفحہ ۹)

جاہل اپنی جہالت کے ساتھ ایک سال عبادت کرتا ہے اور طالب نور اپنے فہم و دانائی کے ساتھ صرف ایک ساعت اللہ تعالی کی عبادت میں گزارتا ہے تو وہ بارگاہ الہی میں قبولیت کا درجہ رکھتی ہے جہالت کی تاریکی میں کی جانے والی عبادت نقصان دہ ہے یا اس کا معمولی سا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔

روزے کی فروعی شرائط کو قبول اور اصولی شرائط کو رد کردیا جاتا ہے

ہمیں معلوم ہونا چاہئے کہ ہماری لاعلمی کے باعث روزہ ضائع بھی ہوسکتا ہے۔ سارے دن کی محنت ایک لمحہ میں اکارت ہوسکتی ہے اور انسان خالی ہاتھ رہ جاتا ہے۔

روزہ صرف بھوکا پیاسا رہنے کا نام نہیں بلکہ آپ کی زبان بھی روزہ کو باطل کر سکتی ہے۔

کسی مومن کو اذیت دینے سے آپ کا روزہ ضائع ہو سکتا ہے۔

روزہ کے صحت کی اس شرائط سے تو آپ واقف ہی ہیں کھانے' پینے سے خود کو روکے رکھنا' پانی میں سر ڈبونا' عمداً" قے کرنا' عمداً" حالت جنابت برقرار رکھنا' جماع کرنا' پیغمبر خدا اور آئمہ اطہار کی نسبت جھوٹ بولنا' گرد و غبار کو حلق تک پہنچانا وغیرہ

اب روزہ کی قبولیت کی شرط بھی جان لیں تاکہ فقیہ ہو جائیں فقہی مسائل کے بغیر جانے عمل کرنا نقصان دہ ہے اگر ایک مومن سے بدکلامی کی تو گویا اسے اذیت دی فقط بھوکا پیاسا رہنا کافی نہیں ہے۔

عبادت کے ساتھ حرام خوری قطعاً" قابل قبول نہیں ہے۔

قبولیت عبادت کی شرط رزق حلال سے مشروط ہے

افطار کے وقت اس بات کا خاص خیال رہے کہ آپ جو لقمہ لے رہے ہیں حلال طریقہ سے کمائی گئی دولت سے ہو۔ وائے ہو اس پر کہ جو مشکوک یا حرام ذرائع سے روزی کمائے۔

ایک قصہ مجھے یاد آگیا پرانے زمانے کے لوگ اس معاملہ میں محتاط رہا کرتے تھے تاکہ ان کی عبادت بے کار نہ ہو جائے۔

ایک بزرگ عالم دین نے یہ روایت نقل فرمائی ہے کہ ستر اسی سال پہلے کی بات ہے نجف اشرف میں ایک چور تمام سال چوری کرتا تھا لیکن

رمضان کا مہینہ آتے ہی وہ یہ کام ترک کردیتا اور حلال ذرائع سے روزی حاصل کرکے روزہ رکھتا تھا فاسق ہے لیکن ایمان رکھتا ہے۔
یہ شخص افطار کے وقت امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کے روضہ مبارک کے سامنے کھڑا ہوجاتا اور کسی صاحب علم سے التماس کرتا کہ اگر ہوسکے تو مجھے افطار کرادیں کیونکہ میرے پاس حلال پیسہ نہیں ہے بعض اوقات تو آدھی رات اسی طرح کھڑے ہوئے گزر جاتی۔ لیکن اس کے باوجود وہ چوری کے مال سے کچھ نہیں کھاتا۔
آپ اس چور سے سبق حاصل کریں اور خدا کے لئے لقمہ حرام حلق سے نہ اتاریں۔
انسان چاروں طرف سے شیطانی بلاؤں میں گھرا ہوا ہے آپ اپنا قیمتی وقت نکال کر یہاں تشریف لاتے ہیں امید ہے آپ کی یہ زحمت علم میں اضافے کے سبب مفید ثابت ہوگی۔
اصول اور فروع دین کا یاد رکھنا ہم سب پر واجب ہے ہمیں ان کے بارے میں جامع معلومات رکھنی چاہئے خداوند کریم نے اہل علم حضرات کے لئے ایسی فضیلتیں رکھی ہیں جس سے بڑھ کر کسی فضیلت کا سراغ نہیں ملتا۔

یرفع اللہ الذین امنوا منکم والذین اوتو العلم درجات

(سورہ مبارکہ ۵۸ آیت ۱۱)

ترجمہ) اللہ تعالی ان لوگوں کے جو تم میں سے ایمان لائے اور جن لوگوں کو علم دیا گیا درجوں کو بلند کریگا۔

هل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون

(قرآن کا ۳۹ واں سورہ آیت نمبر ۹)

(ترجمہ) وہ لوگ جو جانتے ہیں اور وہ لوگ جو نہیں جانتے ہیں برابر ہوسکتے ہیں

عبادت علم کے ساتھ اثر رکھتی ہے

عقل و فہم سے قطع نظر کرکے یہ عبادتیں تمہارے جسم کو کوئی فائدہ نہ پہنچا سکیں گی۔ اگر عبادت فہم و علم کے ساتھ ہو تو مفید ہے اور انسان کسی مرتبہ تک پہنچنے کی توقع کرسکتا ہے اصول کافی کے باب عقل میں مروی ہے کہ کشاف الحقائق حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے ایک شخص کی بڑے تعریفیں کی جارہی تھیں بھئی وہ دن بھر روزہ رکھتا ہے رات رات بھر عبادت میں بسر کرتا ہے آپؑ نے پوچھا اس کی علمی قابلیت کتنی ہے؟ جواب ملا معلوم نہیں

اس کے بعد آپؑ نے ایک واقعہ بیان کیا تاکہ اس طرح انسانوں کے معیار کی کسوٹی معلوم کی جاسکے۔

ایک عابد کا خدا کی خدائی پر اعتراض کرنا

قدیم زمانہ میں ایک شخص ترک دنیا کرکے ایک ویران جزیرہ میں خدا کی عبادت کے لئے جا پڑا وہ وہاں یک و تنہا عبادت میں مشغول رہتا اور درخت کے پھلوں پر گزارا کرتا۔ ایک فرشتہ نے اسے اس حالت میں کئی برس تک دیکھا اور اس میں کسی قسم کی تبدیلی کا مشاہدہ نہ کیا حالانکہ

اس قدر عبادت کے صلے میں اسے ولی اللہ کے درجہ پر پہنچ جانا چاہیے تھا آخر کیا راز ہے فرشتے نے اللہ سے عرض کیا اتنی ساری عبادتیں اور بلا نتیجہ اے اللہ آخر اس کی کیا وجہ ہو سکتی ہے؟ حکم ہوا جاؤ خود جا کر اسے دیکھ لو۔

انسان کی شکل میں فرشتہ عابد کے پاس آیا چند ساعتیں اس کے ساتھ گزاریں۔

عابد نے پوچھا تم کون ہو؟ فرشتے نے جواب دیا خدا کا بندہ ہوں یہاں سے گزر رہا تھا کہ آپ پر نظر پڑی سوچا کیوں نہ آپ کے ساتھ اللہ تعالی کی عبادت میں شامل ہو جاؤں اور آپ سنائیں کیا حال ہیں؟

عابد نے جواب دیا اللہ تعالی نے اس جزیرے میں سب کچھ دیا ہے ہمیشہ سرسبز و شاداب اور پھلوں سے مالا مال رہتا ہے لیکن افسوس کہ یہاں کوئی گدھا اللہ میاں نے پیدا نہیں کیا کہ جو اس کی فالتو گھاس پھوس کو کھائے ہوتا تو یہ چاہیے تھا کہ اس قدر ہریالی خشک ہو کر ضائع نہ ہوتی۔

فرشتہ فوراً متوجہ ہو گیا کہ نقص دراصل کہاں ہے۔

کج فکر اور کم عقل ہے بے چارہ خدا کی حکمت پر معترض ہے پس مٹھی بھر خاک کے برابر بھی اس کی حیثیت نہیں ہے۔

خدا کی خدائی میں دخل دے رہا ہے یہ نہیں سمجھ رہا تھا کہ خدا اپنے فیض سے منع نہیں کرتا اگر کسی جگہ سرسبز و شادابی ضروری ہو تو وہاں ہریالی ہوگی نہ یہ کہ اگر گدھا ہوگا تو ہریالی پیدا کریگا ورنہ نہیں۔

عابد نے خدا کو اس کی عظمت و بزرگی اور جاہ جلال کے ساتھ نہیں پہچانا ایسا شخص کم عقل ہے لہٰذا اس کے اعمال اور عبادتیں بھی کم اثر ہیں اور اسے کسی مرتبہ تک پہنچانے میں حائل ہیں۔

آپ کو ایسا ہو جانا چاہئے جیسے خدا ہمیشہ آپ کے ساتھ ہے اور وہ آپ کا مانع ہے

"مولانی مولانی انت الصانع وانا المصنوع"

آپ کو واقعی خدا کو اپنا صانع جان لینا چاہئے اس صورت میں آپ کامیاب ہیں یقین کامل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو اپنا تربیت کنندہ اور نجات دھندہ مانیں خدا ہی ہے جو آپ کو روٹی دیتا ہے اور اس سے آپ کے بدن میں خون پیدا کرتا ہے آپ ہر سانس اس کی قدرت سے لے رہے ہیں ہم سب کو اس اہم نکتہ پر توجہ دینی چاہئے۔ تاکہ عبادت با مقصد ہو۔

اگر آپ رمضان المبارک کے اس مقدس مہینہ میں اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کردیں اور میں میں کرنا چھوڑ دیں اور اس کی جگہ اللہ اللہ کریں تو کتنا بہتر ہو۔

اکثر لوگ عبادت کا خاطر خواہ فائدہ نہیں اٹھاتے اگر ایسا ہو جائے تو آپ خود رمضان کے آخری دنوں میں مشاہدہ کرلیں گے کہ خدا نے آپ کو یقین و معرفت اور ایمان کے نور سے کس قدر منور کردیا ہے آدمی جب تک محنت نہ کرے اور خود کو زحمت میں نہ ڈالے کسی مقام تک نہیں پہنچ سکتا۔

آپ عالم کو تلاش کریں اور اس کے علم سے بھرپور استفادہ کریں بغیر علم

کے عمل عین بے عملی ہے اس سے بہتر تو یہ ہے کہ آپ بے عمل ہی رہیں۔

آپ کی خدمت میں ایک مثال پیش کرتا ہوں

زید امام رضا علیہ السلام کے حرم مطہر جانے کے مقصد سے اٹھتا ہے یہ گویا عرش الرحمن ہے جو کوئی آپ کی زیارت سے مشرف ہوا ایسا ہے جیسے اس نے ہزار ہزار مرتبہ حج و عمرے کی سعادت حاصل کرلی اس زیارت کا ثواب لاکھوں حجوں کے برابر بھی ہو سکتا ہے اگر معرفت کے ساتھ کی جائے۔

لیکن افسوس کہ لوگ ہزاروں مرتبہ زیارت کرنے کے باوجود خالی ہاتھ لوٹتے ہیں حرم امامؑ میں بے ادبی کرتے ہیں اور حرام کے مرتکب ہوتے ہیں گندے بدبو دار موزے پہن کر آنے والے دوسرے لوگوں کو اذیت دیتے ہیں ایسے حرم میں کہ جہاں حقیقی خوشبو نے احاطہ کر رکھا ہو ایسی گندی حالت میں آجاتے ہیں۔

اے برادر ایمانی تمیز کرو تمہارا بغیر غسل کے حرم میں جانا مسافر خانے جانے کے برابر ہے۔ بھائیو! یہ جگہ تو الٰہی سلطنت کا ایک حصہ ہے لٰہذا جس قدر ممکن ہو اپنے ظاہر اور باطن کو پاکیزہ رکھیں۔

مسجد میں جانے کے بھی یہی آداب ہیں جو شخص اللہ کے گھر اور اپنے گھر میں فرق نہیں رکھتا اس کے شعور کا کیا کہنا ایسے شخص کی عبادت بھی اس کے شعور کے تابع ہوتی ہے۔ مسجد خدا سے منسوب ہوتی ہے آپ سے جس قدر صفائی کا خیال رکھا جائے حتی الامکان لحاظ رکھیں اور خدا سے

دعا کریں کہ پروردگار جس قدر مجھ سے ہوسکا میں نے کیا اور تو میرے باطن کو درست فرما۔

پاکیزگی کے ساتھ آپ کو یہ خیال بھی رکھنا ہے کہ امام رضا علیہ السلام کے حرم پاک میں خدا نخواستہ آپ کہیں نا دانستہ کسی غیر عورت سے نہ ٹکرا جائیں یہاں امام حاضر و ناظر ہیں اور نور الٰہی کے ذریعہ تمام چیزوں پر انکی نظر ہے۔

یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ کئی لوگ ایک دوسرے پر چڑھے جاتے ہیں تاکہ خود کو ضریح تک پہنچا سکیں انہیں یہ معلوم نہیں کہ امامؑ ان کی تمام حرکات کو دیکھ رہے ہیں۔

آپؑ کا نور آپؑ کی قبر اطہر پر زیادہ جلوہ گر ہوتا ہے۔

یہ سب باتیں نا سمجھی کی دلیل ہیں کیا امام صرف ضریح تک محدود ہیں؟ امام اللہ کی مجسم روح ہیں۔ اور تمام جگہ حاضر ہیں۔

لیکن ان بزرگواروں کے روضہ ہائے اطہر پر حاضری کی اہمیت اور فضیلت اور ہی ہے۔

جس طرح سورج کی شعائیں ہر جگہ اور ہر چیز پر پڑتی ہیں پانی مٹی لوہے در و دیوار لیکن آئینہ پر سورج کی شعائیں تیزی کے ساتھ پڑتی ہیں امام کی روح بھی تمام عالم ہستی پر جلوہ افروز ہے لیکن جہاں آپ کا جسد خاکی دفن ہے وہاں آپ کی نظر کرم زیادہ ہوتی ہے۔

یہاں آکر یہ نور کئی گنا زیادہ تیزی کے ساتھ پھیلتا ہے اور یہی امام کا

نور ابھی اور ابھی اسی وقت آپ کو بھی منور کرسکتا ہے آپ کی خطائیں معاف کردی جائیں تو آپ کس قدر فائدہ میں رہیں گے۔ لیکن عقل و معرفت شرط ہے ورنہ خدا نخواستہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ ریاکاری میں مبتلا ہو جائیں۔

جہالت کے ساتھ برائی کی نشاندھی کرنا

ایک جاہل اگر نہی عن المنکر کرنا چاہتا ہے لیکن خود ہی اس کا شکار ہوجاتا ہے۔ آپ نے سنا ہوگا کہ چار آدمی نماز پڑھ رہے تھے ایک نے دوران نماز مسجد میں تھوک دیا اور مکروہ فعل کا مرتکب ہوا۔ اس کے پہلو میں کھڑے ہوئے شخص نے جو خود بھی نماز پڑھ رہا تھا کہا کہ تم نے مسجد میں کیوں تھوکا؟ دوسرا بولا بندہ خدا تم نے دوران نماز بات کیوں کی؟ تمہاری نماز گئی تیسرے سے بھی نہ رہا گیا اور اس نے کہا تم دونوں کی نماز باطل ہوگئی ہیں۔ اور چوتھے نے تو قصہ ہی تمام کردیا۔ کہا الحمد للہ میں نے کوئی بات نہیں کی۔

بعض لوگ نہی عن المنکر کرنا چاہتے ہیں لیکن گالی سے بات کرتے ہیں۔ اور اس طرح اپنے مومن بھائی کی تذلیل کردیتے ہیں کیا یہ خود برائی کا ارتکاب نہیں ہے؟

جبکہ اپنے خیال میں وہ برائی سے منع کر رہے ہوتے ہیں مثلاً" کوئی شخص قبلہ رخ پیشاب کررہا ہے اور کوئی شخص اس طرح مخاطب کرے کہ او کتے کے بچے تو یہ کیا کر رہا ہے؟

ممکن ہے پیشاب کرنے والا قبلہ کی سمت سے واقف نہ ہو تو پیشاب کرنے والے کا گناہ تو مشکوک اور بولنے والے کا گناہ قطعی ہوگیا بعض نادان لوگ دوسروں کو ماں باپ کی گالیاں دیتے ہیں۔ ایسا کرنے سے وہ تو جواب طلبی کا حق رکھتا ہی ہے اس کے ماں باپ بھی خدا کی عدالت سے اس نا انصافی کا جواب مانگنے کے مجاز ہیں بلا وجہ کیوں انہیں برا بھلا کہا گیا۔ امید ہے کہ ہماری یہ نشست ایک علمی نشست قرار پائے اور ہماری دینی معلومات میں اضافہ ہوتا چلا جائے۔ علم کی پہچان انکساری اور جہل کی شناخت غرور ہے۔ جو شخص جاہل ہے وہ مغرور تر ہوگا اور جو جتنا بڑا عالم ہوگا اتنا ہی شکستہ تر (منکسرالمزاج) ہوگا۔ کیونکہ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

"انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء"

جس شخص نے خدا کو اس کی عظمت و بزرگی کے ساتھ پہچانا وہ ہمیشہ دل میں یہی خیال کرے گا کہ آیا میری زندگی میں کوئی ایسا عمل سرزد ہوا ہے جو اس کی بارگاہ میں قبولیت کا درجہ رکھتا ہو' جس نے اسے پہچان لیا ہو ہمیشہ اس کی بے انتہا نعمتوں کے ساتھ شرمسار رہتا ہے

بقول شاعر

چگو نہ سرز خجالت برآورم بر دوست

کہ خدمتی بسزا برنیامد از دستم

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبادت الٰہی میں اس قدر کھڑے رہتے کہ آپؐ کے پائے مبارک میں ورم آجایا کرتا تھا ایک روز عائشہؓ

نے آپؑ سے پوچھا آپ اس قدر عبادت اور نالہ و فریاد کیوں کرتے ہیں؟ کیا آپ خدا کے بخشے ہوئے بندے نہیں ہیں۔

لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر (سورہ فتح آیت ۲)

(ترجمہ) تاکہ اللہ تعالیٰ ڈھانپ لے تمہاری امت کے اگلے اور پچھلے گناہ۔

آپؑ نے فرمایا

کیا میں اس کا شکر گزار بندہ نہ رہوں

افلا اکون عبدا شکورا (سفینۃ البحار جلد ۱ صفحہ ۱۱۷)

جو افراد اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی بے پناہ نعمتوں کا شکر ادا نہیں کرتے روایت میں ہے کہ ایسے لوگ قیامت کے دن چالیس سال تک شرم کے مارے سر نہ اٹھا سکیں گے کیونکہ انہیں وہاں عقل آئے گی کہ انہوں نے اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلایا اور اس کی بارگاہ میں خیانتوں کا کس قدر ارتکاب کیا۔

خدارا اب بھی اپنے گناہوں اور کفران نعمت کا ندامت کے ساتھ ازالہ کرلیں اس مبارک مہینہ میں اس کی بارگاہ میں فریاد کرو بشارت دی گئی ہے کہ روزہ دار کی دعا قبول ہوتی ہے میں تو یہ جرات نہیں رکھتا کہ کہہ سکوں کہ میں روزہ دار ہوں ہاں البتہ روزہ داروں کی طرح ہوں خدایا تیرے نبی نے وعدہ کیا ہے کہ دعا قبول ہوگی میرے مالک ہماری دعا کی قبولیت کو اس میں قرار دے کہ ہم اہل معرفت ہوجائیں۔ تو ہی ہمیں سرخ رو فرما۔ "آمین یا رب العالمین"

بسم اللہ الرحمن الرحیم

والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین امنوا و عملوا الصالحات وتوا صوا بالحق و تواصوا بالصبر

(ترجمہ) قسم ہے وقت کی یقیناً" انسان خسارے میں ہے' سوائے ان لوگوں کے کہ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے اور وہ ایک دوسرے کو حق کی وصیت کرتے رہے اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کرتے رہے۔

گذشتہ روز ہماری گفتگو کا موضوع یہ تھا کہ اس ماہ مبارک میں جس قدر ممکن ہو کسب فیض حاصل کیا جائے۔

یہ ایک گھنٹہ جو گفتگو ہو رہی ہے اس میں سننے اور بیان کرنے والے دونوں کو زحمت اٹھانی پڑ رہی ہے۔

بعض اوقات انسان کو ایسی باتیں سننے کو ملتی ہیں جن سے اس کا نفس خوش ہوتا ہے جیسے قصے کہانیاں یا دیگر دنیاوی خبریں لیکن یہ نشست دل لگی کے لئے نہیں ہے لہذا سخت اور خشک ہے امید ہے کہ یہ علمی نشست مقبول قرار پائے گی مقررین کو علوم قرآن اور آل محمدؐ کے اقوال زریں سے بیان کرنا چاہئے اور سامعین کو سمجھنے اور عمل کرنے کی غرض سے نشست میں بیٹھنا چاہیے۔ تاکہ خدا اور اس کے رسول کی معرفت حاصل ہو اور ہم باایمان ہو جائیں حلال حرام میں تمیز کر سکیں اور نیکیوں کو ملیا میٹ کر دینے والی بلاؤں سے پہلو بچا سکیں۔

فرشتوں کے بال و پر طالب علموں کے پاؤں تلے

مروی ہے کہ ایک شخص علی الصبح امام زین العابدینؑ کے دولت سرا پر حاضر ہوا آپؑ نے اتنی صبح آنے کا مقصد پوچھا۔ جواب دیا۔ میں آپؑ کے علم سے استفادہ کرنے آیا ہوں آپؑ نے فرمایا تجھے بشارت ہو کہ ملائکہ نے تیرے پاؤں تلے اپنے بال و پر بچھا دیئے ہیں۔

کثیر بن قیس کہتے ہیں ایک روز میں ابو درداء کے ہاں کھانے پر مدعو تھا کہ ایک عربی وہاں آیا درداء نے اس سے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں مدینہ سے پیدل شام آیا ہوں میں نے سنا ہے کہ آپ نے پیغمبر اکرمؐ کی زبان مبارک سے حدیث سنی ہے ابو درداء نے اس شخص کو اثبات میں جواب دیا کہ ہاں میں نے خود رسول گرامیؐ سے سنا ہے کہ جو شخص طلب علم کے لئے حرکت کرے تو ملائکہ اپنے بال و پر اس کے پاؤں تلے بچھا دیتے ہیں۔

اسی مناسبت سے ایک عبرت ناک واقعہ شہید ثانی علیہ الرحمہ نے نقل فرمایا ہے

آپؒ فرماتے ہیں ایک روز چند تشنگان علم اپنے علم کی پیاس بجھانے اور نفس کی اصلاح کی غرض سے ایک علمی نشست میں شرکت کے لئے جا رہے تھے۔ نشست شروع ہو جانے کے خوف سے تیز تیز قدم بڑھاتے چلے جا رہے تھے اسی اثناء میں ایک کم ظرف، نادان دین سے بے خبر شخص نے ان کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا بھئی اتنا تیز مت چلو ملائکہ کے

بال و پر کو ٹھیس پہنچے گی یہ جملہ کہتے ہی وہ اپنی جگہ کھڑے کا کھڑا رہ گیا اور ساری زندگی کے لئے دونوں پاؤں سے محتاج ہوگیا اس کے دونوں پیر خشک ہوگئے اس لئے کہ اس نے پیغمبر گرامیؐ کی حدیث کا مذاق اڑایا تھا۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

پیغمبر گرامیؐ کی حدیث کا مذاق اڑانے کا انجام

یہ واقعہ بھی سننے سے تعلق رکھتا ہے کہ ایک روز حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں چند لوگ آئے اور آپؑ کو علم تھا کہ ان کے ہمراہ ضمرہ بن ضرار جیسا بے دین منافق بھی ہے حضرت متفکر ہوئے کہ کیا کیا جائے اگر حدیث بیان نہ کریں تو کہینگے کہ بخل کر رہے ہیں اور اپنے علم کو عیاں نہیں کر رہے اور اگر بیان کردوں تو اس بات کا خوف ہے کہیں مذاق نہ اڑایا جائے آخر کار آپؑ نے حدیث بیان کرنے کا ارادہ فرمایا

میرے جد امجد خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ مرنے والے کی روح اس کی لاش کے اوپر ہوتی ہے۔

(غسل خانہ میں بدن کے اوپر اور تابوت میں تابوت کے اوپر)

روح اپنے مردہ جسم سے مخاطب ہو کر کہتی ہے اے میرے جسم تو میری طرح اس دنیا کے دھوکے میں نہ آ۔

آپؑ نے حدیث بیان کی تو ضمرہ بن ضرار جاہل مذاق اڑائے اور

اس نے کہا اگر روح بات کرتی ہے تو اچھا ہے اسے کاندھوں پر لے جانے والوں کے ہاتھوں سے فرار ہو جانا چاہیے۔ حضرت ساکت ہو گئے ضمرہ بدبخت بھی اٹھ کر چلا گیا چند روز گزرنے کے بعد ابو حمزہ ثمالی امام سجاد علیہ السلام سے ملنے کی غرض سے گھر سے نکلے راستہ میں ان کے ایک دوست نے انہیں بتایا کہ ضمرہ ہلاک ہو گیا وہ خود نقل کرتے ہیں کہ میں خود صورتحال کا جائزہ لینے پہنچا تو اس کی تدفین کی جا رہی تھی میں جنازہ کے قریب کھڑا ہو گیا اور اس کی قبر میں داخل ہو گیا خدائے واحد کی قسم میں نے دیکھا کہ اس کے لب ہل رہے تھے اور وہ کہہ رہا تھا ویل لک ویل لک تجھے چھوڑ دیا تجھے چھوڑ دیا۔ وائے ہو تجھ پر اے ضمرہ دیکھا امام نے جو فرمایا تھا وہی ہوا۔

میں لرز گیا اور خود پر قابو نہ رکھ سکا اور فوراً قبر سے باہر آ گیا امام سجاد علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا اور عرض کی آقا اس روز پیغمبر گرامیؐ کی حدیث کا مذاق اڑانے والا شخص مر گیا اور میں نے خود اپنے کانوں سے سنا کہ وہ کہہ رہا تھا اے بدبخت وائے ہو تجھ پر تو نے دیکھا کہ جو کچھ امام نے کہا تھا وہ حق و صداقت پر مبنی تھا اور تو اس تک پہنچ گیا۔

ایمان اور عمل صالح نقصان سے بچاؤ کا ذریعہ ہیں

ہماری اس علمی نشست میں آپ کی خدمت میں قرآن مجید کی ایک محکم سورۃ پر گفتگو پیش کی جائے گی کہ جس کے اصل ہونے کے بارے میں

قطعاً" شک کی کوئی گنجائش نہیں ہے اور جس کے صحیح ہونے کے خلاف دلالت کا کوئی احتمال نہیں ہے اور یہ سورہ والعصر ہے۔

یہ بات کس قدر اہم ہے کہ اللہ تبارک تعالی زمانے کی قسم کھا کر کہہ رہا ہے کہ انسان بلا امتیاز مقام و منصب رنگ و نسل قوم و قبیلہ قدیم و جدید گذشتہ و آئندہ کے جنس انسان نقصان میں ہے مگر وہ جو دو چیزوں کے حامل ہیں یعنی ایمان اور عمل صالح یہ دو چیزیں ہیں جو انسان کو خسارے سے بچا سکتی ہیں۔

دین و دنیا کی سعادتوں اور کامیابی و کامرانی کا خواہاں ہر شخص عمل صالح میں اپنی عافیت تلاش کر سکتا ہے۔

قرآن کریم کی آیات کی فہرست اٹھا کر دیکھ لیں سو سے زائد مقامات پر اللہ تعالی فرما رہا ہے

امنوا وعملو الصالحات۔ خیر البریہ مومن با عمل صالح ہے۔

چنانچہ شر البریہ (شر کے نمائندے) کفار ہیں کہ دوزخ ان کا مقدر ہے اور بہشت ان لوگوں کے لئے ہے جو خیر البریہ (خیر کے نمائندے) کا مصداق قرار پائے۔

پہلے تو ہمیں اس بات کو سمجھنا چاہئے کہ ایمان کیا ہے؟ دوسرے یہ دیکھا جائے کہ آیا ہم میں ہے یا نہیں صاحب ایمان ہیں یا خالی ہاتھ۔ کیونکہ ہمیں خود اپنی اصلاح کرنا ضروری ہے۔

تیسرے اس بات کا خیال رہے کہ ہم ایمان کے کون سے درجہ پر فائز ہیں مضبوط ایمان یا کمزور ایمان۔ ان لوگوں کے لئے حدیث بیان کرتا

ہوں جو مغرور ہیں فخر کرتے ہیں کہ ہم صاحب ایمان ہیں۔

ایمان اور اس کے درجے

اصول کافی میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپؑ نے اپنے ایک خاص صحابی جناب ابی بصیر سے فرمایا:

"انما تمسکتم باذنی الاسلام وایاکم وان ینضر من ایدیکم"

(اصول کافی)

ایمان کی کمی یا اس کا غیر مستحکم ہونا خطرے کی علامت ہے۔ آپ کو اس میں زیادتی کی جستجو کرنی چاہیے۔

آج کی گفتگو میں ایمان کے مختلف مدارج کے بارے میں آپ کو بتاؤں گا تاکہ اندازہ کرسکیں کہ آپ ایمان کی کس منزل پر فائز ہیں

بے شمار مراتب کی حامل کسی چیز کو پرکھنے کے لئے اس کے پہلے اور آخری درجے کا حساب لگایا جاتا ہے بعد ازاں پہلے اور آخری درجے سے قریب تر درجات کا موازنہ کیا جاتا ہے۔

یعنی جو صاحب ایمان ہونے کی علامت ہے اس سے حساب شروع کیا جاتا ہے اس سے کمتر نہیں

روایت کی زبانی معلوم کرتے ہیں۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

من سرتہ حسنتہ وساءتہ سیئتہ فھو مومن

(بحارالانوار جلد ۱۵ صفحہ ۱۸۱)

ہر وہ شخص جسے نیکی سے خوشی ہو اور گناہ کے ارتکاب سے ناخوش ہو مومن ہے۔

ایسے شخص کے بارے میں کہا جاسکتا ہے کہ اس کا دل پاک صاف ہے اسے غیب پر ایمان ہے جزا و سزا کی اہمیت سے واقف ہے آپ نے کسی کو یا اپنے بچے کو تھپڑ مار دیا یا کسی کو نازیبا الفاظ سے یاد کیا کسی کی توہین کردی اور اس غلطی پر شرمندہ ہو گئے اور آپ کا ضمیر جاگ اٹھا میں روز آخرت اللہ کو کیا جواب دونگا خدا سے اور صاحب معاملہ سے معافی مانگ لی تو آپ مومن ہیں۔ لیکن اگر خدا نخواستہ آپ نے کسی کی پرواہ نہ کی اور گناہ کا ارتکاب کیا اور اس پر نادم بھی نہ ہوئے بلکہ یہ کہا کہ جناب میں نے کیا کیا ہے۔ ایسی صورت میں جان لیں کہ آپ کے دل میں ایمان کی ذرا سی جھلک بھی نہیں ہے مضمون کو اور زیادہ وضاحت کے ساتھ پیش کردوں:

ایمان صرف معلومات رکھنے کا نام نہیں   خدا اور آخرت کے بارے میں علم رکھنا کافی نہیں یا صرف تنہا محبت کافی نہیں بلکہ محبوب و معبود کی ذات میں ختم ہو جانا اس کے آگے سر تسلیم خم کر دینا خود کو حقیر اور ذلیل سمجھنا ایمان ہے۔ انسان جب پیدا ہوتا ہے تو اپنے ماں باپ کے ساتھ کس حال میں ہوتا ہے ایک دو سال تک تو اسے سوائے ماں کے پستانوں کے کسی چیز پر ایمان نہیں ہوتا اس لئے کہ اپنی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے سوائے ماں کے دودھ کے کسی چیز سے واقف ہی نہیں ہوتا۔ پستان ہی کو رب سمجھتا ہے اس کے علاوہ تمام چیزیں اس کے لئے

کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔ اسے جتنا کہا جائے کہ پستان مادر کے علاوہ بھی بہت سی چیزیں ہیں۔ تمہاری ضرورت گائے کے دودھ یا خشک دودھ سے بھی پوری ہوسکتی ہے سردی اور گرمی سے بچاؤ کے لئے اوڑھنا بچھونا اور کھیل کود کے لئے کھلونے موجود ہیں لیکن وہ کچھ نہیں سمجھتا سات آٹھ سال کا بچہ اپنی تمام ضروریات اپنے باپ یا سرپرست کے ذمہ سمجھتا ہے اسے اپنے والد کے علاوہ کسی پر ایمان نہیں ہوتا۔

روٹی کپڑا اور مکان کا ذمہ دار باپ کو جانتا ہے لیکن جیسے جیسے عقل بڑھتی ہے توحید اور غیب پر ایمان کے نور کے شعاعیں اپنا اثر دکھاتی ہیں اللہ کی معرفت حاصل ہوتی چلی جاتی ہے۔ جب تک بچپن تھا اور غیر اللہ پر ایمان کے علاوہ کچھ نہیں جانتا تھا لیکن پندرہ سال کی عمر تک تم غلطی پر تھے اپنا رب پہلے ماں کو اور بعد میں باپ کو سمجھتے تھے (استغفراللہ) اور اب جبکہ تمہیں معلوم ہوچکا ہے کہ تمہارے ماں باپ بھی اس کے محتاج ہیں۔

اس سے قبل تمہاری تمام ضروریات تمہارے والدین پوری کیا کرتے تھے اب خدا کی معرفت کے بعد ماں باپ سے امیدیں منقطع کرلینی چاہئیں وہ رب العالمین ہی تمام ضروریات پورا کرنے والا ہے اگر وہ چاہے گا تو میں سیر ہوسکوں گا اور اگر وہ نہ چاہے تو ماں باپ لاکھ جتن کرلیں میں سیر نہیں ہوسکتا۔

والذی ہو یطعمنی ویسقین○ واذا مرضت فھو یشفین○

(سورہ الشراء آیت ۸۰، ۷۹)

(ترجمہ) اور وہی وہ ہے جو مجھے (کھانا) کھلاتا ہے اور مجھے (پانی) پلاتا ہے۔ اور جب بیمار پڑتا ہوں تو وہی مجھے شفا عنایت فرماتا ہے۔

معاویہ اور عبدالملک کی بھوک اور پیاس

معاویہ علیہ الھاویہ کے بارے میں مورخین نے لکھا ہے کہ رسول خدا نے معاویہ کو کچھ لکھوانے کے لئے بلوایا تو اس نے آپ کے فرستادہ سے کہا کہدو کھانا کھا رہا ہوں' رسول خدا نے فرمایا:

لا اشبع اللہ بطنہ خدا اس کا پیٹ نہ بھرے اب تو اس کی جان عذاب میں آگئی دستر خواں بچھایا جاتا اور معاویہ کھاتے کھاتے تھک جاتا لیکن سیر نہ ہوپاتا تھا۔ تم یہ خیال کرتے ہو کہ کھانے سے پیٹ بھرجاتا ہے اور پانی سے پیاس بجھ جاتی ہے۔ یہ غلط فہمی ہے دراصل جب تک خدا نہ چاہے نہ تو کھانے سے پیٹ بھر سکتا ہے اور نہ ہی پانی سے پیاس۔

بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ یہ پانی ہلاکت کا باعث بھی بن جاتا ہے خلیفہ عبدالملک اپنی تمام تر قدرت کے باوجود کس طرح مرتا ہے جب مصعب کو ہلاک کرنے کے بعد اسے فتح نصیب ہوئی تو اس پر کیسی مصیبت آن پڑی اس کے طبیب خاص نے اسے ہدایت کی کہ اگر ایک قطرہ پانی کا تونے پی لیا تو ہلاک ہوجائے گا ایک خاص وقت تک تو خلیفہ کو پانی پینے سے روکا گیا اس نے کچھ دیر تو صبر کیا لیکن زیادہ دیر تک برداشت نہ کرسکا اور اس نے کہا

(اسقونی ماءً وان کان فیہ نفس)

مجھے پانی پلا دو خواہ میری جان ہی چلی جائے خدا جو چاہے وہی ہوتا ہے خلیفہ نے پانی پیا اور ہلاک ہوگیا وہ پانی جو حیات کا سبب تھا موت کا باعث بن گیا۔

سلیمان بن عبدالملک مروان کے لئے ہر روز ۸۰ مرغ بھونے جاتے تھے اور وہ سب ہڑپ کرجاتا تھا۔ اس کے باوجود اس کا پیٹ نہیں بھرتا تھا کھاتے کھاتے تھک جایا کرتا تھا لیکن سیر نہ ہوتا تھا ایک روز علی الصبح نہا کر حمام سے باہر آیا تو اس نے پوچھا ناشتے میں کیا ہے' جواب ملا حضور تین دنبے حلال کئے ہیں دوپہر کے کھانے کے لئے حکم دیا کہ ابھی دل جگر اور جو کچھ ہوسکے فوراً" حاضر کردو بڑی بھوک لگی ہے مورخ نے لکھا ہے کہ نیم پکا جو کچھ تھا گرم گرم کھائے جارہا تھا صبر اس سے نہ ہوتا تھا ہاتھ جلے جارہے تھے قمیض کی آستین سے گرم گوشت پکڑتا اور چلاتا ہائے بھوک ہائے بھوک۔ اس سے بدتر حالت ان لوگوں کی ہے جو مال و دولت کو سب کچھ سمجھ بیٹھتے ہیں اور خدا کو ایک طرف کردیتے ہیں ان کا ایمان صرف مادی وسائل تک ہی محدود ہوگیا۔

ان کی نظر میں حلال طریقہ سے کمائی مال و دولت کی فراوانی کی راہ میں رکاوٹ ہے اگر ثروت ہوگی تو سب کچھ حاصل کیا جاسکے گا۔

اے نادان دولت مسائل کا حل ہے یا اللہ؟

ایسے خیالات رکھنے والے لوگوں کو یقین ہوتا ہے کہ اگر پیسہ ہوگا تو ہر چیز خریدی جاسکتی ہے بنگلہ' گاڑی' اور دیگر آسائش زندگی اس دھوکہ

میں خدا کو بھول جاتا ہے اور مال و دولت پر ایمان لے آتا ہے۔
ایسے شخص کا رب اور اس کا ایمان روپیہ پیسہ ہے اس میں زیادتی ہوجائے تو بڑا خوش ہوتا ہے اگر اس کا مال و دولت کم ہوجائے تو اس کا رب اس کے ہاتھوں سے نکل بھاگتا ہے۔ بدبخت ہے وہ شخص جو ہر چیز کا حل روپے پیسے میں تلاش کرتا ہے بعض لوگوں کو میری یہ باتیں بڑی کڑوی لگتی ہیں اس لئے کہ میں ان کے محبوب کے عیبوں کا پردہ چاک کردیتا ہوں ان کے خدا کو رسوا کرتا ہوں۔

گراں قیمت جواہرات اور ملکہ یمن کا تابوت

کتاب **مستطرف** میں درج ہے کہ مصر میں پرانے زمانے کا ایک صندوق ملا ہے۔ (آج بھی پانچ ہزار سال پہلے قبل سے زائد کے قدیم آثار دریافت ہورہے ہیں) صندوق کو کھولا گیا تو اس میں یمن کی ملکہ کی لاش اور بے شمار قیمتی لعل و جواہرات دریافت ہوئے اس کے ساتھ ہی ایک تختی بھی ملی ماہرین تحریر کو دکھانے پر معلوم ہوا کہ اس پر لکھا تھا۔
میں فلانی ملکہ یمن ہوں آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ جب یمن میں قحط پڑا (خدا کی پناہ جب اللہ چاہتا ہے انسان کو تنبیہ کرتا ہے تاکہ وہ یہ خیال نہ کرے کہ تمام چیزیں پیسے کے گرد گھومتی ہیں) تو میں نے تمام رعایا کو فقط ایک روٹی کی خاطر قیمتی زر و جواہر دیکر بھیجا لیکن وہ ایک ٹکڑا روٹی کا مجھے دینے پر قادر نہ ہوسکے میں نے بھوک سے مرتے ہوئے یہ وصیت کی ہے کہ ان جواہرات کو میرے تابوت کے ساتھ رکھ دیں تاکہ

آئندہ آنے والی نسلوں کو معلوم ہوجائے کہ دولت اور مقام و منصب موت کو نہیں ٹال سکتے یہ کسی مرض کی دوا نہیں ہیں اگر خدا نہ چاہے تو ڈاکٹر بھی موت کو ٹال نہیں سکتے اس کے لئے سب خدا کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

اپنی بیٹیوں کو اللہ کے سپرد کردو

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے ایک صحابی کی عیادت کرنے اس کے ہاں تشریف لے گئے وہ جان کنی کے عالم میں بستر مرگ پر پڑا تھا آپؑ نے اس کا حال دریافت کیا۔ بے چارہ کمزور ایمان رکھتا تھا کہنے لگا یا بن رسول اللہ مجھے کوئی فکر نہیں علاوہ اس کے کہ میری چند بیٹیاں گھر بیٹھی ہیں میرے بعد ان کے سر پر کوئی نہ ہوگا خدا جانے میرے بعد ان پر کیا گزرے۔

آپؑ نے فرمایا جس ذات سے تجھے اپنے گناہوں کی بخشش کی توقع ہے اسی سے اپنی بیٹیوں کے بارے میں بھی امید رکھ اور انہیں بھی خدا کے حوالے کردے۔

الذی ترجوہ لتضعیف حسنا تک و محو سیئا تک فارجبہ لبنا تک

سفینہ البحار جلد اول صفحہ ۱۰۷

اگر تمہیں امید ہے کہ وہ تمہارے بیشمار گناہوں کو بخش دے گا تو اپنی اولاد کو بھی اس کے حوالے کردو

خود سوچو کہ کیا تم رب ہو؟ تمہاری حیثیت ہی کیا ہے؟ تمہارا وظیفہ یہ

ہے کہ وہ اولاد عطا کرے تو تم اسے اپنی تحویل میں لے لو تم رابطے کے سوا کچھ نہیں ہو جس نے پیدا کیا ہے وہی پالنے والا ہے۔ خود تمہیں یہاں تک کس نے پہنچایا؟ کبھی بھی مایوس نہیں ہونا چاہیے اس کی ذات پر بھروسہ رکھو۔ سبب کو ناظم الامور نہ سمجھو اے مسلمانو! اپنے الہی عقائد کو درست کرلو رب پر اپنا ایمان قوی کرلو اسباب کو مستقل مت جانو تمہیں اپنی دولت اور ماہانہ تنخواہ پر بے جا ناز نہیں کرنا چاہیے۔ اللہ رب العزت پر ناز کرو اسی سے لو لگاؤ اگر تمہارا جھکاؤ دنیا کی طرف ہے تو آخرت میں خالی ہاتھ رہ جاؤ گے۔

روپیہ پیسہ آنی جانی چیز ہے اگر گم ہو جائے یا چوری ہو جائے تو تم کیا کرلو گے اس وقت تمہاری حالت کیا ہوگی۔

کسی کو گالی دیکر ناراض کردیا اور اپنی غلطی پر نادم ہوگئے اور خیال کیا کہ میں نے ایسا کرکے اللہ کو ناراض کردیا ہے۔

ایسی حالت میں معلوم ہوگا کہ تمہاری کیفیت کیسی ہے مال کا کھوجانا سخت تر ہے یا اللہ کی ناراضگی اپنے ایمان کے کم ہونے پر پریشان ہو یا روپے پیسے پر۔

اللہ تبارک و تعالی فرمارہا ہے:

اے علیؑ تم یعسوب مومنین ہو۔ مال کفار کا یعسوب ہے

علیؑ امیرالمومنین ہیں اور مال امیرالفاسقین

ان باتوں کو گرہ میں باندھ لو اور ان پر عمل کرو یہ میزان ہے اگر میرا مال کھوجائے تو مجھے زیادہ تشویش ہوگی یا گناہ کرنے پر۔

ایک عالم کا عبادت کے ضائع ہوجانے پر سوگ منانا

لئالی الاخبار میں لکھا ہے کہ چند دینی طلباء اپنے استاد کے پاس کسب علم کی غرض سے گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ استاد سوگ میں بیٹھے ہیں مصیبت زدہ پریشان حال۔

طلباء نے تعزیت کی کہ خدا آپ کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ کس کا انتقال ہوگیا؟

فرمایا! کیا عرض کروں رات میں سوتا رہ گیا اور نماز شب فوت ہوگئی۔ شب بیداروں کا قافلہ نکل گیا استغفار کرنے والے چلے گئے اور میں تنہا رہ گیا مجھ بدنصیب کی نماز شب قضا ہوئی اور میں ادا کی نیت سے نہ پڑھ سکا بھائی اس سے بڑھ کر اور کیا مصیبت ہوسکتی ہے؟

دیکھیے اور غور کیجئے ان بزرگ کا ایمان اللہ پر ہے تو آخرت کے نقصان پر سوگ میں بیٹھے ہیں اس نقصان کو کتنی اہمیت دی جارہی ہے۔

جیسے ایک بزرگ کی نماز عشاء قضا ہوگئی تھی اور وہ اس پر کس قدر پریشان ہوئے تھے کیونکہ ان کا ایمان نماز و آخرت پر مضبوط تھا۔

محروم وہ شخص ہے جس کے رمضان کے روزے چھوٹ گئے

فان الشقی من حرم غفران اللہ فی ھذا الشھر العظیم

(خطبہ شعبانیہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

ہماری گفتگو کا خلاصہ یہ ہوا کہ اگر کسی کو اپنے با ایمان ہونے کا اندازہ کرنا ہو تو گناہ کے ارتکاب پر اگر ضمیر ملامت کرے اور پریشان ہوجائے تو مومن ہے جیسے مال یا اولاد کے چلے جانے پر پریشانی ہوجاتی ہے۔ اگر اس کے دین کو خطرہ ہو تو اولاد کے نقصان پر جتنی تشویش میں مبتلا ہوگا یا ویسے ہی دین کے خطرے میں پڑ جانے پر بھی تشویش کرے گا۔

شعبان کے آخری ایام میں رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم ماہ رمضان کی فضیلت کے بارے میں خطبہ غراء ارشاد فرمارہے تھے کہ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ اس ماہ رمضان میں افضل ترین عبادت کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا:

(الورع من محارم اللہ) گناہوں سے پرہیز

پیغمبرؐ گرامی نے اسی دوران آپ کو بشارت دی کہ اس ماہ رمضان میں خلق خدا کا ایک شقی ترین شخص کہ جو جناب صالحؑ کے ناقے کو نقصان پہنچانے والے شخص سے بھی کہیں زیادہ شقی ہوگا تم پر وار کرکے تمہارے سر کے خون سے تمہاری داڑھی کے بالوں کو رنگین کرے گا اس کے بعد آپؐ گریہ کرنے لگے مولا علیؑ نے پوچھا یا رسول اللہ (افذلک فی سلامۃ من دینی)

بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ جن کا یہ سال گذشتہ سال سے بھی بدتر حالت میں گزرا ان کا ایمان کمزور تر ہوگیا۔ ہر شخص کو اپنا محاسبہ کرنا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ روپے پیسے شہرت، اور مقام و منصب کے

گرد ایمان گھوم رہا ہو۔

اگر تم سے کوئی گناہ ہوجائے اور تمہیں احساس نہ ہو تو یہ ایمان کی علامت نہیں ہے۔ جبکہ نیک کام کرنے کے بعد اطمینان حاصل ہونا ایمان کی نشانی ہے۔

جب بھی تم کوئی نیک کام کرنے میں کامیاب ہوجاؤ تو خوشی کا اظہار کرو کہ خدا نے تمہیں اس قابل کیا تمہارے کم سن روزہ نہیں رکھتے اور تمہیں خدا نے یہ توفیق بخشی تو روزہ رکھ کر خوشی کا اظہار کرو ایسی خوشی جیسے کسی کو ایک روپے گز کے حساب سے زمین مل جائے اور اسے بتایا جائے کہ اس کی قیمت دس گنا بڑھ گئی ہے افطار کے وقت خوش رہو اور خدا کا شکر ادا کرو کہ اس نے صحت دی طاقت دی اور ہم روزہ رکھنے کے قابل ہوئے۔ خدا کی اطاعت پر خوش ہونا چاہیے نماز پڑھنے کے بعد سجدہ شکر کرو کہ میرا گناہوں سے بھرا ہوا سر اللہ کی بارگاہ میں جھک گیا ہے۔ اللہ کی نعمتوں پر خوش ہونا غرور و تکبر کے زمرے میں نہیں آتا۔

مجھے میرے رب نے میری جہالت اور برائیوں کے باوجود اپنی بارگاہ میں طلب کیا اور یہ توفیق بخشی کہ میں رمضان کے روزے رکھ سکوں۔ میں دن میں روزہ داروں اور رات میں شب زندہ داروں کی طرح ہوگیا۔

جب خدا کی راہ میں خیرات کریں تو اپنا ہاتھ چوم لیں اور اللہ کا شکر ادا کریں کہ میرے گناہوں سے پر ہاتھوں کو اللہ تعالی نے اس نیکی کے قابل کیا دل کو خوش رکھیں ایسا نہ ہو (نعوذ باللہ) کہ مال دیتے وقت دل دکھنے لگے۔

تمہاری سوچ یہ ہونا چاہئے کہ دین سلامت رہے چاہے کچھ بھی ہوجائے۔ قمر بنی ہاشم حضرت ابوالفضل العباسؑ نے اپنے والد بزرگوار مولا علیؑ کی مانند دین کی سلامتی کی بات کی۔

جب میدان کربلا میں آپ کا دایاں ہاتھ قلم کیا گیا تو کیا ہوا میں دین کی حمایت سے ہرگز دستبردار نہیں ہوسکتا میرا ہاتھ میرے بدن سے جدا ہوا ہے میں حسینؑ سے جدا نہیں ہوسکتا اگر ہاتھ گیا تو کیا ہوا دل تو حسینؑ کے ساتھ ہے حسینؑ کے خدا کے ساتھ ہے ابھی ایک اور ہاتھ ہے میں حسینؑ کی مدد کرسکتا ہوں.........

واللہ قطعتمو ایمنی انی حامی ابدا" عن دینی و عن امام صادق الیقنی

ایمان کے لئے یہ قربانی مذاق نہیں ہے اگر ذرا سی پھانس چبھ جاتی ہے تو سارا بدن بے چین ہوجاتا ہے کہاں پورا بازو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین منوا و عملوا الصالحات وتوا صوا بالحق وتوالصوا بالصبر

(ترجمہ) "قسم ہے وقت عصر کی - یقیناً" انسان خسارے میں ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے اور وہ ایک دوسرے کو حق کی وصیت کرتے رہے اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کرتے رہے۔

خوف وامید ایمان کا لازمہ ہے

ایمان یعنی وہ چیز جو موت کے بعد امن کا سبب قرار پائے اور انسان آخرت میں کسی اضطراب و بے چینی کا شکار نہ ہو۔

اولئک لھم الامن وھم مھتدون

(ترجمہ) انہی لوگوں کے لئے امن ہے اور یہی ہدایت یافتہ ہیں۔

(سورہ نمبر۶ آیت نمبر۸۲)

ایمان کے زوال کا ذکر گذشتہ روز کے بیان میں کیا گیا اور آج ایمان کے بلند درجات اعلی مراتب اور عروج کے بارے میں بتایا جائے گا اور اس کے بعد ہر شخص اپنے ایمان کے بارے میں جائزہ لے کہ وہ ایمان کے کس مرتبہ پر فائز ہے۔

آیئے ایمان کے اعلی ترین مدارج کا علم حضرت امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے حاصل کرتے ہیں۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے صریح بیان کے مطابق تمام مومنین کے امیر علیؑ ہیں۔

یوں تو لوگ ایک دوسرے کو مختلف القابات سے نوازتے ہیں لیکن یہ میزان درست نہیں ہے۔ ہاں خدا اور اس کا رسول کسی کو کوئی لقب عطا فرمائیں تو یقیناً" یہ اس کے شایان شان اور حقیقت کے عین مطابق ہوگا۔ اس میں کسی شخص کو شک کرنے کی گنجائش نہیں ہونی چاہئے۔

امیرالمومنین کا خصوصی لقب صرف اور صرف مولا علی علیہ السلام کے

لئے مختص ہے آپ کے علاوہ کسی فرد کو اس لقب کے ساتھ یاد کرنا حرام ہے۔

ایمان کی بنیاد امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام ہیں۔

والایمان مخالطلحمک و دمک کما خالط لحمی ودمی

(دعاء ندبہ)

اور جو بھی امیرالمومنین علی علیہ السلام کا پیروکار رہے وہ ایمان کے نور سے مستفید ہوتا رہے گا۔

" یہ ایمان کے اعلیٰ ترین مرتبے کا معیار آپ ہی سے معلوم کرتے ہیں۔

نہج البلاغہ میں صاحب تقویٰ کی صفات بیان کرتے ہوئے خطبہ ہمام میں ارشاد فرماتے ہیں

لولا الاجل الذی کتب اللہ علیھم لم تستقر ارواحھم فی اجسادھم طرفۃ عین شوقا" الی الثواب و خوفا" من العقاب

خطبہ ہمام۔ نہج البلاغہ

(ترجمہ) اگر (زندگی کی مقررہ) مدت نہ ہوتی جو اللہ نے ان کے لئے لکھ دی ہے تو ثواب کے شوق اور عتاب کے خوف سے ان کی روحیں ان کے جسموں میں چشم زدن کے لئے بھی نہ ٹھرتیں۔

نہج البلاغہ اور اصول کافی میں درج ہے کہ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ ایمان کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا:

ایمان چار ستونوں پر استوار ہے اگر ایک نہ ہو تو نامکمل ہے چاروں ستونوں کے ساتھ ہی ایمان کی عمارت بغیر کسی خطرے کے قائم رہ سکتی ہے۔

"الصبر و الیقین والعدل و الجہاد"

صبر اور ایمان سر اور دھڑ کی مانند ہیں

ایمان کے ان چار ستونوں میں صبر رکن اعظم ہے ایک اور روایت میں مولا علی علیہ السلام فرماتے ہیں صبر اور ایمان سر اور دھڑ کی مانند ہیں۔

الصبر من الایمان کالرأس من الجسد (نہج البلاغہ)

ترجمہ:۔ (صبر کا ایمان سے ایسا ہی تعلق ہے جیسا سر کا دھڑ سے۔)

بدن بغیر سر کے مردہ ہے اسے سپرد خاک کر دینا چاہیے۔

انسان اگر صابر نہیں تو وہ دل سے ایمان نہیں لایا مومن کا صابر ہونا نہایت ضروری ہے تاکہ صبر ایمان کے مضبوط ستون کی حیثیت سے اس کی حفاظت کر سکے۔

آدمی جب تک بچہ رہتا ہے اس کا ظرف بھی چھوٹا ہوتا ہے لیکن بڑا ہونے کے ساتھ ساتھ اس کی عقل بڑھتی رہتی ہے اور غیب پر ایمان بڑھتا چلا جاتا ہے۔

انسان کی عقلی سطح کم از کم اتنی ضرور ہو جانی چاہیے کہ مادیات کو پیروں تلے روند سکے۔

چاہت اور طلب کی منزل ایسی ہو کہ فوق الطبعہ کا متمنی ہو جائے۔ خود کو مادیات سے بالا تر جانے کھانے پینے سے جسم کی نشو و نما تو ہوتی ہے لیکن عقل کی نشو و نما صبر کے ذریعہ ہی ممکن ہے صبر کی برکتوں سے انسان بلند مرتبہ ہوتا ہے اور اسے اعلیٰ ترین مناصب ایمان پر فائز لوگوں کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔

اس عظیم ہستی کی معرفت جن سے زیادہ بلند مرتبہ کوئی انسان نہیں اور وہ شاہ ہدایت علی ابن ابی طالب علیہ الصلوۃ والسلام کی شخصیت بالا صفات ہے۔

آپ اگر بڑے نہ ہوئے تو چھوٹے رہ جائیں گے۔ تم کہاں اور امام کہاں! چھوٹے کا بڑے سے کیا مقابلہ۔

چمگادڑ طلوع آفتاب کے وقت کہاں ہوتی ہے؟ فرار کر جاتی ہے اس کی آنکھیں کمزور ہیں اور وہ نور دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتیں۔

وہ بچہ جو کہ چھوٹا ہے جمال محمدؐ کو درک کرنا کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ جب تک بڑا نہیں ہوجاتا بزرگوں کی عظمت کو نہیں جان سکتا۔

ہاں تو کیا کیا جائے کہ باعظمت ہو جائے؟

اس کی ایک ہی راہ ہے اور وہ صبر کے مراحل کا طے کرنا ہے۔

صبر کی برکت سے عقل کی نشو و نما

مردانگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بچپنے سے پیچھا چھڑا لو' سات آٹھ سال کی لڑکی گڑیا گڈے سے کھیلا کرتی ہے لیکن جب سن بلوغ کو پہنچ جائے یعنی

۹ برس کی ہوجائے تو اسے گڑیا گڈے سے کھیلنے کے بجائے اپنے فرائض دینی بجا لانے چاہئے اب باریک ظریف پوشاک پہننے سے اجتناب کرے اب جب کہ وہ بڑی ہوگئی ہے صبر کرے عفت و عصمت اس کے شایان شان ہے۔ اب خود خود کی نمائش کرنا اسے زیب نہیں دیتا۔

میرے عزیز جوانو! جب تم چھوٹے تھے تو اپنے ہم جولیوں کے ساتھ جمع ہوکر کھیلا کودا کرتے تھے اے تیس چالیس سالہ آدمی کیا اب بھی تمہارا دل کھیل کود میں پڑا ہوا ہے؟ اب تو تم میں پختگی آجانی چاہئے۔ بچپن میں ایک دو آنے کو کس طرح مٹھی میں تھام کر اس کی حفاظت کرتے تھے کیا اب بھی تمہیں پیسے سے اتنی ہی محبت ہے۔؟ کیا تم خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے؟ کیا تم باعظمت اشخاص سے سروکار نہیں رکھتے۔ بچپن میں اگر کوئی تم سے کچھ چھین لیتا تھا تو کس قدر نالہ وگریہ کیا کرتے تھے؟

بہتر تو یہی تھا کہ چالیس پچاس سال عمر نہ کرتے اور تین چار سال کی عمر میں ہی فوت ہوجاتے کم از کم تین چار سال کے بچے لڑنے کے بعد چند گھنٹوں میں دوستی کرلیتے ہیں اور بغیر کسی عناد کے دوبارہ کھیل کود میں لگ جاتے ہیں اس کے برعکس یہ چالیس پچاس سال کے بڈھے ڈھوک اگر ایک دوسرے سے ناراض ہوجائیں تو ہمیشہ کے لئے دل میں کینہ کدورت بھرلیتے ہیں۔

میرے عزیزو! تمہیں محمد و آل محمدؐ کی قربت کا طالب ہونا چاہئے اپنے حوصلے بلند رکھو کہ بڈھے لوگ اسی وجہ سے کسی مقام تک پہنچے ہیں۔

تمہیں کم از کم اس مرتبہ تک تو ضرور پہنچنا چاہئے کہ علی ابن ابی

طالب کی ہمسائیگی نصیب ہو جائے۔

اول۔ گناہ کے سامنے صبر کرنا

جوانی کے آغاز سے ہی صبر کرو اے لڑکی حسن فروشی مت کرا ے جوانو جوان ہوتے ہی اپنی نگاہوں پر قابو کرو اگر تم نے ادھر ادھر آنکھیں مٹکانی شروع کردیں تو سمجھ لو کہ تم وہی بچہ کے بچہ ہو بلکہ مزید پستی کا شکار ہو گئے ہو چالیس سال عمر تو ہو گئی لیکن بچپن نہیں گیا۔ تو کجا و جمال محمدؐ کجا۔

ہمیں رشید ہو جانا چاہیے۔ اگر ہم ایمان کے لحاظ سے کمزور رہے تو ہوا تمہیں کہیں اور دھکیل ڈالے گی

المومن کالجبل الراسخ لا یحرکہ الصواصف

(سفینۃ البحار جلد اول صفحہ ۳۵)

مومن اگر مضبوط چٹان کی مانند ہے تو تیز ہوائیں اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں۔

میں یہاں حضرت یوسفؑ کی مثال پیش نہیں کرتا کیونکہ وہ پیغمبر تھے ایک عام شخص کی مثال دیتا ہوں تاکہ کسی کو اعتراض کا موقع نہ مل سکے۔

ابن سیدین بڑے حسن و جمال کا پیکر نوجوان تھا اور زرگری اس کا پیشہ تھا ایک روز ایک عورت اپنی کنیز کے ہمراہ اس کی دکان پر جا پہنچی ابن سیدین سے کہا میرے پاس کچھ زر و جواہر ہیں برائے مہربانی میرے گھر

چل کر انہیں دیکھ لو عورت اسے اپنے ہمراہ گھر لے جاتی ہے گھر میں داخل ہونے کے بعد کنیز کو حکم دیتی ہے کہ دروازے میں تالا ڈال دو عورت نے ابن سیدین سے کہا میں نے تمہیں اس بہانے بلایا ہے کہ میں تم پر عاشق ہو گئی ہوں تم مجھے بہت اچھے لگتے ہو تمہیں حاصل کرنے کے لئے میرے پاس اس فریب کے علاوہ اور کوئی راستہ نہ تھا۔

ابن سیدین فوراً سنبھل جاتا ہے صبر سے کام لیتے ہوئے فرار ہونے کی سوچتا ہے۔

خدا بھی اس نازک مرحلہ پر اس کی مدد کرتا ہے وہ بظاہر عورت کا مطالبہ مان لینے پر رضامندی کا اظہار کرتا ہے اور کچھ دیر بعد کہتا ہے مجھے بیت الخلاء جانا ہے جس کی اجازت مل جاتی ہے بیت الخلاء جاکر غلاظت سے اپنا سارا چہرہ مل لیتا ہے اور اس حالت میں عورت کے سامنے پیش ہو جاتا ہے عورت کو اس سے بڑی کراہیت محسوس ہوتی ہے اور وہ اسے فوراً ہی گھر سے باہر نکال دیتی ہے۔ ابن سیدین حمام جاکر نہا لیتا ہے۔

دیکھئے کس طرح صبر کرتا ہے اور خود کو جہنم کی آگ سے بچا لیتا ہے۔

خدا نے بھی اسے دنیا میں تعبیر خواب کے علم سے نوازا اور آخرت میں اس کے درجات کو وہی بہتر جانتا ہے۔

علامہ جاحظ عورت کے دھوکہ میں آجاتے ہیں

حسین و جمیل ابن سیدین جو بیچارہ ان پڑھ تھا اپنے نفس پر قابو

رکھتا ہے اور اس کے مقابل علامہ جاحظ پڑھے لکھے ہونے کے باوجود عورت کے دام فریب میں آجاتے ہیں۔ جبکہ صورت شکل بھی اچھی نہیں ہوتی سیاہ رنگت بڑی ناک اور موٹے ہونٹ..........

ایک روز راہ چلتے ایک عورت نے انہیں اپنی جانب متوجہ کرڈالا اشارہ ملتے ہی دیوانے ہوگئے فورا" پیچھے پیچھے چل دیئے عورت بھی بڑی فتنہ تھی انہیں اِدھر اُدھر کی باتیں کرتے ہوئے سنار کے پاس لے آئی اور بیٹھا کر رفو چکر ہوگئی علامہ جاحظ بڑی دیر تک سنار کے پاس بیٹھنے کے بعد بولے بھئی محترمہ کہاں چلی گئیں مجھے چھوڑ کر ابھی تک نہیں لوٹیں آخر کیا ماجرہ ہے سنار نے کہا وہ تمہیں جس کام کی خاطر یہاں بٹھا گئیں تھیں وہ پورا ہوچکا ہے اصل میں ایک روز میرے پاس آئیں اور کہنے لگیں شیطان کا طلسم بنا دو میں نے کہا میں نے شیطان کو دیکھا نہیں آخر کیسے بنادوں انہوں نے کہا ٹھیک ہے میں کوئی تدبیر کرتی ہوں۔ اور آج وہ تمہیں لے آئیں اور میں نے طلسم تیار کرلیا اب آپ جاسکتے ہیں۔

ذرا دیکھیے حسین و جمیل ان پڑھ ابن سیدین اپنی صورت پر غلاظت مل کر عورت کے جال سے باہر آجاتا ہے اور اپنی آبرو کی حفاظت کرتا ہے اور یہ پڑھا لکھا انسان خود کو ذلت کی تاریکیوں میں ڈال دیتا ہے۔

میرے عزیز جوانو!

سینما کے قریب سے گزرتے وقت اخلاق کے منافی تصاویر دیکھ کر اپنے قدموں کو سست مت کرو اگر خدا نخواستہ ایسا ہوگیا تو فورا" خود کو سنبھالا دو اگر تمہارے قدم سینما گھر میں چلے گئے تو سوچ لو کہ تمہاری ایمانی نشو

و نما رک جائے گی سوچ پر پردے پڑ جائیں گے تمہیں تمہاری بیوی زہر لگنے لگی گی اور تم حرام میں مبتلا ہو جاؤ کے صبر کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دو اور تفریح کے درست ذرائع کا انتخاب کرو۔

شہوت رانی تمہیں ذلیل حقیر کردے گی

وہ خواتین جو اپنی عفت کا دفاع نہیں کر سکتیں اور حتی کہ ایک لفظ نہیں بولتیں کب بڑی ہوں گی؟ جب تم چھوٹی تھیں تو اپنے خلاف معمولی سی کسی بات پر بھی کس قدر جھگڑتی تھیں اور اب جبکہ تمہاری عمر تمیں چالیس سال کی ہو گئی ہے خاموش تماشائی بنی بیٹھی ہو پس تم میں اور ایک کم سن بچی میں کیا فرق رہا تم تو دودھ پیتی بچی کی مانند ہو گئی ہو۔

اگر گناہ کے سامنے مزاحمت نہ کی اور صبر کا دامن چھوڑ دیا تو کبھی بھی بڑی نہیں ہو سکو گی۔

تمہارے دل میں ایمان اور ولایت کا نور پیدا نہ ہو سکے گا نہ خود با عظمت ہو سکو گی اور نہ با عظمت لوگوں کی معرفت تمہیں حاصل ہو سکے گی۔

دوم۔ صبر بر اطاعت

بغیر عذر کے اگر کوئی اپنے پیٹ پر قابو نہیں کر سکتا اور چند ساعت بھوکا نہیں رہ سکتا تو ابھی وہی بچہ کا بچہ ہی ہے بھی بچپن میں بھی تو روٹی

دیر سے ملنے پر مچل جایا کرتے تھے پس کب صابر و مومن ہوگے۔

روزہ رکھنا کتنے ثواب کی بات ہے فوری ثواب اور آخرت میں بھی اجر فوری ثواب یہ کہ افطار کے وقت انسان کو ایک روحانی خوشی نصیب ہوتی ہے افطاری اہم نہیں بلکہ یہ خوشی اہم ہے اور آخرت میں ثواب یہ کہ محمدؐ و آل محمدؐ کے نور کا جلوہ دیکھ سکو گے۔

للصائم فرحتان فرحہ عند الافطار و فرحہ یوم القیامہ

(سفینہ البحار جلد دوم صفحہ ٦٤)

امام محمد باقر علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ مومن کی روح اس وقت تک اس کے جسم سے جدا نہیں ہوتی جب تک اسے حوض کوثر کا مزہ نہ چکھا دیا جائے۔

اگر کسی جوان کی نظریں کسی عورت پر پڑ جائیں اور وہ اس عمل کو نہ دہرائے تو خدا اس کے ساتھ فوری طور پر معاملہ کرتا ہے ایمان کی شیرینی مٹھاس اسے چکھاتا ہے اس کا دل روحانی خوشی محسوس کرتا ہے اور اسے معنوی سکون ملتا ہے اور مرنے کے بعد اس کی تحویل میں بہشتی حوریں دے دی جائیں گی یہ بہتر ہے یا بچکانہ حرکتیں؟

سوم۔ مصیبت پر صبر

ہر مصیبت پر صبر انسان کی عظمت اور عقلی نشو و نما میں اضافے کا باعث ہوتا ہے۔

اگر تمہارے پاؤں میں موچ آجائے تو صبر سے کام لو بچوں کی طرح

آئی اوئی مت کرو صبر تمہاری روحانیت میں اضافے کا سبب ہے۔
اے لوگو اگر اللہ کے اسم اعظم علی ابن ابی طالب علیہ السلام تک رسائی کی امید رکھتے ہو تو باعظمت ہو جاؤ۔ تاکہ اس عظیم ہستی کی قربت نصیب ہو سکے۔
تمہیں باعظمت ہونے کے لئے مصیبت کے سامنے صبر کرنا ہوگا۔ مثلاً" اگر تمہاری رقم گم ہو جائے تو آہ و بکاہ مت کرو صبر کی حدود میں تلاش کرنے کی کوشش کرو بچوں کی طرح چیخ و پکار مت کرو۔ میں یہ نہیں کہہ رہا کہ اسے تلاش ہی مت کرو ضرور ڈھونڈو کہنے کا مطلب یہ ہے کہ آپا نہ چھوڑو۔

رستم زماں کون؟

ایک روز خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کسی مقام سے گذر رہے تھے آپؐ نے دیکھا کہ چند لوگ ایک جگہ مجمع لگا ہوئے ہیں اور ایک پہلوان اپنی طاقت کا مظاہرہ کر رہا ہے ایک وزنی پتھر اٹھانے کا مقابلہ ہو رہا تھا۔
آپؐ نے ان لوگوں سے فرمایا مناسب سمجھو تو میں کامیاب کا تعین کردوں لوگوں نے عرض کی ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ سے بہتر بھلا کون فیصلہ کرنے والا ہے
آپؐ نے فرمایا میری امت کا رستم زماں وہ شخص ہے جو غصہ کی حالت میں خود پر قابو رکھ سکے۔
(بحوالہ سفینۃ البحار جلد اول)

جی ہاں ایسا شخص ہی محمدی ایوارڈ کا حقدار ہے سلام و آفرین اس شخص پر کہ جو غصہ کے عالم میں خود کو سنبھالے رکھے اور بد زبانی نہ کرے کسی کے عیبوں کا پردہ چاک نہ کرے یہی عالمی چیمپئن کہلانے کا مستحق ہے۔ طاقت ہوتے ہوئے انتقام نہ لینے والا مرد ہے۔

امت کا ہیرو وہ ہے جو دولت ہوتے ہوئے کنجوسی نہ کرے ایسا شخص شیطان کو مات کرتا ہے۔

اللہ نے دس لاکھ دیئے اور اس کا خمس نکال دیا یہ ہے مردانگی۔

سید ابن طاؤسؒ فرماتے ہیں کہ زکوۃ میں ایک بٹہ دس (عشر) جو فقراء کو دینے کے لئے معین کیا گیا ہے ہم اللہ تعالی کی ان سب نعمتوں کے باوجود اس کا الٹ کرتے ہیں یعنی (عشر) خود اپنے لئے رکھ لیتے ہیں اور باقی فقراء کو دے دیا جاتا ہے۔

(کشف المحجتہ سید بن طاؤس)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین منوا و عملو الصالحات و اتوا صوا بالحق و تواصوا بالصبر

پہلے اپنے اندر ایمان پیدا کریں اور اس کے بعد ایمان کے درجات کو جانتے ہوئے اس میں اضافہ کرنے کی کوشش کریں ایمان کی قوت کو بڑھانے کے طریقوں سے آگاہی نہایت ضروری ہے اس میں اضافہ کیونکر ممکن ہے اور کن طریقوں سے اس کی حفاظت کی جاتی ہے؟........

ایمان کی معرفت حاصل کرنے والا مومن شناس ہو امیرالمومنین کی بارگاہ میں کہ جو ایمان کے حاکم و فرمانرواں ہیں حاضری دی جائے وہ مولا جنہیں اللہ تبارک و تعالی نے اور اس کے رسول برحق نے مومنین کا امیر مقرر فرمایا ہے۔

ایمان کے بارے میں انہی سے سوال کیا جائے؟ اے شاہ ولایت ماہ ہدایت اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب (علیہ السلام) اے سرور مومنین مومن کون ہے؟ اور ایمان کیا ہے؟ ایمان کا حصول کس طرح ممکن ہے؟ اور اس کے مراتب کیا ہیں؟

نہج البلاغہ میں امیرالمومنین نے اس سوال کا مفصل جواب دیتے ہوئے فرمایا **(الایمان علی اربع و عائم الصبر والیقین والعدل و الجهاد)** ایمان کی منزل چار بنیادوں پر استوار ہے اگر ایک نہ ہو تو یہ ڈھے جائے گی۔

ایمان کا پہلا ستون صبر ہے بے صبرہ انسان مومن نہیں ہوسکتا۔ گذشتہ روز یہ مفہوم کس حد تک واضح کیا گیا عرض کیا تھا کہ صبر و تحمل نہ رکھنے والا شخص عقلی نشو و نما نہیں پا سکتا بچپن کی حالت میں غیب پر ایمان کیسے پیدا ہوسکتا ہے بچہ غیب سے کیونکر وابستہ ہوسکتا ہے۔

سامنے کی نظر آنے والی مادی چیزوں سے بہلنے والا شخص بچہ کی طرح ہے بچہ ہی تو ظاہری چیزوں سے مطمئن ہوتا ہے اسے غیب کا کیا معلوم۔ بچہ جب روٹھ جاتا ہے تو اسے جھنجھنا دیکر منایا جاتا ہے۔

کیا چالیس پچاس برس کے بچے کو بھی ہاتھ میں جھنجھنا دیکر منایا جائے؟

نہیں اس کی تسکین دولت، عورت اور مقام و منصب سے ممکن ہے یا پھر اسے اس مقام تک پہنچنے کی ضرورت ہوگی جہاں غیب پر بھروسہ کیا جانا چاہئے یعنی ماوراء طبیعت خدا اور محمدؐ وآل محمدؐ علیہم الصلوۃ والسلام سے نجات کی امید رکھنی چاہئے جب تک ایمان کے بارے میں معلومات نہ ہوں اور صبر و تحمل کی مشقیں نہ کری ہوں آگے نہیں بڑھا جاسکتا ماوراء طبیعت سے دلچسپی نہایت ضروری ہے۔ **(الذین یو منون بالغیب)** غیب یعنی ماوراء حس ان محسوسات سے جدا ہے جنکا مشاہدہ ہماری آنکھیں کر رہی ہیں وہ اشیاء جو تمہاری نظروں سے پنہاں ہیں ان میں دلچسپی ضروری ہے اور یہ اس صورت میں ممکن ہے جب تم صبر کا دامن تھام لو۔

کل کی بحث میں صبر کے تین مراحل کا ذکر کیا گیا۔

گناہ کے مقابلے میں صبر' اگر آپ نے خود کو سنبھال لیا تو گویا آپ آہستہ آہستہ رشید ہوجائیں گے اطاعت کے سامنے صبر بھی یہی ہے روزہ کو صبر کا نام کیوں دیا گیا ہے؟

واستعینو بالصبر والصلوۃ (یہاں صبر سے مراد روزہ لیا گیا ہے)

روزہ صبر ہے کف نفس ہے خود پر کنٹرول رکھنے کا نام ہے روزہ سکون قلب اور زبان و دیگر اعضاء جسمانی کی تسکین ہوتی ہے اس سے قلب مطمئن ہوتا ہے کہ چند گھنٹے بعد کھانے پینے کو مل جائے گا۔

ایک ماہ گزر جاتا ہے اور عقلی نشو و نما بڑھتی رہتی ہے غیب پر ایمان بڑھتا ہے اور انسان اپنی سلامتی کا غیب سے خواہاں ہوتا ہے ماوراء طبیعت کی خواہش بڑھتی ہے مادہ اور مادیت یعنی جب دنیا سے دل اچاٹ

ہوجاتا ہے اور خدا آخرت اور اہل بیت اطہار کی محبت دل میں پروان چڑھنے لگتی ہے انسان صبر سے کام لینے لگتا ہے جو دین کا ایک ستون ہے صبر اور ایمان کی مثال سر اور دھڑ سے دی گئی ہے۔ سر کے بغیر دھڑ بے کار ہے جو شخص دعوا کرتا ہے کہ میں مومن ہوں اور صبر سے کام نہیں لیتا تو اس کا یہ دعوا جھوٹا ہے یہ کیا ایمان ہے؟ اس صورت میں ایمان پیدا نہیں ہوتا اگر ہے تو کہاں ہے؟

اگر صبر نہ کرے گناہ سے اجتناب نہ برتے اللہ کے احکامات کا پابند نہ ہو تو دل سیاہ ہوجاتا ہے۔

نفس کدورت کے ساتھ اور تاریک دل ایمان کے نور سے منور نہیں ہو سکتا۔

سردی کے دنوں میں انسان کا نفس جلد اٹھنا گوارا نہیں کرتا لیکن عقل کہتی ہے اٹھ کھڑا ہو اور اللہ کے حکم کو بجالا نماز پڑھ لے، اگر تعمیل کرلی جائے تو عقل اور روح کی نشو و نما ہوجاتی ہے اور غیب پر ایمان قوی ہوتا ہے۔ اگر آپ نے خدا کی راہ میں انفاق کیا کچھ خرچ کیا تو گویا صبر کیا اپنے ہاتھ سے کچھ نکالا تو یقین کریں کہ آپ نے کسی پر احسان نہیں کیا اپنی ذات پر احسان کیا کسی سے محبت نہ کی اپنے آپ سے محبت کی اور اگر امساک کیا تو گویا خود پر ظلم کیا۔

اپنی سب سے محبوب ترین چیز پر ظلم مت کرو

جناب ابوذر غفاری رضی اللہ تعالی عنہ کا ایک نصیحت آمیز خط

روایت میں ملتا ہے اسے سنیں اور آپ کے حکمت آمیز جملے پر توجہ دیں جب جناب ابوذرؓ کو شام جلا وطن کردیا گیا تو آپ کے ایک دوست نے آپ کو خط لکھا اور خواہش ظاہر کی کہ جواب میں مجھے کوئی نصیحت آمیز کلام سے نوازیں آپؓ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم کے بعد لکھا بھائی!

میری تم سے صرف ایک ہی خواہش ہے اور وہ یہ کہ اپنے نزدیک عزیز ترین شخص پر ظلم مت کرو اور اس سے دشمنی مت پالو

والسلام

جواب ملنے پر دوست بڑا حیران ہوا کہنے لگا یہ تو ناقص ہے بھلا کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ کسی نے اپنے عزیز ترین دوست کو دشمن رکھا ہو اس شخص نے جناب ابوذرؓ کو دوبارہ خط لکھا اور وضاحت طلب کی۔

آپ نے فرمایا تمہارے نزدیک سب سے زیادہ عزیز دوست تمہاری اپنی جان ہے انسان اپنی ذات کو سب سے زیادہ محبوب رکھتا ہے حتی اولاد سے بھی زیادہ عزیز انسان کو اپنی جان لگتی ہے بہت کم دیکھنے کو ملتا ہے کہ لوگ اپنی ذات سے زیادہ دوسرے کو چاہیں۔ انسان جو بھی چاہتا ہے اپنے نفس کے لئے چاہتا ہے۔

انسان کی ذات اس کے نزدیک تمام چیزوں سے بالا تر ہے اپنی جان پر ظلم نہ کرو اور اس سے دشمنی مت رکھو۔ یعنی گناہ سے بچو یہ گناہ جو آپ کرتے ہیں خود اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں اگر آپ نے کسی کو تھپڑ مارا تو دیا آپ نے اپنے منہ پر خود طمانچہ رسید کرلیا۔ لیکن آپ متوجہ نہیں ہیں دراصل ایسا کرکے آپ نے خود اپنے اوپر ظلم کیا ہے۔

دربار یزید میں جناب زینب کبریٰ سلام اللہ علیہا کا خطبہ ملاحظہ فرمائیں

وما فریت الا جلوک وما قطعت الا راءسک

اے یزید خیال کرتا ہے کہ تو نے میرے بھائی کا سر کاٹ دیا دراصل تو نے اپنا سر قلم کیا ہے اپنا گوشت اور رگیں کاٹی ہیں میرے بھائی کی صورت ان کے سر کے ساتھ جیسی ہی ہے جب تو روز محشر خدا کی بارگاہ میں حاضر ہوگا تو تیرے ذمہ یہ سب قتل ہوں گے ان سب کٹے ہوئے سروں کی ذمہ داری تیرے کاندھے پر ہوگی۔ آدمی جو گناہ کرتا ہے خود اپنی ذات پر ظلم کرتا ہے دوسرے پر ظلم خود اپنے اوپر ظلم کرنے کے برابر ہے۔

جو شخص بخالت (کنجوسی) کرتا ہے تو گویا ابھی اس کے دل سے مال و دولت کی محبت ختم نہیں ہوئی اگر اسے خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرو گے تو اپنے اوپر ستم کرو گے کیا تمہیں معلوم نہیں ہے۔

(سیطوقون ما بخلوا بہ یوم القیمہ)

جو مال تم نے کنجوسی کر کے اپنے پاس رکھ لیا وہ اژدھا کی صورت میں تمہاری گردن میں طوق بن جائے گا۔

(ظلمت نفسی) محبوب ترین چیز یعنی اپنی جان پر ظلم مت کرو اپنے عزیز ترین اور محبوب ترین دوست پر ظلم نہ کرو اور وہ خود تمہاری اپنی جان ہے گناہ سے بچو ترک اطاعت نہ کرو مصیبت پر صبر کرو تاکہ اس کی برکت سے روحانی نشو و نما پاسکو اور ایمان کی دولت تمہیں نصیب ہو۔

اگر تمہارے جان و مال کو کوئی خطرہ درپیش ہو اور تم ھائے ہوئی کرنے لگو تو تم ابھی بچے ہو اور یہ ایمان کی ضد ہے۔ ایمان امن و امان اطمینان کا نام ہے یعنی خداوند کریم کی امان میں ہونا یہ اضطراب اور بے چینی ایمان کی ضد ہے بے صبرا خدا پر ایمان نہیں رکھتا اضطراب کے عالم میں اپنے سر کے بال نوچنے اور گریبان چاک کرنے والا بے صبرا ہے خدا سے کٹا ہوا ہے اس کا خدا پر ایمان نہیں اور صبر نہیں کرتا اگر صبر کرتا تو اس کا دل خدا کی معرفت کے باعث مطمئن ہوجاتا اگر ایسا ہوتا تو وہ ایمان کی حلاوت کا ادراک کرلیتا ابھی حالت کفر میں ہے مشکلات اور کٹھن حالات میں مضطرب اور پریشان ہوجانے والا شخص دراصل اللہ تعالی سے اپنا رابطہ توڑے ہوئے ہے یہی وجہ ہے کہ مولا علی علیہ السلام ارشاد فرمارہے ہیں

جو شخص صبر سے کام نہیں لیتا مومن کہلانے کا حقدار نہیں ہے۔

یقین کریں خواتین و حضرات ایسا ہی ہے رمضان کا مبارک مہینہ ہے اور اللہ تعالی نے توفیق دی ہے کہ ہم یہاں ایک جگہ جمع ہوں امید ہے کہ یہ حقائق ہمارے سینوں میں نقش ہوجائیں گے ہر حالت میں صبر کا دامن تھامے رہیں گے۔

خدا کرے کہ مصیبتوں کے وقت ہمارے دل و دماغ اور اعصاب سالم رہیں اور ہم اضطراب کا شکار نہ ہوں۔

جو مال و دولت ہم سے چھن گئی اس میں خدا کی کوئی مصلحت ہوگی خدا کا شکر ادا کرو ہر حال میں۔

جب ہم دنیا میں آئے تھے تو کیا ہمارے تن پر کوئی کپڑا تھا؟ کیا ہم برہنہ نہ تھے؟ خالی ہاتھ آئے تھے اور ایسے ہی جانا ہے۔

نہ اولاد تھی نہ اہلیہ اور اب جاتے ہوئے بھی وہی حالت ہے۔

میرے سمجھانے کا مقصد یہی ہے کہ اگر ہم نے اضطراب کو اپنے اندر جگہ دی تو یہ ایمان کی ضد ہے اگر اضطراب کا تسلسل آپ کی زندگی میں جاری رہا تو گویا بے ایمانی بھی اپنا کام جاری رکھے گی۔

(اولئک لہم الامن و ہم مہتدون)

نجف اشرف کے ایک عالم دین نے مجھے بتایا کہ ایک روز میں نے ایک عالم دین کو دیکھا جو بازار میں کھڑے اپنا ایک پرانا دیگچہ فروخت کر رہے تھے دکاندار نے انتہائی کم قیمت پر دیگچہ خرید لیا میں نے انہیں سلام کیا اور احوال دریافت کیے انہوں نے بالکل اطمینان سے سلام کا جواب دیا اور بڑے اخلاق کے ساتھ پیش آئے میں نے عرض کی مولانا صاحب غالباً" آپ مالی مشکلات سے دوچار ہیں جواب دیا نہیں بحمد للہ سب خیریت ہے میں نے دیگچہ فروخت کیا ہے اور اب اس کی روٹی خریدنے جا رہا ہوں یہ برتن دو سال تک استعمال میں رہا اور اب اس کے عوض روٹی مل جائے گی بعد میں جو ہوگا دیکھا جائے گا اللہ مالک ہے اور وہی رازق ہے وہ جس حال میں رکھے اس کا شکر ہے۔

یہ ہے صبر جو انسان کو مضطرب ہونے سے محفوظ رکھتا ہے البتہ صبر کے بعض مراحل کافی سخت ہوتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس کا ثواب بھی زیادہ ہوتا ہے یہاں تک کہ انسان اس قرآنی آیت کا مصداق

ہوجاتا ہے انما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب

ہر نیکی کا مخصوص اجر ہے روزہ، نماز...... لیکن بعض مقامات پر صبر کے ثواب کا کوئی حساب نہیں خدا کس قدر عطا فرماتا ہے کہ کوئی بھی اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا مگر یہ کہ وہ صبر کی اس منزل کو طے کرلے۔

عمر کے حساب سے صبر کے درجات

میں نے عرض کیا کہ سن و سال کے لحاظ سے صبر کے مراتب میں ہر شخص اپنی عمر کے مختلف مراحل میں صبر کے گوناگوں دور سے گزرتا ہے مثلا ایک شخص جوان ہے اور دوسرا بوڑھا گناہ کے مقابلہ میں صبر کا مظاہرہ کرنا جوان کے لئے بوڑھے کی بہ نسبت سخت تر ہے۔

زمانے کے ساتھ ساتھ بوڑھے شخص کے جذبات بھی ماند پڑگئے ہیں لہذا جب طاقت ہی نہیں تو صبر کیسا؟ اس کے برعکس جوان شخص کے صبر کی اہمیت زیادہ ہے صبر خواہ اطاعت الہی کے سامنے ہو چاہے گناہ کے مقابلے میں

البتہ اخلاص کے سامنے صبر میں پیرو جواں کی قید نہیں صبر کا یہ مرحلہ بھی دشوار گزار ہے۔

اخلاص کے سامنے صبر سب کے لئے مشکل ہے

صبر کے اس مرحلہ کو اس طرح بیان کردوں کہ سب کی سمجھ میں آجائے یعنی انسان جو نیک کام کرے وہ صرف خدا کی خوشنودی کے لئے ہو

اور اس میں کوئی کھوٹ نہ ہو البتہ یہ انتہائی مشکل کام ہے مثال کے طور پر آپ فرض کرلیں کہ خدا کی رضا کے لئے آپ کوئی نیک کام کر رہے ہیں اور اس میں کوئی ملاوٹ نہیں ہے یہ واقعی بڑا سخت مرحلہ ہوگا انسان کا نفس اس قدر پست اور ذلیل ہے کہ فوراً" آپ کو اس بات پر اکسائے گا کہ ارے اس کی لوگوں سے تعریف تو کروالو تاکہ وہ تمہیں بڑا آدمی کہہ کر پکاریں نفس تمہیں یہ کام ضرور کروادے گا چلو صرف شاباش ہی سہی بس یہی ایک شاباش سارا کام خراب کردے گی۔

اگر خدائے بزرگ و برتر کے ساتھ معاملہ کرنا ہے تو جان لو کہ تمارے اور اس کے علاوہ اور کوئی باخبر نہ ہو ابتداء سے لے کر انتہائے کام تک تمہاری نیکی پنہاں رہنی ضروری ہے اور یہ کام درحقیقت بڑا مشکل ہے۔ (ولا یلقیھا الا الذین صبروا)

امام زین العابدین علیہ السلام کا اخلاص

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام رات ہونے کے ساتھ ہی اپنے چہرہ پرنور پر نقاب ڈال کر کھانا اور نقد رقم کے گٹھر اپنے کاندھوں پر لادتے اور سادات کے مساکین کے گھر میں تقسیم فرماتے ایک شخص متوجہ نہ ہوپاتا کہ تقسیم کرنے والا کون ہے؟ بلکہ اکثراوقات آپ سے امام زین العابدین کی شکایت کرتے اور کہتے تھے کہ ایک آپ ہیں اور ایک ہمارا علی بن الحسین زین العابدین ہے جسے ہماری کوئی پرواہ نہیں یہ راز اس رات عیاں ہوا جب آپؑ نے شہادت پائی اب ان مسکینوں کی

دادرسی کو کوئی نہ پہنچا اور یوں اس بات کا انکشاف ہوا کہ خوراک کی تقسیم آپ ہی کے ہاتھوں ہوا کرتی تھی۔

جی ہاں یہ ہے اخلاص کے سامنے صبر کا بہترین عملی نمونہ سوائے اللہ تعالی کے کوئی دوسرا متوجہ نہ تھا نفس کی لگام تھامے رکھنا بڑے دل گردہ کی بات ہے انتہائی صبر و تحمل کی ضرورت ہوتی ہے بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ انسان کام کی ابتداء خلوص کے ساتھ اور فقط اللہ کی خوشنودی کی خاطر کرتا ہے لیکن بعد میں اس کا نفس تاب نہیں لاتا اور اسے ریاء کاری پر مجبور کردیتا ہے۔ جب تک تباہ و برباد نہ ہو جائے نفس اس کا پیچھا نہیں چھوڑتا اور مکمل ناکارہ کرکے دم لیتا ہے۔

صبر سے کام لو اور اللہ تعالے کے حوالے اپنے امور کردو جب آپ کے تمام امور اللہ کے سپرد ہوں گے تو آپ انہیں لوگوں کے حوالے کیونکر کریں گے۔

رمضان المبارک کے ایام ہیں اور عصر کا وقت ہے آپ کافی تھکے ہوئے ہوں گے' میں آپ کی خدمت میں ایک قصہ اخلاص پر صبر کے حوالے سے بیان کرتا چلوں تاکہ ایک مثال ہمارے سامنے آجائے بہنو اور بھائیوں اپنا محاسبہ کرکے دیکھو کیا ہم نے اپنی زندگی میں کبھی کوئی ایسا کام کیا ہے جو اخلاص پر مبنی ہو؟

اخلاص کے سامنے صبر کی ایک عجیب داستان

قدیم زمانہ میں لکھی گئی کتاب ثمرات الاوراق میں یہ عجیب واقعہ یوں

درج ہے کہ موصل کے قریب ایک مقام جزیرہ کے نام سے موسوم ہے چھوٹی سی یہ بستی عراق (موصل) اور ترکی کے مابین واقع ہے خلاصہ یہ کہ اس بستی میں ایک شریف النفس ہمدرد انسان حزیمہ نام کا رہا کرتا تھا وہ انتہائی رحم دل ثروت مند اور غریب نواز شخص تھا غریبوں پر اس کے دروازے ہمیشہ کھلے رہتے زندگی کے ہر طبقہ سے تعلق رکھنے والے لوگ اس کے در پر آیا کرتے اور وہ ان کی ہر ممکن امداد اور خاطر مدارات کیا کرتا **المختصر** یہ کہ اپنے زمانہ کا حاتم تائی تھا برسوں تک وہ اسی طرح فیاضانہ زندگی بسر کرتا رہا دور دور تک اس کی شہرت تھی کہ یکایک اس کے مالی حالات خراب ہوگئے اور نوبت یہاں تک آن پہنچی کہ اس کی تمام جمع پونجی ختم ہوگئی اور وہ پائی پائی کو محتاج ہوگیا۔ اب تو اسے کوئی قرضہ تک دینے کو تیار نہ ہوتا۔

وقت کے سخی ابن سخی پر دنیا کے تمام دروازے بند ہوگئے اور وہ اپنے گھر کا ساز و سامان بیچ کر گزر اوقات کرنے لگا واقعی کس قدر سخت امتحان کی منزل ہے جس کے دروازے چوبیس گھنٹے ہر خاص و عام پر کھلے تھے اب گوشہ نشینی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہوگیا۔ زمانے کا حاتم طائی حزیمہ اسی طرح کسمپرسی کی حالت میں زندگی بسر کر رہا تھا کہ ایک روز حاکم جزیرہ عکرمہ نے اپنے درباریوں سے اس کا حال دریافت کیا عرصہ سے حزیمہ کی کوئی خبر نہیں اور نہ وہ یہاں آئے آخر خیریت تو ہے اس پرسش پر درباریوں نے عرض کی آقا مت پوچھیں بے چارہ بڑی بری حالت میں ہے بے عزت ہوکر رہ گیا ہے اور آج کل گوشہ نشینی کی زندگی بسر کر رہا

ہے۔

حزیمہ کا یہ حال سن کر عکرمہ کو بڑا صدمہ پہنچا اور اس کی آنکھیں اشک بار ہوگئیں رات ہوتے ہی۔ (توجہ سے سنیں بہت اہم واقعہ ہے میں چاہتا ہوں کہ اس داستان کے ذریعے اخلاص کے آگے صبر کی اہمیت کو اجاگر کردوں)

عکرمہ نے بیت المال سے چار ہزار اشرفیاں لیں اور انہیں چار تھیلیوں میں بند کر کے اپنے غلام کے حوالے کردیں ایک اونٹ پر غلام کو بٹھایا اور دوسرے پر خود سوار ہوکر حزیمہ کے گھر کی جانب چل دیا گھر کے قریب پہنچنے پر غلام سے اشرفیاں لے لیں اور اسے واپس دربار روانہ کردیا تاکہ اس نیکی کا علم اللہ کے سوا کسی شخص کو نہ ہوپائے اور غلام بھی متوجہ نہ ہو کہ آقا کس کے گھر گئے ہیں۔

عکرمہ اپنی تمام تر شان و شوکت کے باوجود تھیلے اپنے کاندھوں پر اٹھائے رات کی تاریکی میں حزیمہ کے گھر آپہنچا دق الباب کیا حزیمہ نے دروازہ کھولا جناب آپ کی تعریف؟

عکرمہ نے جواب دیا ایک عرب ہوں اور چند اشرفیاں آپ کی خدمت میں لایا ہوں آپ کے حالات کا علم ہوا تو مجھ سے جو کچھ ہوسکا میں نے حاضر کردیا ہے براہ کرم قبول فرمائیں۔

حزیمہ نے سوال کیا آپ اپنا مکمل تعارف کرائیں جب تک مجھے علم نہ ہوجائے کہ آپ کون ہیں میں یہ نذرانہ قبول نہیں کرونگا عکرمہ نے جواب دیا آپ کو مجھ سے کیا لینا میں نہیں چاہتا کہ آپ مجھے پہچانیں لیکن حزیمہ

بھی اپنی ضد پر ڈٹا رہا جب تک آپ اپنا مکمل تعارف نہیں کرائیں گے میں یہ رقم ہرگز نہیں لوں گا۔

آخر کار عکرمہ نے ایک فرضی نام چن کر کہا انا جابر اثرات الکرام ہوں یعنی وہ شخص جو صاحبان کرم کی لغزشوں کی تلافی کرتا ہے۔

میرا کام ان سخیوں کی مدد کرنا ہے جو گردش میں آجاتے ہیں اور اپنی دولت سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں یہ کہہ کر وہ روانہ ہوگیا۔

خزیمہ گھر کے اندر تھلیاں لے آیا اور اپنی بیوی سے کہنے لگا چراغ جلا کر دیکھو کتنی رقم ہے بیوی بولی ہمارے پاس تو مٹی کا تیل تک نہیں ہے

خزیمہ : اچھا ٹھیک ہے صبح ہونے پر دیکھ لیں گے

بیوی نے سوال کیا اتنی رات گئے کون ہم پر مہربان ہوگیا ۔ خزیمہ ۔ میں نے نام پوچھنے کی سر توڑ کوشش کی لیکن اس مہربان نے بتا کر نہ دیا اور کہا مجھے جابر اثرات الکرام کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے اور چلا گیا۔

اب ذرا عکرمہ کا حال سنیئے غریب کی شامت آگئی دولت سرا پہنچنے پر زوجہ نے آڑے ہاتھوں لیا سخت ناراضگی کے عالم میں سوال کیا اتنی رات گئے کہاں تھے دال میں کالا معلوم ہوتا ہے۔

عکرمہ نے سمجھانے کی بڑی کوشش کی لیکن بیگم صاحبہ نہ مانیں زوجہ شکی مزاج تھی اس نے سارا محل سر پر اٹھایا آپے سے باہر ہوگئی رونے دھونے لگی اور خودکشی کی دھمکی دے ڈالی۔

جلدی بتائیں کہاں گئے تھے ورنہ میں.......... حاکم جزیرہ نے مختصرا" کہا کہ میں قسم کھانے کو تیار ہوں میں نے تمہارے لئے کوئی سوکن تلاش نہیں کی۔ دیکھئے نیکی کو اپنی بیوی سے بھی پنہاں رکھنا چاہتا ہے۔

لیکن بیوی بھی اس کی جان کو آگئی آخر کار عکرمہ نے مجبور ہو کر ماجرہ کہہ سنایا حزیمہ کے مالی حالات ٹھیک نہ تھے چار ہزار دینار اسے دے آیا ہوں حزیمہ نے نام پوچھنے کی بڑی کوشش کی لیکن میں نے نام نہیں بتایا صرف انا جابر الاثرات الکرام بتا کر واپس لوٹ آیا یہ بیان کئے پر اس کی زوجہ نے سکون کا سانس لیا اور مطمئن ہوگئی اور حاکم کی جان عذاب سے باہر آئی۔

حزیمہ نے یہ پیسہ کام میں لگا دیا اور کچھ مال خرید کر شام کے سفر پر روانہ ہوگیا شام میں اموی خلیفہ کے دربار میں حاضری دی خلیفہ نے پوچھا اتنے عرصہ سے کہاں تھے خیریت تو ہے حزیمہ۔

حزیمہ: ہاں کچھ عرصہ سے میری مالی حالت بہت خراب چل رہی تھی اور میں پائی پائی کو محتاج ہوگیا تھا۔

خلیفہ: بھئی تم میرے پاس چلے آتے میں تمہارا مسئلہ حل کر دیتا۔

حزیمہ: حقیقت تو یہ ہے کہ عالی جاہ کہ میرے پاس یہاں آنے تک کا کرایہ نہ تھا۔

خلیفہ نے پوچھا تو اب کس طرح یہاں تک پہنچے؟

جناب ایک روز معجزہ ہوگیا رات کی تاریکی میں ایک نقاب پوش شخص چار ہزار اشرفیاں لیکر میرے پاس آیا میں نے نام پوچھنے کی بڑی کوشش

لی لیکن اس نے نام نہیں بتایا اور صرف یہ کہا کہ انا جابر الاثرات الکرام اور چلا گیا۔

خلیفہ: کاش وہ اپنا تعارف کرا دیتا اور میں اس کے اس جذبہ کا صلہ دیتا۔

حزیمہ نے رخصت چاہی تو خلیفہ نے اس کی خستہ حالت دیکھتے ہوئے اسے جزیرہ کی حکومت دینے کی پیش کش کردی۔

حزیمہ نے یہ پیش کش بخوشی قبول کرلی۔

بے چارے عکرمہ کو معزول کردیا گیا اور اس کی جگہ حزیمہ کو حاکم جزیرہ مقرر کردیا گیا۔

خلیفہ نے کہا: جزیرہ پہنچتے ہی عکرمہ کو معذول کردو اور بیت المال کے امور کی مکمل چھان بین کرو اگر کسی قسم کی خورد برد کا مشاہدہ کرو تو عکرمہ کو ہتکڑی لگا کر میرے پاس شام روانہ کردو۔

حزیمہ نے شاہی فرمان لیا اور جزیرہ کی جانب روانہ ہوگیا۔ رسم و رواج کے مطابق نئے حاکم کا استقبال شہر کے دروازہ پر کیا جاتا اور معذول شدہ حاکم اسے دربار تک لاتا تھا۔ ایسا ہی ہوا قاصد نے خبردی اور ساتھ ہی عکرمہ کو اپنی معذولی کی خبر ہوگئی وہ حسب دستور نئے حاکم کا استقبال کرنے اپنے درباریوں کے ہمراہ شہر کے دروازہ پر آ پہنچا عکرمہ بڑی تعظیم و تکریم کے ساتھ حزیمہ کو دربار تک لایا اور اپنی کرسی پر بٹھا دیا۔

ایک لفظ اس سے نہ کہا کہ میں کون ہوں میں یہی چیز آپ کو سمجھانا

چاہتا ہوں۔

ایسے ایسے لوگ ہیں جو کسی کو ہزار پانچ سو روپے دے دیں تو ساری عمر اس کا رونا روتے ہیں۔ اگر کسی کے کام آجائیں تو احسان جتاتے ہیں میں نے تمہارے ساتھ یہ کیا وہ کیا میں نے ہی اسے اس مقام تک پہنچایا ہے میری وجہ سے فلاں اس منصب پر ہے۔

خلاصہ یہ کہ دوسرے کو اذیت دیکر اپنے ثواب کو ضائع کردیتے ہیں۔

(لا تبطلوا صدقاتکم بالمن والاذی)

ہاں تو جب حزیمہ نے حکومت کی باگ ڈور اپنے ہاتھوں لی تو حکم دیا کہ عکرمہ کو حاضر کیا جائے۔

معزول حاکم کو دربار میں لایا گیا حزیمہ نے عکرمہ سے سوال کیا۔

مالی امور کا حساب دو شاہی خزانے میں چار ہزار اشرفیاں کم ہیں (یہ وہی اشرفیاں تھیں جو عکرمہ نے اس بے مروت حزیمہ کو رات کی تاریکی میں اس کی حالت پر رحم کھا کر عطا کی تھیں)

آخر کار بیت المال کے حساب سے عدم توازن پایا گیا عکرمہ تمہیں اس کی تلافی کرنی ہوگی۔

بھائی خدا کی قسم میں نے یہ رقم کھائی ہے نہ کہیں چھپائی ہے۔

حزیمہ نے ایک نہ سنی اور عکرمہ کو زندان میں ڈال دینے کا حکم دیدیا۔

عکرمہ نے قید گوارا کرلی لیکن اپنی زبان نہ کھولی اور یہ اعتراف نہ کیا کہ میں نے یہ رقم تمہیں ہی دی تھی اور تو میرے احسان کا بدلہ اس

طرح دے رہا ہے۔

نہیں ایک لفظ بھی نہیں کہا۔ آخر کیوں؟

اس لئے کہ جو کام صرف خدا کی رضا کے لئے کیا جائے اسے ظاہر نہیں کیا جاتا اور نہ احسان جتایا جاتا ہے۔

قید کرنے سے مسئلہ حل نہ ہوا اور عکرمہ نے رقم ادا نہ کی۔ سرانجام اسے شکنجہ خانے میں لایا گیا اور اس پر شدید قسم کا تشدد کیا گیا۔

اس پر عکرمہ کی زوجہ تاب نہ لاسکی اور اس نے نئے حاکم خزیمہ کو ایک کاغذ کی پرچی پر لکھوا بھیجا۔

کیا جابر الاثرات الکرام کے احسان کا بدلہ یہ ہے؟

صرف اتنا سا جملہ لکھا۔

جب خزیمہ کو حقیقت حال کا علم ہوا تو اس نے فورا" اپنے سپاہی دوڑا دیئے عکرمہ کو فوری رہا کرکے بلکہ لکھا ہے کہ خزیمہ خود چلکر عکرمہ کے پاس گیا اور اس کے قدموں پر جاگرا اور بڑی معافیاں مانگیں۔

خزیمہ نے ہاتھ آگے کردیئے اور کہا مجھے ہتکڑیاں لگا دیں حضور۔

عکرمہ نے قبول نہ کیا اور کہا آپ سوار اور میں پیادہ چلتا ہوں میں نے تو ایسا کوئی کام نہیں کیا جس پر اتنی نواشات کر رہے ہو

خزیمہ نے کہا کیا آپ میرے محسن نہیں ہیں جنھوں نے میری اس رات امداد کی۔

عکرمہ : یہ تمہارے لئے نہیں بلکہ خدا کے لئے تھا۔

بلاخر عکرمہ کو بڑے احترام کے ساتھ اموی خلیفہ کے پاس لایا گیا۔

حزیمہ نے کہا یہ وہی جواں مرد ہے جابرالاثرات الکرام آپ کا سابقہ معذول حاکم لکھا ہے کہ یہ سن کراموی خلیفہ نے اس کی بڑی عزت کی اور بڑے انعامات سے نوازا اور دوبارہ جزیرہ کی حکومت دینے کی پیش کش کی لیکن عکرمہ نے جزیرہ کی حکومت حزیمہ ہی کو دیئے رکھنے کی خواہش کا اظہار کیا آخر کار خلیفہ نے ایک اور مقام کی حکومت کا حاکم عکرمہ کو منتخب کیا اور انتہائی عزت و احترام کیساتھ دربار سے رخصت کیا۔

واقعہ کے بیان سے ہماری مراد اخلاص کا ذکر کرنا ہے جسمانی تشدد اور قید خانے کی صعوبتیں لیکن صبر اخلاص کے مظاہرہ میں رتی برابر کھوٹ نہیں۔ سبحان اللہ صبر ہو تو ایسا۔

انسان کو صبر کی ایسی ہی مثالیں قائم کرنی چاہیں اس کے خالص عمل کو اللہ تعالی کے سوا کوئی اور نہ جان سکے۔

احسان نہ جتایا جائے اذیت نہ دی جائے اور اس کی تلافی کا طلب نہ ہو اپنے احسان کے بدلے کی امید رکھنا بے صبری ہے صبر یعنی احسان کی تلافی کا طالب نہ ہونا۔

کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارا نفس تمہاری نیکیوں پر پانی پھیر دے۔
اللہ تعالی کے علاوہ کوئی دوسرا شخص نہ جانے اور بس۔

آدھی رات کو فقراء کے لئے آئمہ کا کھانا لیکر جانا

مورخین نے لکھ ہے کہ گیارہ محرم کو امام عالی مقام کے جسم مبارک

کے پاس چند لوگ جمع ہو کر آپ کے زخموں کا مشاہدہ کرنے لگے۔

انہوں نے دیکھا کہ آپ کے شانے پر ایسا زخم نمایاں تھا جو نہ کسی تلوار اور نہ کسی نیزہ کے وار سے ظاہر ہوا تھا۔

کہتے ہیں کہ اس عجیب زخم کے بارے میں آقا امام زین العابدینؑ سے سوال کیا گیا تو آپ نے وضاحت فرمائی کہ میرے بابا رات کے اندھیرے میں مساکین کے لئے کھانا اپنے دوش مبارک پر لاد کر لے جاتے تھے یہ آپ کا روز کا معمول تھا یہ نشان اس گٹھری کی وجہ سے پڑ گیا ہے۔

(بحوالہ لئالی الاخبار)

تمام آئمہ کا یہی طریقہ رہا ہے معلی بن خنیس حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے اخراجات کا نگراں بیان کرتا ہے کہ برسات کا موسم تھا اور تاریک شب ہلکی ہلکی بوندا باندی ہو رہی تھی کہ میں نے ایک شخص کی آہٹ محسوس کی نزدیک سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ میرے مولا و آقا امام جعفر صادق علیہ اسلام ہیں۔

آپ کسی ناہموار جگہ سے گزرے تو آپ کے دوش پر لدا سامان گر پڑا میں نے سنا کہ آپ فرما رہے تھے (اللھم ردہ الی) خدایا یہ مجھے واپس لوٹا دے یہ روٹیاں تھیں جو بکھر گئی تھیں آپؑ ایک ایک کو اٹھاتے جاتے مجھ سے نہ رہا گیا اور میں نے سلام کے بعد آپ کا ہاتھ بٹانا شروع کر دیا۔

مولا اتنی رات گئے کہاں تشریف لے جا رہے ہیں۔

فرمایا سقیفہ بنی ساعدہ کے فقراء کے لئے غذا لے جا رہا ہوں۔

میں بھی آپ کے ساتھ چلتا ہوں۔

نہیں تم جاؤ میں خود اپنے دوش پر لادے لے جاؤنگا۔

آپ سوئے ہوئے فقراء کے سرہانے ایک ایک روٹی رکھ کر منزل کی جانب روانہ ہوگئے۔

(بحوالہ لئالی الاخبار)

نیک کام کرنے والے اسے اللہ کے کھاتے میں ڈال دیتے ہیں نہ کہ کسی دوسرے کے۔

تم نے اپنی زندگی میں کتنے نیک کام کئے اور انہیں اللہ کے کھاتے میں ڈالا؟

اللہ کے علاوہ اور کوئی تو تمہاری نظر میں نہ تھا؟

جناب حبیب ابن مظاہر سلام اللہ علیہ اور تمام شہیدان کربلا کے اخلاص کی مثال تاریخ میں ملنا ممکن نہیں ہے مقاتل کی کتب میں تحریر ہے کہ جناب حبیبؓ کی شہادت نے امام عالی مقام کو ہلا کر رکھ دیا۔ امام آپؓ سے محبت بھی بے انتہا کیا کرتے تھے۔ حبیبؓ تم نے مولا کو کیوں اس صدمہ سے دوچار کردیا حبیبؓ تمہارے دنیا سے رخصت ہوجانے پر امام نے فرمایا (احتسبہ عندک)

خدایا میں نے ان کی موت کو تیری رضا میں قبول کیا۔ ۔ (یعنی میں نے صرف تیری خاطر صبر کا دامن تھاما ہوا ہے) میں نے انہیں تیری راہ میں دیا تیرے لئے ہی صبر کر رہا ہوں۔ اور کسی کو کچھ نہیں کہہ رہا۔

ہم بہترین شریک ہیں

قیامت کے روز ایک شخص کو اللہ کی بارگاہ میں پیش کیا جائے گا جس نے دنیا میں بہت نیک کام کیے تھے لیکن یہ خدا کے لئے بھی اور دکھانے کی خاطر بھی کیے گئے تھے ندا آئے گی ہم بہترین شریک ہیں اور جو چیز ہمارے علاوہ کسی سے شریک ہو ہم اسے تسلیم نہیں کرتے تم اپنے شریک کار سے اپنا اجر طلب کرو۔ (بحوالہ لئالی الاخبار)

اگر تم کوئی خالص عمل رکھتے ہو تو ہماری بارگاہ میں لے آؤ۔

کل نیک اور خالص عمل طلب کیا جائے گا۔ پتہ نہیں ہماری زندگی میں ہم سے کوئی خالص نیک عمل انجام پایا ہے یا نہیں جس میں کسی کی شراکت نہ ہو اور نفس کا عمل دخل نہ ہو۔

ہم جتنا بھی غور کریں کہ ہم نے کوئی ایسا نیک عمل کیا ہو جس کی اصالت کا ہمیں سو فیصد یقین ہو ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتا۔

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ نیک کام کی ابتداء خلوص نیت کے ساتھ ہوتی ہے اور درمیان یا آخر میں نیت میں فتور آجاتا ہے اور اس طرح ساری کی ساری محنت ایک ہی لحہ میں اکارت ہوجاتی ہے۔ اگر کسی شب کسی صبح یا شام کسی خلوت کے مقام پر گناہوں کو یاد کرکے خوف سے تمہارے پسینے چھوٹ جائیں اور یک لخت تمہارے آنسو جاری ہوجائیں تو کیا ہی اچھا ہو۔

بڑا کام کرتے ہیں یہ آنسو۔ کیونکہ کہا جاتا ہے کہ ان آنسوں کا خلوص سے بڑا قریبی رابطہ ہوتا ہے۔

عمل کے میزان میں آنکھ کے ان اشکوں سے وزن دار کوئی شے نہیں ہے جو خوف خدا کے سبب جاری ہوئے ہوں۔

آنکھ کا آنسو اور وہ ہی سب سے زیادہ وزنی کیسی عجیب سی بات ہے اگر فقط اور فقط خدا کے لئے بہائے جائیں تو ان کا بڑا گہرا اثر ہوتا ہے بہت کام آتے ہیں۔ دہکتی ہوئی آگ کے بڑے بڑے شعلے آنسوں سے خاموش ہو جاتے ہیں۔

غم حسینؑ میں رونا خالص عمل ہے

عزاداری سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام کا انعقاد اور آپ کی مصیبت عظمی پر گریہ کرنا (انشاء اللہ تعالی) جو کہ ایک خالص عمل ہے خلوص نیت کے ساتھ کیا جانا چاہئے۔

اس گریہ میں کوئی ریاء کاری نہیں ہوتی جس گریہ میں محبت' الفت اور قلبی لگاؤ موجود ہو تو یہ گریہ امام مظلوم حضرت حسین علیہ السلام کے حضور میں چلا جاتا ہے۔ امید ہے اللہ رب العزت ہم سب پر اس راستے سے اپنا لطف و کرم عنایت فرمائے ورنہ ایسا کوئی خالص عمل جو اس کی بارگاہ میں قابل قبول ہو مجھے اس کا سراغ نہیں ملتا۔

میری اور آپ کی حیثیت ہی کیا ہے بڑے بڑے بزرگ نالہ و فریاد کرتے ہیں۔

امام زین العابدینؑ اللہ تبارک و تعالی کی بارگاہ میں یوں عرض کرتے ہیں۔

"اللزاد ابکی ام لبعد مسافتی"

گریہ کروں توشہ آخرت کی کمی پر یا اپنے سفر کی طوالت پر خدایا! میں خالی ہاتھ ہوں اور کوئی نیکی مجھے خود میں نظر نہیں آتی۔

(بحوالہ "کشف الغمہ")

ما چہ بگوئیم جائیکہ عقاب پر بریزد
از پشہ لاغری چہ خیزد

نجات کا راستہ وہی ہے جس کی نشاندہی امام زین العابدینؑ نے فرمادی۔

واعلم انہ لن ینجیہ الا التضرع الیک بین یدیک

ہماری نجات اسی میں ہے کہ ہم اللہ کی بارگاہ میں خشوع قلب کے ساتھ جھک کر نالہ و فریاد کریں اور اس کی اطاعت کے آگے سر تسلیم خم کردیں۔

ماہ رمضان المبارک میں عصر کے وقت روزہ داروں کی آہ و فریاد بڑا اثر دکھاتی ہے اور رحمت خدا میں تلاطم پیدا ہوجاتا ہے۔

"ان کان فضلک لا یرجوہ ذو فرط فمن یجود علی العاصین بالکرم"

اگر تیرا فضل و کرم اور احسان نیک بندوں اور اہل اخلاص اور صبر بر اخلاص کرنے والوں کے لئے ہے تو میں بد نصیب اور میری طرح کے افراد کہاں جائیں اور کس سے فریاد کریں ہم میں تو ایسی کوئی بات نظر نہیں آتی کہ ہم سے کوئی اخلاص پر مبنی کام انجام پایا ہو اگر تیرا فضل و کرم اہل اخلاص کے لئے ہے تو ہم گناہ گار اور روسیاہ کیا کریں اور

کس سے امید رکھیں۔

امام حسین علیہ السلام میدان کربلا میں جناب مسلم بن عوسجہؓ کے ہمراہ حضرت حبیبؓ ابن مظاہرؓ کے پاس تشریف لائے حبیب کی روح اپنے رب کی جانب پرواز کرنے ہی والی تھی کہ مسلم بن عوسجہؓ نے آپؓ سے کہا اے حبیبؓ اگرچہ میں تم سے بہت جلد آملنے والا ہوں لیکن اگر میں زندہ رہتا تو آپ سے کہتا کہ مجھے وصیت کریں! حبیبؓ نے کہا ہاں دیکھو حسینؑ کا خیال رکھنا ان کا ساتھ مت چھوڑنا۔ قربان جاؤں ان کی محبت کے یہ ہے حقیقی عشق۔ نہ بیوی نہ بچے اور نہ اپنا کوئی خیال زخموں سے چور چور ہیں نہ پانی مانگتے ہیں نہ محاذ سے پیچھے ہٹانے کی فرمائش کرتے ہیں اشقیا کے گھوڑوں کی ٹاپوں تلے روندے جانے کا خوف نہیں نصیحت ہے تو صرف یہ کہ حسینؑ کی حمایت جاری رکھو اور بس

حسینؑ کی محبت کے سوا اگر کوئی چیز میرے دل میں ہو تو اے پروردگار اسے نابود کردے۔

اے حبیبؓ ابن مظاہر آپؓ نے مسلم سے حسینؑ کی سفارش ایسے موقع پر فرمائی جبکہ علیؑ کا لال صحیح و سالم زندہ و سلامت تھا۔

کاش آپؓ وہ منظر دیکھ لیتے جب میرے آقا مقتل میں بے یار و مددگار پڑے تھے اور یزید کی فوج نے آپؑ کو چاروں طرف سے گھیرا ہوا تھا۔

اور کچھ لوگ تلواروں اور کچھ نیزوں کے ذریعہ آپؑ کے جسم اطہر کو پارہ پارہ کر رہے تھے۔

"لعنت اللہ علی اعدائھم اجمعین"

بسم اللہ الرحمن الرحیم

والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین امنوا وعملوا الصالحات وتوا صوا بالحق وتوا صوا بالصبر

قسم ہے وقت عصر کی یقیناً" انسان خسارے میں ہے سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے اور وہ ایک دوسرے کو حق کی وصیت کرتے رہے اور وہ ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کرتے رہے۔

ایمان راہ نجات ہے اور اس کی کثرت کے لئے کتابیں نازل کی گئیں اور پیغمبروں کو بھیجا گیا تاکہ ایمان کے ذریعے انسان دنیا و آخرت کی حقیقی سعادتیں حاصل کرے۔

یہ ایمان کیسے پیدا ہوتا ہے؟

ہم نے بتایا کہ کہ اس سوال کا جواب حضرت امیرالمومنین علی ابن ابو طالبؑ سے پوچھتے ہیں۔

آپ نے فرمایا اس کے چار ستون ہیں اور خود اس کی وضاحت بھی فرمادی **واما الصبر لہ اربع شعب الشوق والاشفاق والزھد والترقب**

صبر کا حصول اور اس کی تکمیل چار چیزوں کے ذریعے ہی ممکن ہے۔

اور وہ ہیں خوف امید اور زھد و انتظار ان صفات کے ذریعہ انسان صبر کی مکمل قوت حاصل کرتا ہے۔

جنت کا شوق شہوت کو بر طرف کرتا ہے

(من اشتاق الی الجنۃ سلی عن الشہوات)

خوب سے خوب تر کی تلاش اور اس کے حصول کے بغیر انسان اپنی پہلی دستیاب چیز سے دستبردار نہیں ہوتا جب بہشت جانے کی توقع اور شوق ہوگا تو ثواب کمانے کی فکر ہوگی اور انسان شہوتوں کے جال سے باہر آئے گا اب اسے اس کی ہوس نہ ہوگی وہ گناہ سے بچے گا اور نیک کام میں پہل کرے گا دنیوی امور میں بھی انسان کا یہی حال ہے۔

فلاں غیر ملک میں اپنے وطن سے دس گنا تنخواہ زیادہ ملے گی اچھی پرکشش ملازمت کی خاطر ملک اپنا گھر بار بیوی بچے بھائی بہن سب کچھ چھوڑ کر خوب سے خوبتر کی تلاش میں انسان اپنے خونی رشتوں تک کا لحاظ کئے بغیر برسوں دیار غیر میں بسر کر دیتا ہے تاکہ مستقبل تابناک ہو جائے۔ اگر کوئی بہشت جانے کا طالب ہو تو کیا وہ اس شوق کی خاطر اپنی صبح کی نماز قضا کرے گا؟

وہ دنیا کی خاطر نیندیں خراب کرتا ہے بیدار رہتا ہے اور بہشت جانے کے لئے صبح کی نماز کے وقت اسے میٹھی نیند آتی ہے۔

اصل میں عقیدہ کمزور ہے بہشت آنکھوں کے سامنے نہیں ہے ورنہ ایسا نہ ہوتا اور اس قدر کنجوسی سے کام نہ لیتے۔

دنیاوی کاموں میں انسان دل کھول کر سرمایہ کاری کرتا ہے اس لئے کہ اسے یقین ہوتا ہے کہ کچھ عرصہ میں یہ کئی گناہ زیادہ ہو جائے گا۔

اگر یہ امید بہشت کے لئے ہو تو کس قدر نیک کام کرنے لگے مسئلہ یہ ہے کہ امید مضبوط نہیں ہے کمزور ہے اگر قرآن کریم میں کیے گئے الٰہی وعدوں پر یقین ہو تو بہت سرمایہ لگایا جا سکتا ہے اس ضمن میں قرآن کی یہ بے شمار آیتیں آخر کس لئے ہیں؟ انسان میں تمنا پیدا ہو امید قائم ہو اس شوق کے طفیل صبر کا مظاہرہ کرو۔

باہم دست و گریباں دو آدمیوں میں سے ایک سے کہو کہ خدا قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے

الا تحبون ان یغفر اللہ لکم

کیا تم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہیں بخش دے پس عفو درگزر سے کام لو تا کہ وہ تمہاری خطاؤں کو بخش دے۔ (فلیعفوا و لیصفحوا)

ایسا کرنے پر وہ تمہارے سینہ پر ہاتھ مار کر کہے گا کیسی اونٹ پٹانگ باتیں کر رہے رہو اس لئے کہ اسے الٰہی وعدوں پر یقین نہیں ہے اگر یقین ہوتا تو یہ خدا کے آگے بخشش کی آرزو رکھتا اور آپ کے ٹوکتے ہی باز آجاتا۔

اگر الٰہی العفو (اللہ معاف) کرے بھی کہدیا تو یہ دل سے نہیں کہا اگر خدا سے معافی کا طلب گار ہے تو خدا تو فرما رہا ہے معاف کر دے اور یہ سنتے ہی فوراً" جھگڑے سے ہاتھ کھینچ لیتا۔

قرآن مجید کی ہمت افزائی کے ذریعہ شوق پیدا ہونا چاہئے

خداوند کریم قرآن مجید میں بہشت کی ان گنت نعمتوں کے اظہار کے

ذریعہ انسان کی توجہ اس جانب مرکوز کرانا چاہتا ہے

کلو واشربا ھنئیا اسلفتم فی الایام الخالیہ (سورہ الحاقہ ۶۹ آیت ۲۴)

(ترجمہ) (جنتیوں سے کہا جائے گا کہ) گذرے ہوئے دنوں میں جو کچھ تم کرچکے ہو ان کے بدلہ میں مزے سے کھاؤ اور پیو۔

اللہ تبارک و تعالی بہشت میں خورد و نوش کی چند نعمتوں کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرما رہا ہے یہ نعمتیں دائمی ہیں۔ (اکلھا دائم و ظلھا)

بہشتی درخت ہمیشہ پھل دیتا رہے گا اور لاکھوں میل دور تک اس کے پھل کی خوشبو ہمیشہ مہکتی رہے گی اس کا کھانے والا کبھی سیر نہ ہوگا جتنا دل چاہے کھاتا رہے اور تعریف کی بات تو یہ کہ بدہضمی بھی نہ ہوگی اور کم بھی نہ ہوگا اور ایک پھل ایک لاکھ مختلف مزے دے گا۔ (سبحان اللہ)

بہشتی مشروبات کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تبارک و تعالی فرماتا ہے۔ مومن کا بسیرا ایسی جگہ ہے کہ جہاں اس کے قصر کے نیچے چار چشمے جاری ہیں۔

فیھا انھار من ماء غیر سن و انھار من لبن لم یتغیر طعمہ وانھار من خمر لذہ لشاربین وانھار من عسل مصفی (سورہ محمدؐ ۴۷ آیت ۱۸)

"ترجمہ" اس میں غیر بدبودار پانی کی نہریں ہیں اور دودھ کی نہریں جن کا مزہ نہیں بدلا اور پینے والوں کو مزہ دینے والی شراب کی نہریں اور صاف کئے گئے شہد کی نہریں۔

مومن کے محل کے نیچے ایک صاف شفاف پانی کا چشمہ خالص شہد کا چشمہ دودھ کا چشمہ (گائے کے گندے سندے تھنوں سے نکلا ہوا نہیں' بالکل صاف اور خالص دودھ)
اور پاکیزہ شراب کا چشمہ دنیا کی مست کردینے والی شراب نہیں بلکہ ہوش آور شراب۔

وسقاهم ربهم شرابا طهورا سورہ دھر ۷۶ آیت ۲۲

"ترجمہ" اور انہیں ان کا پروردگار پاکیزہ مشروب پلائے گا۔

یہ غذائیں اور مشروبات کن لوگوں کے لئے ہیں؟

ان افراد کے لئے جو رمضان میں چند گھنٹے کھانا پینا ترک کردیتے ہیں۔

روزہ خور کو اس نوید اور وعدے پر بھروسہ نہیں اور ان پر اس نصیحت کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔

اسے جنت کا شوق نہیں یہی وجہ ہے کہ کھانا پینا اور سگریٹ نوشی ترک نہیں ہوتی۔

یہ ایمان کے نور سے منور نہیں یا کمزور عقیدہ آخرت رکھتا ہے اگر ایمان مضبوط ہو تو شوق کے ساتھ یہ زحمتیں برداشت کرلے۔

حجاج بن یوسف اور چرواہے کے مابین دلچسپ مکالمہ

سنبھالنے کی غرض سے سفر حجاز پر روانہ ہوا گرمی کے دن تھے راستے میں دوپہر کے وقت اس نے ایک مقام پر پڑاؤ ڈالا خیمے نصب کردیئے اور پردے ہوا کے گزر کی خاطر اوپر اٹھا دیئے گئے دوپہر کے کھانے کے لئے شاہی دسترخوان بچھایا گیا کہ یکایک حجاج کی نگاہ اس سے کافی فاصلہ پر موجود ایک چرواہے پر پڑی جو گرمی کی شدت کے سبب اپنے سر کو ایک دنبہ کے پیٹ کے نیچے دیئے ہوئے تھا تاکہ دھوپ سے سر تو محفوظ رہ سکے۔

حجاج کو ترس آگیا حکم دیا کہ اسے سایہ میں یہاں لے آؤ حکم کی فوری تعمیل ہوئی اور چرواہے کو حاضر کردیا گیا چرواہا اس کی شان و شوکت سے قطعاً" متاثر نہ ہوا اور اس نے حجاج کو کوئی اہمیت نہ دی۔

حجاج :۔ بیٹھ جاؤ

مجھے اپنا کام کرنے دو میں ان بھیڑوں کی دیکھ بھال پر مامور ہوں

حجاج بھئی اس قدر شدید گرمی ہے یہاں کچھ دیر سائے میں بیٹھ جاؤ یہ لو شاہی کھانا نوش کرو۔

چرواہا:۔ میں نہیں کھا سکتا ایک اور جگہ مدعو ہوں۔

حجاج حیرت سے اس بیابان میں! آخر کہاں

چرواہا:۔ میں ایسی جگہ مدعو ہوں جہاں تیری مہمان نوازی ہیچ ہے۔

حجاج جل کر بولا: میری مہمان نوازی کے آگے کسی کی کیا مجال جو میرا مقابلہ کرے

چرواہا:۔ میں اللہ تعالی کے ہاں مدعو ہوں۔ روزہ رکھا ہے اور روزہ دار خدا کا مہمان ہوتا ہے۔

حجاج:۔ ارے اتنی سخت گرمی میں تم روزہ سے ہو یہ موسم تو روزہ رکھنے کے لئے قطعاً" سازگار نہیں ہے۔

چرواہا:۔ "قل نار جہنم اشد حرا"

جہنم کی آگ اس گرمی سے زیادہ شدید ہے تجھے جہنم کی آگ کی خبر نہیں اگر تجھے اس کی شدت کا احساس ہوتا تو اس موسم کو روزہ کے لئے موزوں قرار دیتا۔

حجاج:۔ آج کھالو کل روزہ رکھ لینا

چرواہا:۔ کیا تم کل تک میری حیات کی ضمانت دے سکتے ہو ممکن ہے آج میری زندگی کا آخری دن ہو۔

چرواہے کی تاویلیں سن کر حجاج کو غصہ آگیا اس نے کہا:

تم کتنے احمق ہو یہ شاہی کھانے تم نے کبھی اپنی زندگی میں نہ دیکھے ہوں گے اور نہ آئندہ کھا سکوں گے۔ صرف روزہ کی خاطر اتنے عمدہ کھانے سے اجتناب کر رہے ہو آج کسی بیوقوف سے واسطہ پڑ گیا میرا۔

چرواہے نے جواب دیا۔

"ءانت جعلته طیبا" کیا تو اس کھانے کو اچھا سمجھتا ہے۔

خدا چاہے تو کھانا طیب ہوتا ہے خواہ جو کی روٹی کیوں نہ ہو وہ نہ چاہے تو طیب نہیں چاہے شاہی دستر خوان ہو مزے دار لذیذ کھانوں پر نیت خراب مت کرو اگر تمہارے دانتوں میں درد ہو تو لذیز سے لذیذ غذا بھی بدمزہ لگے گی۔

لقمہ حرام حلق سے نیچے اتر جائے تو دل پر اثر کرتا ہے اور دوسرے ہزار

قسم کی بیماریاں دامن گیر ہو جاتی ہیں۔

وہ اللہ کی ذات ہی طعام کو پاکیزہ کرتی ہے اگر اس کی معرفت حاصل ہو جائے تو خشک و تر کی پرواہ نہیں رہتی۔

چند لمحوں کے لئے ذائقہ تبدیل ہوتا ہے ورنہ حلق سے اترنے کے بعد مرغی اور دال برابر ہو جاتی ہے۔

شوق اور امید خوب سے خوبتر کی تلاش اصل مسئلہ ہے چرواہا ثواب کی خاطر اور بہشت کے شوق میں تپتی ہوئی دھوپ میں روزہ رکھتا ہے اور حجاج کے شاہی دستر خوان کو کوئی اہمیت نہیں دیتا۔

کیا اس کا دل عمدہ کھانوں کو نہیں چاہتا ہو گا؟

ضرور چاہتا ہو گا لیکن خوب سے خوبتر یعنی عالم اعلی کے بہشتی عیش و آرام کے آگے اس کی نظر میں کسی کھانے کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

بہشتی حوروں کی خصوصیات اور ہوس رانی سے درگزر

(من اشتاق الی الجنہ سلی عن الشہوات)

جو شخص بہشت شناس اور بہشت کا خواہاں ہو گا وہ ہر شہوت رانی سے منہ موڑ لے گا۔

فلاں جوان جو اپنی نظریں دوڑاتا ہے اور دل لگی کرتا ہے اس لئے ہے کہ اسے اس جہاں کی خبر نہیں اگر اسے بہشتی عورتوں (حوروں) کے حسن و جمال کی خصوصیات کا علم ہو جائے تو وہ یہ حرکتیں کبھی نہ کرے

خداوند کریم کی اس لطیف و ظریف اور دلربا مخلوق کی معرفت حاصل کرلے تو اس کا دیوانہ ہوجائے قرآن کریم اور احادیث و روایات میں حوران جنت کی خصوصیات بیانکی گئی ہیں۔

اللہ تبارک وتعالی اپنے کلام میں ارشاد فرمارہا ہے

وحور عین کامثال اللولو المکنون (سورہ واقعہ آیت ۲۳)

"ترجمہ" اور بڑی بڑی خوبصورت آنکھوں والی حوریں ہوں گی جیسے کہ چھپا کر رکھے ہوئے موتی۔

لم یطمثہن انس قبلہم ولا جان۔ حور مقصورات فی الخیام

(سورہ الرحمن ۵۵ آیت ۵۷، ۷۳)

"ترجمہ" انہیں ان سے پہلے نہ تو کسی انسان نے چھوا تھا اور نہ کسی جن نے

(پردہ نشین حوریں خیموں میں ہوں گی۔)

بعض حوریں ایسی ہیں جن کی خدمت پر بارہ ہزار حوریں مامور ہیں۔ اس قدر نورانی اور حسین و جمیل ہیں کہ اگر کوئی ایک اس عالم مادہ پر اتر آئے تو سب بے ہوش ہوجائیں ان کا جلوہ دیکھنے کی کوئی طاقت نہیں رکھتا یہ حسن و جمال اس دنیا میں ہرگز جلوہ افروز نہیں ہوسکتا۔

بندہ خدا تم ملکہ حسن کے متلاشی ہو تمہیں ان حسین عورتوں کی خبر نہیں۔

جناب یوسف علیہ السلام کے حسن و جمال کے بارے میں تو آپ نے سنا ہوگا بے مثال تھا یہ بھی اس مادی دنیا میں صرف اتنا جلوہ گر ہوا جتنا لوگ برداشت کرسکتے تھے

ایک مرتبہ آپؑ جب مصری خواتین کی نشست میں تشریف لائے تو یہ آپ کو دیکھنے میں اس قدر محو ہوگئیں کہ اپنے ہاتھ میں چھری کی پرواہ بھی نہ کی اور اپنی انگلیاں کاٹ ڈالیں انگلیاں کٹ گئیں اور انہیں کوئی احساس تک نہ ہوسکا اس لئے کہ جمال یوسف کے آگے انہیں کچھ دکھائی نہ دیتا تھا۔

فلما راءینہ اکبرنہ و قطعن ایدیھن (سورہ یوسف)

"ترجمہ" پس جب ان (عورتوں) نے اس (یوسفؑ) کو دیکھا تو اس کو بہت بڑا سمجھا۔

جب حالات نے پلٹا کھایا اور عزیز مصر کا انتقال ہوگیا اور جناب یوسف علیہ السلام کو سلطنت ملی تو آپ نے زلیخا سے سوال کیا تونے یہ سب کیوں کیا تھا تو اس نے جواب دیا۔

ایسا آپ کے حسن و جمال کے سبب ہوا۔

جناب یوسفؑ نے فرمایا اگر تم محمد (ص) کا جمال (اصل جمال) دیکھ لیتیں تو کیا کرتیں (سفینہ البحار جلد اول صفحہ ۵۵۴)

آپ خیال کرتے ہیں کہ دنیوی حسن و جمال ہی سب کچھ ہے تو یہ آپ کی بہت بڑی بھول ہے۔ یہ معمولی سی جھلک بھی نہیں ہے اور عارضی ہے ہزار مصیبتیں اس کے ساتھ ہیں۔

اصل حسن و جمال تو عالم اعلیٰ ہی پر ہے جسے خدائے بزرگ و برتر نے خود اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے اصل حسن تو جنت میں ہے اگر انسان کو بہشت کی حوروں کا علم ہوجائے اور ان سے رفاقت کا شوق اور ملنے کی

آرزو ہو جائے تو ان دنیوی عورتوں کے چکر میں ہرگز نہ پھنسے یہ اس لئے ہے کہ ان کے بارے میں اسے کچھ پتہ ہی نہیں ہے۔

بچے گڑیا گڈے سے کیوں کھیلتے ہیں اس لئے کہ ان سے بہتر انہیں دوسری چیز کا علم نہیں ہوتا۔ بات اصل میں یہ ہے کہ خدا اور اس کے رسول کے وعدوں کا اثر ہم پر نہیں ہوتا اتنی سی بات سمجھ میں نہیں آتی کہ یہاں سب کچھ نہیں ہے۔

اصل جمال تو موت کے بعد ہی ظاہر ہوگا۔ آپ کو جمال حور کی ایک مثال پیش کرتا چلوں مروی ہے کہ بہشتی حوروں میں ایک اعلی قسم جو حسن و جمال کا سراپا پیکر ہے۔ اس کے دائیں شانے پر محمد رسول اللہ اور بائیں پر علی ولی اللہ ماتھے پر الحسن و ذقن الحسین اور لبوں پر بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھا ہے۔

ادھر ادھر کی عورتوں پر بری نگاہیں ڈالنے والے تو کہاں اور حور کہاں؟!

چشم آلودہ نظر از رخ جانان دور است
بررخ او نظر از آینہ پاک انداز

اے دیدے مٹکانے والے تو کہاں اور حور کہاں مذاق نہیں ہے۔

وہ قلب جو شیطان کا زہر آلود تیر کھا چکا ہے حور کے وصال سے محروم ہے

النظر سہم مسموم من سہام ابلیس

جسے بہشت کا شوق ہو وہ شہوت حتی کہ اپنی (حلال) عورت کے پاس بھی جاتے ہوئے تامل کرتا ہے۔ سہاگ رات کس قدر سہانی رات ہوتی ہے کوئی دنیاوی خوشی اس سے بڑھ کر نہیں ہو سکتی لیکن میں آپ کو بہشت بریں کے ایک کنوارے نوجوان کی شب عروسی کی داستان بیان کردوں جس نے سہاگ رات کو میدان جنگ پر قربان کردیا۔ اور جام شہادت نوش کیا۔

حنظلہ ابن ابی عامر راہب۔۔ جس نے حال ہی میں اسلام کے آغوش میں پناہ لی تھی مدینہ کے ایک بزرگ عثمان کی بیٹی سے منسوب ہوا شادی کی رات ہی کو اتفاق سے جنگ احد چھڑ گئی۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنے چند احباب کے ہمراہ مدینہ سے چند کلو میٹر کے فاصلہ پر محاذ جنگ کی جانب روانہ ہوگئے حنظلہ کو خبر ہوئی تو اس سے نہ رہا گیا اور یہ نوجوان سہاگ رات منائے بغیر آپ کی نصرت کے لئے روانہ ہونے لگا۔ حنظلہ کی زوجہ نے دامن تھام لیا اور کہا کہاں جا رہے ہو؟ نوجوان نے کہا کیا تمہیں معلوم نہیں رسول خداؐ محاذ پر ہیں میں بھی آپؐ پر جان نچھاور کرنے جا رہا ہوں دلہن بولی ذرا صبر کریں میں دو گواہ لے آؤں جو اس بات کے شاہد رہیں کہ آپ مجھ سے ہمبستر ہوئے ہیں تاکہ ولادت ہو تو لوگ جان لیں کہ یہ تمہاری اولاد ہے۔ وہ دو گواہ تلاش کرلائی اور انہیں صورتحال سے آگاہ کیا حنظلہ میدان جنگ کو روانہ ہوگیا۔

حنظلہ کی زوجہ سے گواہی کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے بتایا کہ

کل رات جب میں سوئی تو خواب میں دیکھا کہ حنظلہ آسمان کی جانب محو پرواز ہیں مجھے علم ہوگیا کہ میرا شوہر قتل کردیا جائے گا۔ اس خاطر آپ لوگوں کی گواہی لی گئی تاکہ اگر کوئی اولاد پیدا ہو تو کسی کو اعتراض کا موقع ہاتھ نہ آئے۔

تعجب ہے اس نوجوان نے غسل جنابت کی بھی پرواہ نہ کی سمجھ میں نہیں آتا کہ کیسی الہی کشش تھی غسل کئے بغیر میدان جنگ پر روانہ ہوگیا وہاں رسول خداؐ کی خدمت میں سلام عرض کیا۔ جنگ کی اجازت طلب کی آپؐ نے اجازت دے دی اتفاق سے میدان جنگ میں ابو سفیان اترا ہوا تھا حنظلہ نے اس پر حملہ کردیا زبردست وار کیا اور ابو سفیان اونٹ سے نیچے آگرا قریش والوں نے حنظلہ کو گھیر لیا اور اس نے جام شہادت نوش کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ ملائیکہ نے حنظلہ پر سایہ کیا اور انہیں غسل دیا چونکہ وہ غسل جنابت نہ کرسکا تھا لہذا اس کو ملائیکہ نے غسل دیا اور آپ کو غسیل الملائیکہ کا لقب ملا۔

بحوالہ (سفینہ البحار جلد دوم)

اگر شوق اور بہشت کی امید نہ ہو تو کون ہے جو اپنی نفسانی خواہشات کا گلا گھونٹے۔

انسان شہوت اور جنسی لذتوں پر کیسے صبر کرسکتا ہے یہ شوق ہے جو ہر مشکل کو آسان کردیتا ہے۔

آپ نے ایسے ضعیف العمر حضرات کو دیکھا ہوگا جو اسی (۸۰) نوے

(۹۰) برس کی عمر میں بھی گرمی کے ایام میں روزہ رکھتے ہیں۔
آخر وہ ایسا کیوں کرتے ہیں؟
اس لئے کہ انہیں آخرت پر مکمل یقین ہے اور ابدی حیات کی پرمسرت زندگی کا اندازہ ہے اور وہ پرامید ہیں۔

(اشتاق الی قربک فی المشتاقین)

چنانچہ اہل دنیا کتنے شوق سے اس کے پیچھے دوڑتے ہیں اور ہزار زحمتوں کے باوجود دنیا داری میں مگن رہتے ہیں۔
شیخ محمود عراقی نے فارسی زبان میں تحریر کردہ اپنی کتاب دارلسلام کے آخری حصہ میں باب مکاشفات کے ضمن میں خود اپنا ایک مکاشفہ تحریر کیا ہے آپ بیان کرتے ہیں کہ ایک شب میں کربلائے معلی کی زیارت کی غرض سے آیا ہوا تھا مدرسہ کی چھت پر بیٹھا تھا کہ یکایک مجھ پر عالم ملکوت کے ابواب کھل گئے اور میں نے بہشت کی نعمتوں کا بذات خود مشاہدہ کیا بہشت کے باغات کی سیر کی اور نعمتوں میں اس قدر محو ہوگیا کہ جب مجھ سے واپس جانے کو کہا گیا تو میں دھاڑیں مار مار کر رونے لگا خدا کے لئے مجھے دنیا میں مت جانے دو یہاں سے نہ نکالو ایسی خوشیاں مجھے کہیں نصیب نہیں ہوسکتیں دنیا کے جھنجھٹوں سے تنگ تھا اور اب یہاں نہایت پرسکون ہوں۔
شیخ محمود عراقیؒ فرماتے ہیں کہ ہوش میں آنے کے بعد تک بہشت کے فراق میں زار و قطار روتا رہا۔
ایک اور شخص پر ایسی ہی حالت طاری ہوئی جب اصل حالت پر آیا

تو دو ماہ تک بہشت کے فراق میں مسلسل روتا رہا اور آخر کار اس کا انتقال ہوگیا اصل میں بہشت کا شوق ہی ایسا ہے مولا علی علیہ السلام خطبہ ہمام میں صاحبان تقوی کی صفات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

(لا الاجل الذی کتب اللہ علیھم لم تستقر ارواحم فی اجسادھم طرفہ عین شوقا" الی الثواب و فوفا من العقاب

"ترجمہ" اگر (زندگی کی مقررہ) مدت نہ ہوتی جو اللہ نے لکھدی ہے تو ثواب کے شوق اور عقاب کے خوف سے ان کی روحیں ان کے جسموں میں چشم زدن کے لئے بھی نہ ٹھرتیں۔

صبر وا ایاما قصیلہ اعقبتھم راحہ طویلہ تجارہ مربحہ یسر ھالھم ربھم

(نہج البلاغہ - خطبہ ہمام)

انہوں نے چند مختصر سے دنوں کی (تکلیفوں پر) صبر کیا جس کے نتیجہ میں دائمی آسائش حاصل کی۔ یہ ایک فائدہ مند تجارت ہے جو اللہ نے ان کے لے مہیا کی۔

ترجمہ:۔ (علامہ مفتی جعفر حسین اعلی اللہ مقامہ)

اصحاب حسینؑ نے شب عاشورا اپنے (بہشتی) مقامات کا مشاہدہ کیا

امام سے پوچھا گیا کہ اصحاب حسینؑ نے خود کو اتنے بڑے لشکر میں کیونکر جھونک دیا اور تیروں نیزوں اور تلواروں کے سامنے اس قدر مزاحمت کی۔

فرمایا: شب عاشور جب میرے جدامجد امام حسین علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں کو ہر طرح آزمالیا اور انہیں ثابت قدم پایا اور دیکھا کہ وہ کسی طور آپ کو چھوڑنے پر تیار نہیں ہیں تو آپؑ نے اشارہ فرمایا اور غیب کے پردے چاک ہوتے چلے گئے اپنے اصحاب سے کہا ہمیشہ رہنے والے مقام کا مشاہدہ کرلو پس ہر ایک نے بہشت میں اپنے اپنے مقامات کا دیدار کیا۔ خود امام فرمارہے تھے اے زہیر یہ تمہاری منزل ہے اے بریر یہ تمہارا محل ہے.... عجیب شوق پیدا ہوا ہوگا بہشت تک پہنچنے کا سید القراء فقیہ و عالم جناب بریر ہمدانی شب عاشور بڑے ہشاش بشاش دیکھائی دے رہے تھے اور مذاق کے انداز میں تھے جب آپ سے کہا گیا کہ آج کی رات مذاق کی رات نہیں تو آپ نے فرمایا میری قوم جانتی ہے کہ میں نے آج تک کسی سے شوخی نہیں کی اور نہ میں اس طرح کا ہوں لیکن آج کی رات نشاط و سرور اور مذاق کی رات ہے کیونکہ اب ہمارے اور ہمارے رب کے مابین حائل حجاب ختم ہونے والا ہے جلد سورج نکلے جنگ چھڑے اور ہم اپنی جانیں حسین ابن علی علیہ السلام پر قربان کردیں اور حورالعین سے ملیں۔

اصحاب حسینؑ آپ کو انتہائی عزیز رکھتے تھے اور امام بھی اپنے دوستوں کو دل و جان سے چاہتے تھے۔

آہ! وہ ساعتیں بھی امام کو دیکھنی پڑیں جب آپؑ بے یار و مددگار رہ گئے اپنے دائیں بائیں دیکھتے کسی کو نہ پاتے۔

(نظرہ یمینہ و شمالہ فلم یرا حدا" من اصحابہ والنصارہ فنادی یا علی

صوتہ یا مسلم بن عقیل یا ہانی بن عروہ یا حبیب یا ہریں)
معلوم نہیں امام اپنے اصحاب کی ارواح کو مخاطب کر کے کیا چاہتے تھے۔

شاید اس طرح سکون حاصل ہو جائے

ایک ایک کو صدا دی امام نے

دو تین جا نگداز جملے امام نے کہے ایک کا ذکر کرتا چلوں

قوموا عن نو متکم واو فعوا عن حرم الرسول

اے باوفا ساتھیو

میٹھی سہانی نیند سے اٹھو اور حرم رسولؐ کی فریاد کو پہنچو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین امنوا وعملوا الصالحات وتوا صوا بالحق و تواصوا بالصبر

"ترجمہ" قسم ہے وقت عصر کی یقیناً" اسان خسارے میں ہے سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے اور وہ ایک دوسرے کو حق کی وصیت کرتے رہے اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کرتے رہے۔

ایمان کی حقیقت اور اس کے درجہ کمال کے بارے میں مولا الموحدین امیرالمومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے کلام کا خلاصہ بیان کیا گیا جیسا کہ اس سے قبل بتایا گیا تھا کہ ایمان کی عمارت کا پہلا ستون صبر ہے اور اگر انسان نفسانی خواہشات کے چکروں میں الجھا رہے گا تو اسے ایمان کے مراتب کی مہلت کیسے نصیب ہوگی؟ ایمان

اور شہوت رانی دنیا پرستی دو متضاد چیزیں ہیں اور ایک جگہ جمع نہیں ہوسکتیں لہٰذا نفس کی کڑی نگرانی اور خواہشات کو برطرف کرنے کی ضرورت ہے گناہ کے آگے سر تسلیم خم نہ ہونے پائے اور صرف اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے آگے سر جھکاؤ۔

دنیاوی زندگی میں پیش آنے والی ہر مصیبت کے سامنے ڈٹ جانا چاہئے یعنی دل تزلزل کا شکار نہ ہو اور زبان پر کوئی شکایت نہ آنے پائے۔

کیا یہ فقط دعا سے حاصل ہوسکتا ہے؟

انسان تو چاہتا ہے کہ مصائب کے سامنے صبر کا مظاہرہ کرے لیکن گناہ کے مقابلے میں اس کا زور نہیں چلتا۔

خود مولا علی علیہ السلام نے صبر کے حصول کے لئے چار نسخے بتا دیئے اگر انسان ان چار صفات کو اپنے اندر پیدا کرلے تو وہ صابر ہوسکتا ہے۔

ابدی حیات کا نظریہ شوق پیدا کرتا ہے

اگر آپ کو بہشت کا شوق ہوگیا تو آپ صبر سے کام لینے لگیں گے اور جب آپ صبر کریں گے تو مومن ہوجائیں گے۔

اگر شوق نہ ہوگا تو صبر کس طرح پیدا ہوگا تمہیں حیات بعد از موت کا یقین اور جنت جانے کا شوق نہ پیدا ہوا تو اس صورت میں نفسانی خواہشات سے پرہیز مشکل ہوجائے گا۔

جب تک خوب سے خوب تر کی تلاش نہ ہو اس وقت تک چھوٹی موٹی

چیزوں سے اجتناب نہ ہو سکے گا۔

اسی طرح جب تک خوب سے خوبتر کا شوق پیدا نہ ہو تو ان پست خواہشات نفسانی کو پیروں تلے کیسے روندہ جا سکتا ہے ویسے یہ بات سمجھ میں آجانی چاہئے کہ (والاخرہ خیر وابقی) اس زندگی کے بعد حیات جاودانی کا وجود ہے جبکہ دنیا کی زندگی ایک خاص مدت کے بعد ختم ہو جائے گی۔

زمان و مکان کے لحاظ سے بھی آخر کار اختتام ہی اس کا مقدر ہے۔

گر بمثل جام جم است آدمی

سنگ اجل بشکندش چون سفال

جبکہ اس عالم ابدی کو ہمیشہ برقرار رہنا ہے برزخ' قیامت اور بہشت و جہنم کو موت نہیں وہاں کی زندگانی مستقل ہے اور یہ کہ اس میں کسی قسم کے حوادث رونما نہ ہوں گے۔

تغیر و تبدل تو اس دنیا میں واقع ہوتا ہے آپ چاہیں یا نہ چاہیں یہ دنیا فنا ہو کر رہے گی انسان جس قدر اپنے آپ کو صحت مند رکھنے کی کوشش کرے آخر میں اس کے اعصاب جواب دے ہی جاتے ہیں معدہ کام کرنا چھوڑ دیتا ہے کانوں سے سنائی نہیں دیتا آنکھیں کمزور یا بالکل ختم ہو جاتیں ہیں اعضائے جسمانی کے کام کرنے کی ایک حد ہے اور ضعیفی و ناتوانی اس کا مقدر ہے۔

"ومن نعمرہ ننکسہ فی الخلق"

"ترجمہ" اور جس کو ہم زیادہ عمر دیتے ہیں اسے پیدائش میں الٹا کر دیتے ہیں (سورہ یسین آیت ۶۷)

ایک اخبار میں مقالہ شائع ہوا تھا جس میں لکھا تھا کہ سائنس دان ایسی چیز ایجاد کرنا چاہتے ہیں جس کے ذریعہ بڑھاپے پر قابو پایا جا سکے۔
کیا وہ ہر جہت سے بدن کی دگرگونیوں پر کنٹرول حاصل کر سکیں گے؟
کیا موت کو ٹالنے پر قادر ہو جائیں گے؟
مادہ کا کام ہی تغیر و تبدل ہے
دوام و استمرار اس عالم بالا سے ہی مخصوص ہے۔ نہ ختم ہونے والی طاقت آخرت میں ہی حاصل ہو سکے گی۔ یعنی موت کے بعد آنے والی حیات میں دائمی امن و امان ہے جس میں کوئی غم شامل نہ ہوگا موت کے بعد ہی محمدؐ و آل محمد کی قربت نصیب ہو سکے گی۔

اگر آپ ایسی سلطنت کے خواہشمند ہیں جسے کبھی زوال نہ ہو اور نہ کوئی نقص ہو تو یہ حیات بعد از موت کے وقت ہی آپ کو نصیب ہوگی۔ اللہ تبارک و تعالے نے بڑی تفصیل کے ساتھ اس کا ذکر فرمایا ہے اور قرآن کریم کے ذریعہ اس کے شوق کو اجاگر کیا ہے تاکہ انسان اس شوق کے ذریعے اپنے اوپر آنے والی ہر مصیبت پر نہایت خندہ پیشانی سے صبر کرے۔ بعض دفعہ انسان کوشش کرنے کے باوجود بعض کام انجام نہیں دے پاتا کہتا ہے اس میں میرا دل نہیں لگتا۔

اصل میں دلچسپی نہیں ہوتی نماز' روزہ خیرات و زکوۃ میں سستی سے کام لیتا ہے ایسا شخص گناہ کے ارتکاب سے بھی نہیں ڈرتا اور اپنی جائز ناجائز خواہشات کی تکمیل بڑی دلیری سے کرتا ہے۔ اس لئے کہ اس کے دماغ میں آخرت کے عیش و آرام کا تصور نہیں ہوتا اور ہمیشہ پریشان رہتا

ہے۔

لقاء اللہ (اللہ تعالیٰ کی قربت) میں ہر مشکل کا حل موجود ہے۔

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کی نیک نفس لڑکی کا واقعہ

مخدرات عالم اسلام میں علامہ مجلسی رحمت اللہ علیہ کی دختر نیک اختر آمنہ بیگم کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں آپ صاحب کمال اور اچھے زمانے کی پائے کی عالمہ مجتہدہ تھیں۔ ایک روز کی بات ہے کہ آپ زینہ چڑھتے ہوئے زمین پر آگریں آپ کا سر پھٹ گیا اور پاؤں کی ہڈی ٹوٹ گئی مورخین لکھتے ہیں کہ آپ اس حالت میں بھی ہوش و حواس میں رہیں اور رونے کے بجائے مسکرانے لگیں آپ سے سوال کیا گیا کہ اتنی شدید چوٹ کے باوجود آپ مسکرا رہی ہیں۔

جواب دیا اللہ تعالیٰ اس کا ثواب میرے نامہ اعمال میں لکھ دے گا میرے ثواب میں اضافہ ہوگیا اور میں ثواب کے شوق سے پرسکون ہوں۔

واقعی اس عظیم خاتون نے سچ کہا ثواب کا شوق ہی ایسا ہوتا ہے جو ہر مشکل اور زحمت کو آسان کردیتا ہے ہر مسلمان یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ انسان پر پڑھنے والی ہر مشکل و مصیبت کا اللہ تعالیٰ اجر (بدلہ) ضرور دیتا ہے اگر پاؤں میں موچ آجائے پتھر سے رگڑ لگ جائے اس صورت میں بھی اللہ تعالیٰ اس کا اجر (بدلہ) ضرور دیتا ہے خدا کی اس بستی پر ہم اور تم سب اس کے مہمان ہیں وہ ہر قسم کی بے آرامی کی تلافی فرما دیتا ہے ہر طرح کا خیال رکھتا ہے۔

تاحیات ایسا ہی ہے یہاں تک کہ اگر کوئی عزیز اقارب مرجائے تو اس کے غم میں مبتلا آدمی کو بھی اللہ تعالی اپنے اجر و ثواب سے نوازتا ہے۔ اس کی بارگاہ میں ہر چیز کی تلافی ہوجاتی ہے۔

اگر غم کے معنی لوگ سمجھ جائیں اور بصیرت کی نگاہ سے دیکھیں تو انہیں فوری آرام آجائے اگر آپ محسوس کرلیں کہ ہر مصیبت اور مشکل میں کوئی مصلحت ہے اور فائدہ پنہاں ہے تو آپ کو آرام آجائے اس ادراک کو بھی ثواب کا شوق کہا جاتا ہے۔

زہے نصیب جن کے ساقی مولا علیؑ ہوں

اے خدا کیا میں حوض کوثر تک پہنچ سکوں گا۔ وہ حوض جو شہد سے زیادہ شیریں اور مشک سے زیادہ معطر تر مکھن سے زیادہ ملائم تر اور برف سے زیادہ سفید تر اور اس پانی کے اطراف دیگر جام ہائے بہشتی بھی اپنی تمام تر لذتوں کے ساتھ موجود ہیں ہر وہ شخص جو اہل بیتؑ اطہار کی محبت اور ولایت سے سرشار ہو اس دارفان سے کوچ کرے تو آخرت میں ساقی کوثر اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب علیہ السلام اپنے مبارک ہاتھوں سے حوض کوثر کا جام نوش کرائیں گے۔

زہے لذت زہے مشرق کہ تیرا ساقی علیؑ ہو

"سقاھم ربھم" چہ بود بیندیش
طہوری چیت پاکی گشتن از فریش

حضرت علی علیہ السلام عالم ہستی کے بادشاہ جن کے ہاتھوں میں خلائق

عالم کا حساب کتاب ہے باذن اللہ **قسیم الجنۃ و النار** بہشت اور جہنم کی تقسیم علی کے ہاتھوں ہوگی۔ اگر اس حوض سے مجھ ناچیز کو جام پلائیں دیں تو کس قدر لذت ملے گی۔

ایسا شوق پیدا ہو کہ انسان اس اعلی مرتبہ پر پہنچ جائے کہ مولا علی علیہ السلام ساقی قرار پائیں۔

اگر یہ شوق دل میں پیدا ہوگیا تو ہر صورت میں انسان نفس پر قابو پا سکتا ہے۔

نفس جتنا بھی ورغلائے وہ اس کی مخالفت کرے گا نفس کے ساتھ دوستی علی سے دشمنی ہے دونوں بالکل متضاد چیزیں ہیں۔

شیطان سے بھی دوستی اور رحمن سے بھی ایسی صورت قابل قبول نہیں ہے۔ دنیا پرستی آخرت کی راہ میں رکاوٹ ہے اس صورت میں بندہ اور علیؑ کے مابین حجاب آجائے گا۔ اگر آپ کے دل میں علیؑ کی حقیقی محبت پیدا ہوجائے ان کی قربت کا شوق پیدا ہوجائے تو آپ ہرگز دنیا پرستی میں مبتلا نہ ہوں گے۔

صبر کی منزل تک پہنچنے کے لئے شوق آخرت ضروری ہے قرآن پڑھ تاکہ آخرت کا شوق پیدا ہو۔

فاقرئوا ماتیسر من القرن

قرآن کریم میں دو تین مقامات پر آیا ہے

لقد سیرنا القرن للذکر فہل من مدکر"

قرآن کو سادہ زبان میں بھیجا عجائب و اعجازات قصہ کہانی کا بیان

آسانی سے سمجھنے کے لئے ہے کتب آسمانی میں اس کی نظیر نہیں ملتی اس کے مبارک الفاظ نہایت فصاحت و بلاغت کے حامل ہیں اور اس کے باوجود نثر کے لحاظ سے نہایت سادہ جلدی حفظ ہوجانے والے الفاظ استعمال ہوئے ہیں تاکہ نصیحت پکڑنے والے پیدا ہوں تذکرات کا ذکر باآسانی کرسکیں۔

"قرآن کے حافظ بہت اور انجیل".....؟

صاحب انیس الاعلام مرحوم فخر اسلام رقم طراز ہیں کہ اس وقت سات سو ملین عیسائیوں کی آبادی کے باوجود ان کی تاریخ میں ایک ایسا شخص نہ تھا جسے اپنی مقدس کتاب انجیل حفظ ہو۔

جبکہ مصر ایک گاؤں کے دو سو سے زائد افراد قرآن کریم کے حافظ تھے۔ آپ میں بھی ایسے بہت سے افراد ہوں گے جنھوں نے کئی قرآنی سوتیں زبانی یاد کی ہوئی ہوں گی

خداوند کریم نے کتنی آسانی فراہم کردی آپ تلاوت بھی کرسکتے ہیں اور حفظ بھی۔

آپ کو لقاء اللہ اور جوار اللہ کا شوق پیدا کرنا چاہئے

وبشرالمومنین بان سہم من اللہ فضلا" کبیرا" وبشرالذین امنوا وعملو الصالحات ان لہم اجرا کبیرا ان ارسلناک شاھدا و مبشرا و نذیرا" وداعیا الی اللہ

بیٹے کی موت پر باپ کا مثالی صبر

کہتے ہیں کہ ایک عالم دین اپنے بالوں کو خضاب لگائے حمام میں بیٹھے تھے کہ انہیں بیٹے کی موت کی خبر دی گئی خبر سنتے ہی عالم نے کہا میں اسے اللہ کے اکاونٹ میں ڈالتا ہوں۔

لوگوں نے کہا اس کی تجہیز و تکفین کے لئے چلیئے۔ عالم نے کہا خضاب لگائے ہوئے ہوں کچھ دیر لگے گی ذرا صبر کریں۔

یہ کونسی طاقت تھی جس نے انہیں روکے رکھا۔ وعدہ "**وجبت له الجنه**"

ہر داغ کھانے والے کے لئے بہشت کا وعدہ ہے ثواب کا شوق انہیں مطمئن کئے ہوئے ہے اب وہ مضطرب نہیں کیونکہ جانتے ہیں کہ خدائی وعدہ سچا ہے۔

"ومن اصدق من الله قیلہ۔۔ ومن اوفی بعهده من الله"

بے صبرے کو عالم اعلاء کا ثواب اور لقاء اللہ کا شوق نہیں دنیا ہی اس کا شوق ہے۔ اسے بیٹوں سے توقعات ہیں کہ بڑھاپے میں وہ اس کا سہارا بنیں گے.......

اتنی جلدی مرگیا ابھی تو اس کے مرنے کی عمر نہ تھی بیچارہ کڑیل جوان تھا۔

ایسا کہنا کفر ہے چونکہ رازق تو خدا ہے نہ تیرا بیٹا نہ شوہر تیرا یارو مددگار تیرا رب ہے نہ کہ اولاد وغیرہ۔

کتنے والدین ایسے ہیں جن کی اولادیں ان کے لئے وبال جان ثابت

ہوتی ہیں۔
قرآن کو زیادہ پڑھو اہل ذوق و شوق کیساتھ نشست و برخاست کرو آخرت کا اشتیاق رکھو تاکہ آپ بھی اہل شوق میں سے ہو جائیں۔

بہشت کا شوقین اپاہج بوڑھا محاذ جنگ پر

عمر بن جموح خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سن رسیدہ صحابی تھے اور آپ کے چار ہونہار فرزند تھے آپ فالج گرنے کی وجہ سے چلنے پھرنے کی اس قدر طاقت نہ رکھتے تھے جب جنگ احد کا آغاز ہوا۔ یہ تو آپ کو معلوم ہی ہوگا کہ یہ جنگ پہلے مسلمانوں نے فتح کرلی تھی اور دشمن جس تنگ گھاٹی سے شب خون مار سکتا تھا وہاں پچاس تیرانداز بیٹھا دیئے گئے تھے بقیہ چند لوگ میدان جنگ میں موجود تھے۔

جب دشمن میدان چھوڑ کر فرار ہوگیا تو سب مال غنیمت اکٹھا کرنے میں مصروف ہوگئے ان پچاس افراد کے گروپ نے بھی آسرا نہ کیا اور مال غنیمت بٹورنے میں مشغول ہوگئے وائے ہو مال دنیا پر صبر کا دامن چھوڑ کر مال دنیا جمع کیا جانے لگا۔

دشمن نے موقع پاکر مسلمانوں پر گھاٹی سے دوبارہ حملہ کردیا۔ اس حملہ کے سبب کئی مسلمان ہلاک اور زخمی اور بہت سے بھاگ کھڑے ہوئے۔

گنتی کے چند صابرین رسول خدا کے پاس ٹھہرے رہے جن میں سرفہرست مولا علی علیہ السلام تھے۔

اگرچہ بعد میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے مدد کی لیکن یہ واقعہ مسلمانوں

کے لئے ایک بہت بڑا امتحان ثابت ہوا جبکہ بعض کے چہرے بے نقاب ہو گئے

ہاں تو عمرو بن جرح کے یہ چار ہونہار فرزند جنگ میں شامل ہونے کے لئے میدان میں آنے لے لئے تیار ہوئے تو ضعیف العرباپ نے کہا آج میں بھی اپنے مفلوج بدن کے ساتھ جنگ میں شامل ہوں گا۔

کہا گیا کہ **ولا علی الاعرج** خرج مفلوج پر جنگ کی زحمت واجب نہیں اور تمہارے بیٹے پہلے ہی میدان میں ہیں عمرو بن جرح نہ مانے معذوری کے باوجود رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے بیٹوں کے منع کرنے پر شکایت کی۔ دیکھئے مجھے جنگ سے روکا جا رہا ہے میری خواہش ہے کہ آپؐ کی مدد کروں اور آپؐ پر جان قربان ہو۔ حضورؐ نے فرمایا چار بیٹے کافی ہیں آپ رونے لگے اور کہنے لگے میری آرزو ہے کہ اس معذوری کے عالم میں بہشت بریں پہنچ جاؤں۔ بہشت کا شوق ہے مذاق نہیں۔

رب العالمین کا مہمانخانہ عظیم ہے
مکمل جمال کا ظہور بہشت میں ہی ہے

رسول خداؐ نے جرحؓ کے فرزندوں سے فرمایا تمہیں ان سے کیا کام ہے انہیں آرزو کی تکمیل کرنے دو ضعیف العمر صحابہ رسول نے تلوار تھامی اور اپنے ایک بیٹے کی مدد سے دشمن پر حملہ کردیا جنگ کی اور دونوں باپ بیٹے درجہ شہادت پر فائز ہو گئے دیکھئے شوق کہاں لے جاتا ہے انسان

کو۔

جرحؓ کی زوجہ کو شہادت کا علم ہوا تو انہوں نے ایک اونٹ کرایہ پر لیا اور اپنے شوہر بیٹے اور بھائی کے لاشوں کو اس کی پشت پر رکھا اور مدینہ کی جانب روانہ ہوگئیں۔

زوجہ جرحؓ مطمئن ہیں کہ ان کا شوہر اپنی دیرینہ آرزو کو پہنچا اور بیٹا خدا کی راہ میں مارا گیا بھائی کی لاش پر بھی ماتم نہیں کرتیں کیونکہ وہ لقاء اللہ سے پوست ہوگئیں۔

وہ اپنے لئے بھی ایسی موت چاہتی تھیں ان کے عزیزوں نے ان کی خواہش خود جاکر پوری کردی اور جام شہادت نوش کیا ایسی صورت میں اضطراب کیسا!

سب کی جانیں محمدؐ پر فدا ہوں

ماں جب خود بہشت بریں کی متمنی ہو تو خدا کا شکر ہی ادا کرے گی کیونکہ ان کی اولاد اور عزیزان سے پہلے الٰہی وعدہ کے مطابق بہشت چلے گئے۔

اگر شوق پیدا ہوجائے تو صورتحال یکسر بدل جائے تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جب یہ افواہ اڑی کہ آپؐ مارے گئے تو (بعض راویوں نے جناب فاطمہؑ اور کچھ نے جناب عائشہؓ سے لکھا ہے جناب فاطمہؑ یا جناب عائشہ خبرگیری کے لئے مدینہ کے باہر آگئیں۔)

جواب نہیں اس بہادر خاتون کا کہ تین لاشیں اپنے عزیزوں کے

اٹھائے انتہائی اطمنان کے ساتھ چلی جا رہی ہیں۔

راستہ میں جناب فاطمہؓ یا جناب عائشہؓ نے ان سے رسول خداؐ کی خیریت دریافت کی تو انہوں نے کہا۔ بشارت ہو کہ مجھے تمہیں اور سب کو کہ رسول خدا زندہ سلامت ہیں ہماری جانیں فدا ہوں محمدؐ پر۔

بھائی بیٹے اور شوہر کا جنازہ ہمراہ ہو اور اطمینان قلب کا یہ عالم ہو اللہ اللہ خوش ہیں کہ رسول خدا تو زندہ ہیں محبت انہیں اس مقام تک لے آئی بہشت پر ایمان ہے جو انہیں اس قدر مطمئن کئے ہوئے ہے۔

الغرض جب زوجہ عمرو بن جموحؓ احد کی حدود سے نکل کر شہر مدینہ کے قریب پہنچیں تو اونٹ نے آگے بڑھنے سے انکار کر دیا بڑی کوشش کی لیکن اپنی جگہ سے نہ ہلا جب اونٹ کا رخ پیچھے کی جانب کیا تو تیز رفتاری سے چلنے لگا اور جب قبرستان بقیع کی جانب منہ موڑتیں تو رک جاتا آپ یہ صورتحال دیکھ کر حیران ہو گئیں اونٹ کو اسی جگہ باندھ کر رسول خداؐ کی خدمت میں آئیں اور واقعہ بیان کیا رسول خدا جنہیں ہر غیب کا علم تھا فوراً" سمجھ گئے کہ کیا ماجرا ہے آپؐ نے زوجہ جموحؓ سے فرمایا، جب تمہارا شوہر گھر سے نکل رہا تھا تو اس نے چلتے وقت کیا کہا تھا۔ انہوں نے کچھ دیر سوچنے کے بعد کہا، میرے شوہر نے آسمان کی طرف منہ کر کے کہا تھا کہ خدایا اب میں دوبارہ گھر کا منہ نہ دیکھوں

آپؐ نے فرمایا بس یہی وجہ ہے اونٹ کے حرکت نہ کرنے کی اور انصار میں ایسے افراد بھی ہیں جو مستجاب الدعوۃ ہیں (جن کی دعا فوری قبول ہوتی ہے) اور تمہارا شوہر بھی انہی میں سے ایک تھا۔

اونٹ ان کی لاش بقیع نہ پہنچا سکے گا۔ اونٹ کو چھوڑ دو انہوں نے اونٹ کو کھول دیا۔ میدان احد میں جہاں دیگر شہداء کی قبور ہیں ان تینوں شہیدوں کو بھی وہیں سپرد خاک کردیا گیا۔ اولاد کی جدائی سے زیادہ اور کونسا غم ہوگا لیکن دیکھئے شوق نے انہیں کس مقام پر پہنچا دیا' اللہ تعالی سے ملاقات کے شوق نے سب کچھ بھلا دیا۔

جنگ احد ہی کے محاذ پر دوسرا واقعہ نصیبہ ام عمارہ کا ہے آپ نے اپنے فرزند کو روانہ میدان کیا۔

آپ خود بھی مجاہدوں کو پانی پلانے پر مامور ہوگئیں اور زخمیوں کی مرحم پٹی کرتیں۔

اچانک آپ کی نظر ایک مشرک پر پڑی جو رسول خداؐ کو ہدف بنانا چاہتا تھا آپ فوراً" متوجہ ہوگئیں کہ آپؐ کی جان زیادہ اہم ہے شمشیر ہاتھ میں لی اور ایک ضرب اس ملعون کے ماری۔ اس حرام خور نے دو زرہ پہن رکھے تھے ان کی ضرب کارگر ثابت نہ ہوئی اور اس لعین نے جوابی حملہ کرکے ان کے کاندھے پر وار کیا اور بھاگ گیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین امنوا و عملو الصالحات و توا
صوا بالحق و وتواصوا بالصبر

"ترجمہ" قسم ہے وقت عصر کی یقیناً" انسان خسارے میں ہے سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے اور وہ ایک دوسرے کو حق کی وصیت کرتے رہے اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کرتے رہے۔

ثواب کا شوق عبادت کی زحمت کم کرتا ہے

ایمان کی حقیقت اور درجہ کمال کے باب میں مولا امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی نصیحت کا بیان جاری ہے آپ فرما رہے ہیں کہ ایمان چار بنیادوں پر استوار ہے جس کی پہلی بنیاد صبر پر ہے صبر کیسے پیدا ہوتا ہے مولا فرماتے ہیں اس کے بھی چار ستون ہیں اگر کوئی ایک نہ ہو تو صبر کی منزل ادھوری رہ جاتی ہے۔

(الشوق والاشفاق والزھد والترقب)

جو چاہتا ہے کہ اصل صبر و ایمان حاصل ہو جائے تو ان چار کڑیوں کو باہم ملائے رکھے شوق و امید - خوف۔ زھد اور انتظار یہ ہیں صبر کے چار بنیادی ستون بعض اوقات عبادت و اطاعت اور احکامات الہی (دین) کے بارے میں بھی صبر کا مظاہرہ کیا جاتا ہے۔

دیکھیے کتنا مشکل ہے انسان کے لئے کہ مسلسل پندرہ سولہ گھنٹے کچھ نہ کھائے پیئے حتی کہ سگریٹ اور نہ چائے الہی احکامات کے آگے صبر کرنا واجب ہے۔ اور یہ (**من اشتاق الی الجنۃ علی عن الشھدات**) بہشت کے شوق کے ذریعہ ممکن ہے۔ جس شخص میں بہشت کا شوق پیدا ہوجائے اس پر نماز روزہ اور حج کی صعوبتیں آسان ہوجاتی ہیں ثواب اور جزائے الہی کے شوق کے سبب عبادت کی تکالیف آسان ہوجاتی ہیں۔

در بیابان گر بشوق کعبہ خواہی زد قدم
سرزنشہا گر کند خار مغیلان غم مخور

جس کام کا شور پیدا ہوجائے آسان ہوجاتا ہے بشرطیکہ شوق برقرار رہے۔ لقاء اللہ (اللہ کی ملاقات) جوار اللہ (اللہ کی قربت) ثواب اللہ (اللہ کے انعام) کا شوق اگر دل میں پیدا ہوجائے تو ہر مشکل کام آسان ہوجاتا ہے۔

سردیوں کی راتوں میں سونے کا کس قدر دل چاہتا ہے لیکن جسے ثواب حاصل کرنے کا شوق ہو وہ راتوں کو اٹھ کر اللہ تعالی کی عبادت میں مشغول رہنے کو ترجیح دیتا ہے جبکہ مردوں کی طرح دیر تک سوئے رہنے اور نماز صبح قضا کرنے والے کو ثواب کے حصول کی پروا نہیں ہوتی۔

قد یئسوا من الاخرہ کما یئس الکفار من اصحاب القبور

اگر شوق میں شدت ہو تو دوسرے لوگ تو خواب لطیف کے مزے لے رہے ہوں گے اور یہ سحر خیزی اور العفو کا ورد کررہا ہوگا۔

والمستغفرین بالاسحار اس شوق کے نتیجہ میں آدمی کو قصد رجاء (امید)

رکھنی چاہئے۔ بے ذوق و شوق مومن کوئی قدر و منزلت نہیں رکھتا ایسے شخص کا ایمان اسے کوئی فائدہ نہ پہنچا سکے گا۔ کیونکہ اس کی مثال سر کے بغیر دھڑ کی سی ہے جو بیکار ہے۔

بنا بریں رجاء امید مقتضی صبر اور صبر از لوازم ایمان ہے۔

عذاب کا خوف گناہ سے بچاتا ہے

صبر کی دوسری بنیاد "الاشفاق" خوف ہے مومن کو خوف زدہ رہنا چاہئے تاکہ گناہ نہ کرے اور صبر کا دامن تھامے رہے۔ اگر خدا سے نہیں ڈرے گا تو اس حیوان سرکش نفس پر کیونکر کنٹرول رکھ سکے گا۔ اور اگر گناہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو تو خدا کے عذاب کے خوف کے علاوہ اور کوئی طاقت اسے روکنے والی نہیں ہے۔

کنوارا بالغ لڑکا اور مقام خلوت جہاں کوئی چیز مانع نہ ہو اگر خدا کا خوف نہ رکھتا ہو اور اسے حاضر و ناظر نہ جانتا ہو تو گناہ کا ارتکاب کر ڈالے گا۔

امانتدار جس کے پاس لوگ بغیر لکھے پڑھے بھی رقم رکھوا دیتے ہیں اگر اسے رقم کی ضرورت پیش آجائے اور وہ خرچ کرنے کا ارادہ کرلے تو آخر کون چیز اسے خیانت سے بچا سکے گی۔ صرف اور صرف خوف خدا اسے بددیانتی سے روک سکے گا ہر گناہ کا یہی حال ہے۔ پس خوف جس قدر زیادہ ہوگا انسان اتنا ہی گناہوں سے محفوظ رہے گا

"ومن اشفق النار اجتنب من المحرمات"

جو شخص عذاب الٰہی سے خائف ہوگیا وہ گناہوں سے بچا رہے گا۔ ڈر ہو اور گناہ کرے یہ ناممکن ہے یہ غفلت ہے جو گناہ کی ہمت پیدا کرتی ہے۔ بہتر ہے کہ حقائق کو اس واقعہ کے ذریعہ واضح کردیا جائے۔

بت پرست قصاب

مورخین لکھتے ہیں کہ ایک شخص ہندستان کے سفر پر گیا اس نے یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے کہا جب میں ایک روز بازار میں گھومتا ہوا ایک قصائی کی دکان پر پہنچا تو دیکھا کہ وہ اوپر کی جانب دیکھتا جاتا اور گوشت تولتا جاتا میں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ قصائی نے ایک بت دیوار پر نصب کیا ہوا ہے اور اسے دیکھ کر گوشت تولتا ہے میں نے اس کی علت دریافت کی تو اس نے پہلے تو بتانے سے گریز کیا لیکن اصرار کرنے پر کہا کہ میں بت پرست ہوں اور گوشت تولتے ہوئے اپنے خدا کی طرف دیکھتا ہوں تاکہ اس کا خوف میرے دل میں رہے اور میں ایمانداری سے کام کرتا رہوں اور خیانت سے بچا رہوں۔ تعجب کا مقام ہے حیف ہے اس مسلمان پر جو خدا کو حاضر و ناظر جانتے ہوئے بھی بڑی دیدہ دلیری سے گناہ کرتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ عقیدے میں گڑ بڑ ہے۔ اگر انسان خدا سے غافل ہوجائے تو یقیناً " ہر گناہ میں آلودہ ہوگا۔ مگر یہ کہ خوف خدا دل میں پیدا ہو اور غفلت کم ہوجائے۔

ولمن خافه قام ربه جنتان' لمن خاف مقام ربه و نهى النفس عن الهوى فان الجنه هي الماوى

خدا سے نہ ڈرنے والا شخص مومن نہیں یہ کسی بھی گناہ سے اجتناب نہیں کرے گا اس لئے کہ خدا کے عذاب سے اسے کوئی ڈر خوف نہیں وہ اپنے اوپر کوئی ذمہ داری محسوس نہیں کرتا۔

مولا علیؑ فرماتے ہیں کہ صبر کی ایک بنیاد خوف ہے اگر خوف ہوگا تو صبر کا مظاہرہ کیا جائے گا جتنے بھی گناہ ہو رہے ہیں بے صبری کا نتیجہ ہیں۔ ہم کیوں صبر نہیں کرتے اس لئے کہ ہمیں کسی کا خوف نہیں ہے ورنہ کیا مجال ہے کہ کوئی گناہ کرلے۔

بھرے بازار میں یہ خبر گردش کرنے لگے کہ فوڈ انسپکٹر معائنہ پر نکلا ہوا ہے یہ سنتے ہی تمام دکاندار اپنے صحیح نرخوں پر چیزیں بیچنا شروع کردیں گے کہیں ایسا نہ ہو کہ گرانی کے سبب جرمانہ ہوجائے۔ اس ڈر کی وجہ سے صحیح نرخوں پر سودا فروخت ہونے لگا۔

"اما وعیون من جوار حکم"

مولا علیؑ فرماتے ہیں

خدائی جاسوس (نگراں) تیرے ساتھ ساتھ ہیں تیرے آنکھ کان ہاتھ پاؤں سب تیری جاسوسی کر رہے ہیں جو قیامت کے روز سارے رازوں سے پردہ اٹھادیں گے کہ آنکھ اس قدر اور اس وقت ماری اور یہ یہ خیانتیں کیں الغرض سب کچھ عیاں کردیں گے۔ اس لئے کہ تو ڈرنے لگے "حفاظ صدق اعما لکم" (تمہارے اعمال کی جزئیات تک رجسٹر میں ثبت کرکے انہیں ریکارڈ میں محفوظ کرلیں گے۔)

ان علیکم محافظین کراما کاتبین

قیامت کے روز تم ہو گے اور تمہارے اعمال

لا یغادر صغیرہ ولا کبیرہ الا احصاھا

زبان کو کون قابو کر سکتا ہے واقعی یہ مشکل کام ہے اور جب مردوں کے لئے سخت ہے تو چہ رسد بزنہا عورتوں سے کیا گلہ لیکن اگر عذاب کا خوف ہو تو زبان بھی کنٹرول ہو جاتی ہے اور .... ترک گناہ آسان

خوف یہ ہے کہ انسان گناہ کے قریب بھی نہ پھٹکے

شیخ شوشتریؒ سے لوگوں نے کہا آپ سب کو خوب ڈراتے ہیں آپ نے فرمایا

شیخ تو ڈراتا ہے لیکن ڈرتا کون ہے۔ کوئی بھی تو نہیں ڈرتا کوئی ایک لے آو جو یہ سب وعظ و نصیحت سننے کے بعد ڈرنے لگا ہو۔

یعلم خائنۃ الاعین وما تخفی الصدور

(پلک جھپکتی ہے اور اس کے دفتر میں لکھ دیا جاتا ہے)

تمہارے دل میں جو کچھ بھی ہو اور تم اسے ظاہر بھی نہ کرو تب بھی وہ علم خدا میں ہوتی ہے اور ثبت کردی جاتی ہے۔ الی غیر ذلک

ایسی کوئی تدبیر کریں کہ آپ کے دل میں خدا کا خوف پیدا ہو۔

اگر آپ چاہتے ہیں کہ ایمان اپنے دل میں پیدا کریں تو ایمان کی بنیاد صبر اور صبر کی بنیاد خوف ہے

یہ ایک ہی سلسلہ کی کڑیاں ہیں

جو شخص آخرت پر یقین رکھتا ہے حساب کتاب جزا و سزا پر اسے بھروسہ ہے خدائی عدالت سے واقف ہے وہ جانتا ہے کہ ایک روز عقیدے

سمیت ایک ایک چیز کا سوال کیا جائے گا۔

قول و فعل خوف و امید کی نشاندہی کرتے ہیں

وسائیل الشعیہ کے باب قذف میں درج ہے کہ

امام صادق علیہ اسلام کے پاس کافی عرصہ سے ایک شخص اٹھ بیٹھ رہا تھا ایک روز یہ شخص آپؑ کے ساتھ کسی کام کے لئے کہیں جا رہا تھا اپنے غلام کو آواز دی۔ غلام نے نہ سنی۔ دو تین مرتبہ کے نہ سننے پر اس نے غلام کو ماں کی گالی دیکر اسے پکارا یا من الفاعلہ و فاحشہ کی اولاد ادھر آ۔

امام نے ماتھا پیٹ لیا اور فرمایا وائے ہو تجھ پر تیرا زھد و تقویٰ کہاں گیا؟

تو تو بڑا صاحب ایمان بنتا تھا دیکھ تیری پول کیسی کھل گئی۔ اس نے امام سے عرض کی کہ آقا غلام سندھ کا رہنے والا ہے اس کی ماں مشرکہ اور بت پرست ہے

میں نے ایک کافر کو زنا کی نسبت دی ہے اور کیا ہی کیا ہے۔ امامؑ نے فرمایا

"لکل قوم نکاح"

ہر قوم میں نکاح ہوتا ہے ان کے یہاں بھی حلال اور حرام کی تمیز ہوتی ہے۔

یہ کافر عورت تجھ پر اعتراض کر سکتی ہے کہ تجھے کیسے معلوم کہ میں

زانیہ ہوں

امام نے فرمایا "هذا فراق بيني و بينك"

میرے اور تیرے مابین فاصلہ ہوگیا۔

جعفر بن محمدؑ کو ایسے شیعہ کی ضرورت نہیں آپ نے زندگی بھر اس سے بات نہ کی۔

اس کے دل میں پہلے ہی سے ایمان نہ تھا خوف خدا نہ تھا۔ پردہ پڑا ہوا تھا عقل پر اور زبان کھلتے ہی اس کے ایمان کی پول کھل گئی۔

اگر کوئی شخص کسی محفل میں شک کر جائے کہ کوئی جاسوس اس کی گفتگو ٹیپ کر رہا ہے تو وہ اپنی زبان کو کس قدر کنٹرول میں رکھتا ہے۔

اے مسلمانوں تم تو یہ کہتے ہو کہ ہم قرآن کو مانتے ہیں۔

"انا كنا نستنسخ ما كنتم تعلمون"

قرآن میں ارشاد باری تعالی ہے کہ تم جو کچھ کرتے ہو ہم اس کا نسخہ (نمونہ) اٹھا لیتے ہیں۔

ہر فرد کے اعمالوں کی نسخے محفوظ لئے جاتے ہیں یہ عالم ملکوتی کی مشینری ہے مادی دنیا کی نہیں یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ پس پردہ ایک ایک چیز ریکارڈ ہوتی ہے جسے یہ بات سمجھ میں آجائے وہ ہمیشہ اپنی زبان کو لگام دیئے رہے گا۔

خوف (خدا) نہ رکھنے والا مومن نہیں

بزرگان دین کی ہمیشہ یہ کوشش رہتی تھی کہ ان میں خوف کی قوت کم نہ

ہونے پائے۔
کیا خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے بالاتر
کوئی ہستی ہو سکتی ہے۔؟
آپؐ نے ایک روز ابن مسعود سے فرمایا
مجھے قرآن کی کچھ آیات پڑھ کر سناؤ
آپ نے یہ آیت پڑھی

فوربک لنسئلن الذین ارسل الیھم ولنسئلن المرسلین

تیرے پروردگار کی قسم ہم پیغمبروں سے پوچھتے ہیں اور امت سے بھی
پوچھتے ہیں۔
یہ آیت سن کر آپ کی آنکھوں میں آنسو آگئے امت سے کہتا ہوں پوچھا
جائے گا کہ جو رسولؐ نے بتایا اس پر عمل کیا اگر جواب دیا کہ ہمیں علم
نہ تھا تو کہیں گے تم پوچھنے کے لئے پیغمبر کے پاس کیوں نہ گئے پیغمبروں سے
بھی سوال کیا جائے گا کہ آیا تم نے پہنچایا ؟!
مولا علی علیہ السلام ایک بیوہ عورت کے تنور کے قریب کھڑے تھے
آپ نے اپنا چہرہ تنور کے قریب لا کر فرمایا
علی آگ کا مزہ چکھ لے۔ تو جہنم کی آگ برداشت کرنے کی تاب نہیں
لا سکتا۔

جائیکہ عقاب پر بریزد   از پشہ لاگری چہ خیزد

ہمیں ایسی تدبیر کرنی چاہئے جس سے خوف پیدا ہو
"**اخافک مخافۃ الموقنین**" دعاء کمیل

خوف کے بھی مراتب ہیں اس کا اعلیٰ ترین مرتبہ مولا علی علیہ السلام
کی ذات میں موجود تھا
تم نے علی ابن ابی طالب (علیہ السلام) کے اس عشق الٰہی کے بارے
میں نہیں سنا خوف (خدا) سے آپ کی حالت کس قدر دگرگوں ہوجاتی تھی
آپ خشک لکڑی کی طرح ہوجاتے تھے۔
میں اور آپ کم از کم رمضان کی سحر میں اس کا مظاہرہ کریں اور
بارگاہ الٰہی میں گڑگڑا کر نامہ و فریاد کریں۔ کیا دوزخ کی سختیوں سے ڈر
نہیں لگتا؟
امام زین العابدینؑ کو دیکھیے کس طرح بارگاہ الٰہی میں گریہ کرتے ہیں۔
ابکی لظلمۃ قبدی ابکی لضیق لحدی....)
اصل میں انہیں آئندہ کے حالات کی پیشگی اطلاع ہے ہمیں جس چیز کا
علم بعد میں ہوگا انہیں پہلے اس کی خبر ہے
ان امامکم عقبہ "کنودا" ومنازل مخوفہ (نہج البلاغہ)
وہ علیؑ ہے جو گریہ کرتے ہیں
"ومن قلۃ الزاد و طول السفر و بعد الطریق" (نہج البلاغہ)
آپؑ توشہ (آخرت) کی کمی سفر کی درازی اور راہ کی طوالت پر رو
رہے ہیں
اللزاد ابکی ام لبعد مسافتی کثف الغمہ (نہج البلاغہ)
اگر اللہ تبارک و تعالیٰ خوف کی نعمت سے نواز دے اور آپ کے
قلب میں حقیقی خوف شعلہ ور ہوجائے تو ہر دعا مستجاب ہوگی۔

خوف، امید (رجاء) باہم پیدا ہوجائیں تو کیا ہی اچھا ہو اگر خوف بے رجاء ہوگیا تو مایوسی حرام ہے۔

یدعوننا رغبا ورھبا وکانوا لنا خاشعین

جب گناہ میں مبتلا ہوجاتا ہوں تو تیرے کرم کی آس لگاتا ہوں اور تجھ سے بخشش کی طلب رکھتا ہوں۔

اذا رایت مولای ذنوبی نزعت و اذا رایت کرمک طمعت (دعاء ابو حمزہ ثمالی)

خوف خدا چور کو عابد سے برتر کردیتا ہے

امام چہارم زین العابدین علیہ السلام کے حوالہ سے اصول کافی میں یہ واقعہ درج ہے جس کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے

قدیم زمانہ میں ایک تاجر اپنے اہل و عیال کے ہمراہ بحری سفر پر کچھ تجارتی مال لیکر کشتی میں روانہ ہوا بدقسمتی سے سمندر میں طغیانی آگئی اور اس کی کشتی بیچ سمندر میں ٹوٹ گئی تمام سوار مع اسباب کے ڈوب گئے اور اس کی زوجہ ایک تختہ کے سہارے جان بچانے میں کامیاب ہوگئی سمندری لہروں نے اسے خشکی پر لا پھینکا یہ ایک ویران جزیرہ تھا بدنصیب عورت اس ویران جزیرہ میں جنگلی پھلوں کے ذریعے گزراوقات کرتی اور برہنہ اس ویران مقام پر سرگرداں گھومتی پھرتی ایک روز اتفاق سے ایک ڈاکو (راہزن) کا گزر اس علاقہ سے ہوا اس نے عورت کو وہاں پایا تو بڑا حیران اور خوف زدہ ہوا پہلے تو اسے یقین نہ آیا کہ یہ انسانی

مخلوق ہے وہ اسے بھوت پریت سمجھ کر پیچھے ہٹنے لگا۔ لیکن ہمت کر کے اس نے روداد غم بیان کی اور اسے تمام صورتحال سے آگاہ کر دیا ڈاکو اس ویران جگہ پر برہنہ عورت کو پا کر شیطانی حربے میں مبتلا ہو گیا اور اس کا دل اس عورت پر آگیا اور اس بدبخت نے زبردستی اس کے ساتھ بدفعلی کر دی۔ عورت خوف خدا کے مارے تھر تھر کانپنے لگی تو ڈاکو نے اس سے سوال کیا کیا بات ہے کیوں اس قدر خوفزدہ ہو عورت نے کہا میں اللہ تعالیٰ کو کیا منہ دکھاؤں گی تم نے مجھے کس گناہ میں مبتلا کر دیا ڈاکو کو اس کی اس بات نے بڑا متاثر کیا اور وہ اپنی حرکت پر شرمندہ ہو گیا ڈاکو نے کہا شرمندہ تو اللہ کی بارگاہ میں مجھے ہونا چاہیے کیونکہ میں نے غلطی کی ہے میں نے زبردستی یہ کام کیا تم تو راضی نہ تھیں جس طرح تم اللہ کے خوف سے لرز رہی ہو مجھے کانپنا چاہیے تھا آخر کار وہ عورت کو چھوڑ کر آگے آبادی کی جانب روانہ ہو گیا راستہ میں اسے ایک عابد شخص ملا جو خود بھی آبادی کی طرف جا رہا تھا دونوں ساتھ ہو لیے۔

گرمیوں کا موسم تھا اور دوپہر کا وقت شدید دھوپ پڑ رہی تھی عابد (مستجاب الدعوہ) نے ڈاکو سے کہا دھوپ کی شدت برداشت سے باہر ہے سارا جسم جھلس رہا ہے۔

کیوں نہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مل کر دعا کریں کہ کوئی ابر رحمت ہم پر سایہ فگن کر دے۔ یہ سن کر ڈاکو نے ندامت کے مارے سر جھکا لیا اور عابد سے کہا بھائی میں بڑا گناہ گار اور روسیاہ ہوں اللہ میری کیا سنے گا۔ عابد نے کہا بھئی دونوں مل کر دعا کرتے ہیں جواب دیا نہیں میں بڑا بے

آبرو ہوں اچھا ایسا کرو میں دعا کرتا ہوں تم صرف آمین کہہ دینا (عابد نے ڈاکو سے کہا)

ڈاکو کے دل میں یہ بات آگئی اسے امید کی ایک کرن روشن دکھائی دی اور وہ راضی ہوگیا۔

عابد نے دعا کی اور اس نے بڑی ندامت کے ساتھ آمین کہا خدا نے دعا قبول کرلی اور ابر رحمت ان کے سروں پر سایہ فگن ہوگیا۔

دونوں اللہ کی رحمت کے سایہ میں راہ چلتے رہے ایک موڑ ایسا آیا کہ ڈاکو اور عابد کی راہیں وہاں سے جدا ہونی تھیں لہٰذا دونوں ایک دوسرے سے جدا ہوگئے اب ابر رحمت ڈاکو کے ساتھ ساتھ چلنے لگا اور عابد بے چارہ ایسے ہی رہ گیا۔ عابد بڑا سٹ پٹایا ڈاکو سے کہا۔ مگر تم نے تو یہی کہا تھا کہ میں گناہ گار ہوں ڈاکو نے کہا اس میں کوئی شک نہیں میں واقعی بڑا عاصی بندہ ہوں میں نے خدا کی ایک روز بھی عبادت نہیں کی۔

لیکن یہ ابر رحمت تو اس بات کی عکاسی کر رہا ہے کہ یہ سایہ تیرے لئے ہے اور تیری برکت کے باعث رونما ہوا ہے ڈاکو نے اپنی روداد جو اس کے ساتھ جنگل میں پیش آئی تھی عابد کو سنائی۔ معلوم ہوا کہ گناہ کے بعد توبہ اور ندامت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اسپر اپنا لطف خاص کیا اور نظر رحمت فرمائی۔

اگر آپ میں حقیقی خوف (خدا) پیدا ہوجائے تو یقین کریں کہ آپ کی دعا بھی فورا" قبول ہوجائے گی۔

اگر آپ خدا سے ڈر گئے تو اسی خضوع و خشوع اور خوف کی حالت

میں اسے پکارو اور کہو اے اللہ یہ سچا خوف اپنے ہمراہ دعاؤں کی قبولیت کو لئے ہوئے ہوتا ہے۔ اس طرح تمہاری دعا قبول ہو جائے گی۔

معانی الاخبار میں شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مدینہ کے باہر ایک برہنہ نوجوان کو دیکھا جو صحرا میں تپتی ہوئی ریت پر لیٹا ہوا تھا۔

حضورؐ کی خدمت میں اسے لایا گیا آپؐ نے اس کی وجہ پوچھی اس نے عرض کی اپنے جسم کو زمین کی گرمی کا مزہ چکھا رہا ہوں تاکہ اسے معلوم ہو جائے کہ جب دنیا کی حدت برداشت نہیں کرسکتا تو آخرت کی گرمی کیسے سہے گا۔ ایسا کام نہ کر جو جہنم میں جانے کا سبب ہو رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنا چہرہ پرنور اصحاب کی طرف کیا اور فرمایا اس نوجوان سے اپنے لئے دعا کراؤ۔

یہ مستجاب الدعوہ ہے اس کی دعا فوری قبول ہوگی

نوجوان نے کہا۔ **الھم اجع امرھم علی الھدی واجعل زادھم التقوی** خدایا انہیں ہدایت کی راہ پر ڈال دے اور تقویٰ کے راستے پر چلنے میں انہیں کامیابی عطا فرمایا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سبحانک خالقا و معبودا لحسن بلائک عند خلقک خلقت دارا و جعلت فیھا ماءدبۃ و شربا و مطعما و ازواجا و خدما و قصورا وانھارا و زروعا و ثمارا ثم ارسلت داعیا یدعوالیھا فلا الداعی اجابوا ولا فیما رغبت الیہ رغبوا ولا الی ما شوقت الیہ اشتاقوا۔ اقبلوا علی جیفۃ افتضحوا باکلھا....

(نہج البلاغہ خطبہ ۱۰۷ سے اقتباس)

"ترجمہ" میں تجھے خالق و معبود جانتے ہوئے تیری تسبیح کرتا ہوں تیرے اس بہترین سلوک کی بناء پر جو تیرا اپنے مخلوقات کے ساتھ ہے۔ تو نے ایک ایسا گھر (جنت) بنایا ہے کہ جس میں مہمانی کے لئے کھانے پینے کی چیزیں حوریں' غلماں' محل نہریں' کھیت اور پھل مہیا کیے ہیں پھر تو نے ان نعمتوں کی طرف دعوت دینے والا بھیجا' مگر نہ انہوں نے بلانے والے کی آواز پر لبیک کہی اور نہ ان چیزوں کی طرف راغب ہوئے' جن کی تو نے رغبت دلائی تھی۔ اور نہ ان چیزوں کے مشتاق ہوئے۔ جن کا تو نے اشتیاق دلایا تھا۔ وہ تو اسی مردار دنیا پر ٹوٹ پڑے کہ جسے نوچ کھانے میں اپنی عزت آبرو گنوا رہے تھے اور اس کی چاہت پر ایکا کرلیا تھا۔

ترجمہ از۔ علامہ مفتی جعفر حسین اعلی اللہ مقامہ

برہنہ آئے تھے اور برہنہ ہی جاؤ گے

عریاں آئے تھے اور اپنے عزیزوں کے ہاتھوں میں ادھر ادھر پھر رہے

تھے وہ تجھے جھولے میں ڈال دیتے تھے ماں تمہارے ناز اٹھاتی اور کتنی عزت سے تیری خدمت کرتی دودھ پلاتی اور نہلاتی دھلاتی تھی۔

اور بعد میں آہستہ آہستہ اللہ تعالی نے اپنی عنایات سے تمہیں یہ توفیق بخشی ہے کہ تم اھل و عیال اور گھربار چلانے کے قابل ہوگئے ہو۔

اور جب عمر ختم ہوتی ہے تو یہی لوگ جو پیدائش کے وقت تمہیں اس ہاتھ اس ہاتھ لے رہے تھے تمہاری پوشاک اتارتے ہیں تمہیں لحت کردیتے ہیں کہ جس طرح تم پیدا ہوتے وقت برہنہ تھے۔

دنیاوی زندگی کے دوران تمہیں محمد و آل محمدؐ کے بتائے ہوئے راستے پر عمل کرتے رہنا چاہئے یہ تمہیں آخرت کی طرف بلاتے ہیں تمہیں پتہ ہونا چاہئے کہ یہ زندگی ختم ہوجانے والی ہے اور تم بے سرو سامان رہ جاؤ گے۔ جب تمہیں لحت کیا جائے گا اور قبر میں دفنا دیئے جاؤ گے تو کیا یہ سازو سامان بھی تمہارے ساتھ جائے گا۔

وما تقدموا لا تفسکم من خیر تجدوہ عنداللہ

(سورہ المزمل ۷۳ آیت ۲۰)

اور بھلائی میں سے جو کچھ تم اپنی جانوں کے لئے آگے بھیجو گے تم اسے اللہ تعالی کے ہاں پاؤں گے۔

اس خام خیالی میں مت رہو کہ برزخ میں تمہارے لئے کوئی مخصوص نشت رکھی ہوگی۔ وہاں تو ہر شخص کا مقام و منزل کی وہی حد ہے جو اس نے اپنے ہاتھوں قائم کی ہے۔

ہاں تو یہ بتائے آپ نے کتنے گز کا مکان تیار کیا ہے یا ایسا مکان جس

کی کوئی حد نہیں۔

ما عندکم ینفد وما عند اللہ باق (سورہ نحل ۱۶ آیت ۹۶)

"ترجمہ" جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ ختم ہوجائے گا اور جو کچھ اللہ تعالی کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے۔

چند لوگوں نے اپنے مکان کی حدوں کو اس قدر وسیع کرلیا ہے کہ یہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے آستانہ مقدسہ سے مل گئی ہیں۔

وہاں کسی کو کوئی پلاٹ فری نہیں دیا جائے گا بلکہ آخرت کی منزل اسی دنیا ہی میں تیار کی جاتی ہے خیرات صدقات زکوۃ اور ستم رسیدہ افراد کی امداد کے ذریعہ کسی بے سہارا کو سہارا دیکر کسی بے خانماں کو مکان تعمیر کرکے جس قدر ممکن ہو اپنے سے کمتر لوگوں کی ہر ممکنہ مدد کے ذریعہ آپ آخرت میں اپنا مکان تعمیر کرسکتے ہیں۔ ایسے کام کرو جو آخرت میں تمہارے لئے کارگر ثابت ہوں اور تم وہاں بے گھر نہ رہو۔

تقریر کے آغاز میں مولا علی علیہ السلام کے خطبہ مبارک کا اقتباس پیش کیا گیا جس میں آپ نے فرمایا ہے کہ

عالم غیب میں تونے ایسے مہمان خانے تعمیر کئے ہیں جو واقعی تیری عظمت و بزرگی کی عکاسی کررہے ہیں اور ان کا نام بہشت رکھا ہے۔ اس میں کھانے پینے پہننے اوڑھنے کے سامان نہریں اور ایسی لذتیں اور خوشیاں ہیں جو بیان سے باہر ہیں جس کی تعریف زبان سے نہیں کی جاسکتی ازواج کے لئے تیار کی ہیں۔ **ارسلت داعیا "یدعوالیھا"**

اللہ کی طرف بلانے والے نبی خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو خلق خدا کی راہنمائی کے لئے بھیجا تاکہ عالم انسانیت کو بہشت بریں کی دعوت دیں۔

وبشر الذین امنوا و عملوا الصالحات ان لہم جنات

سورہ بقرہ ۲۰ آیت ۲۵

"ترجمہ" اور خوشخبری دو ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے کہ ان کے لئے ایسی جنتیں ہیں۔

بہشت جانے میں دلچسپی لو اس کی طلب کرو اپنے دل کو اس دنیا سے پھیر کر آخرت کی جانب اس کا رخ کردو۔ کیونکہ یہ عارضی ہے اور وہ دائمی۔

گر بمثل جام جم است آدمی
سنگ اجل بشکنندش چون سفال

ایسی چیز سے لگاؤ رکھ جسے موت اور زوال نہیں اور نہ کوئی غم واندوہ ہے وہاں عزت ہے ذلت کا کوئی کام نہیں ایسی حکومت ہے جو لازوال ہے خیر ہی خیر ہے نعمتیں ایسی ہیں کہ ان میں اضافہ ہی اضافہ ہے۔ (ولدینا مزید)

ایسی عظیم دعوت کو قبول کرنے کے لئے بڑے حوصلہ کی ضرورت ہے معمولی بات نہیں کہ دنیا کی ان رنگینیوں سے آسانی کے ساتھ جان چھوٹ جائے اور انسان مافوق طبعیت (آخرت) کی جانب مائل ہوجائے اکثر لوگ غیب پر ایمان نہیں لاتے کیونکہ ان کی فکر سطح چھوٹی ہوتی ہے وہ

اپنی تمام تر امیدیں محسوسات پر لگائے ہوئے ہوتے ہیں۔ حیوانی خواہشات کو ترک کرنا آسان کام نہیں۔ اور ماوراء طبیعت فکری ارتقاء چاہتا ہے۔ ہر شخص خدا کے ساتھ معاملہ نہیں کرسکتا اے صاحب ایمان تمہیں خدائی معاملہ مبارک ہو کہ تمہیں خدا نے اس قابل سمجھا اور یہ سعادت بخشی۔

تمہیں اللہ تعالی نے اعلی مرتبہ دے دیا ہے تم باعظمت ہوگئے ہو اس لئے کہ تمہارا سلسلہ اس عظیم ذات سے جڑ گیا ہے۔

جس شخص میں ایمان کی قوت پیدا ہوگئی بہشت کی آرزو نے جس کے سینہ میں جنم لے لیا اس کی عاقبت سنور گئی (اکثر افراد بہشت پر ایمان نہیں رکھتے)

جس شخص کی نظر میں حیات بعداز موت کی اہمیت صحیح طور سے اجاگر ہوگئی ہو تو وہ مؤمن ہے۔

جو لوگ شب و روز دنیا کے جھمیلوں کا شکار رہتے ہیں سمجھ لیں کہ ایمان ان سے کوسوں دور ہے۔ جس شخص نے ایمانی دوست (آخرت میں) نہیں بنایا وہ اجنبی کی طرح ہے اور جو شخص ایمان کا نور لیکر اس دنیا سے رخصت ہوا ملائکہ سب سے پہلے اس کا استقبال کریں گے اور اسے بہشت کی خوشخبری دیں گے۔ مومن کو خوشخبریاں دی جائیں گی عقلمندوں کو دنیا کے فناء ہوجانے کی طرف متوجہ رہنا چاہئے تاکہ آخرت کے طالب ہوں۔

تتنزل علیھم الملائکہ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنہ التی

کنتم تو علون (سورہ فصلت ۴۱ آیت ۳۰)

"ترجمہ" ان پر فرشتے نازل ہوں گے (اور کہیں گے) کہ تم خوف نہ کرو اور غم نہ کھاؤ اور تمہیں اس جنت کی خوشخبری ہو جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔

گر نبود مشربہ از زر ناب
با دو کف خویش خورد آب
ر نبود جامہ اطلس ترا
دلق کہن ساتر تن بس ترا
گر نبود شانہ عاج بھر ریش
شانہ تو ان کرد با نگشت خویش
ہرچہ تو بینی ہمہ دارد عوض
وز تموخش گشتہ میسر غرض
آنچہ ندارد و عوض ای ہوشیار
عمر عزیز است غنیمت شمار

آخر پیٹ تو کسی نہ کسی چیز سے بھر ہی جاتا ہے یہ چاہے خالی روٹی سے بھرے یا کسی عمدہ غذا سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ خدا کی پناہ موت کے بعد آخرت میں کیا ہوگا؟

خدا کرے وہ زندگی سنور جائے یہاں کی اتنی فکر نہیں میرے کہنے کا مقصد یہ ہرگز نہیں کہ دنیا سے بالکل لاتعلق ہو جاؤ بلکہ اس میں ہی مگن نہ ہو جاؤ اگر تمہاری زندگی میں کوئی مشکل موڑ آجائے تو اس پر ناک منہ

مت بناؤ۔

میں نے کہا کہ اگر دنیا میں زھد (بے رغبتی) پیدا ہوجائے تو انسان مشکلات میں گھرنے پر پریشان نہیں ہوتا اگر آپ کو اس بات کا مکمل یقین ہے کہ قیامت کے روز آپ کو محمدؐ اور آل محمدؐ (علیہ السلام) کے ہاں حاضری دینی ہے تو آپ اس سے نہ ڈریں کہ برہنہ وارد محشر ہوں گے۔ اگر آخرت پر ایمان ہے تو اپنی اصلاح کا بھی خیال ہوگا (الحاقہ ما الحاقہ) حقیقی زندگی موت کے بعد ملے گی۔ یہ حیوانی زندگی چند روزہ ہے ایمان آخرت پر ہونا چاہئے اگر آپ کے گھر میں کسی بنیادی چیز کی کمی ہو تو آپ کو کسی قدر پریشانی رہتی ہے کیا آپ آخرت میں اپنا گھر مکمل چیزوں سے آراستہ کرنا نہیں چاہتے؟

اگر چاہتے ہیں تو یہ اس قدر بے عملی آخر کیوں؟!

ذرا سا مادی نقصان ہوجائے تو اس قدر پریشان اور اگر دین کو خطرہ لاحق ہوجائے تو کوئی پرواہ نہیں کوئی آپ کی غیبت (چغل خوری) کرلے تو بڑا ملال ہوتا ہے اور آپ کسی کی پیٹ پیچھے برائی کررہے ہوں تو یہ جائز ہے اس میں کوئی حرج نہیں ؟ اپنا دین خراب کررہے ہیں اور کوئی ڈر خوف نہیں۔

بھرام مغرور کی حیرت انگیز داستان

صاحب تفسیر البیان لکھتے ہیں کہ خراسان میں مولانا شیخ احمد حربی کے گھر کے برابر میں ان کا ایک ہمسایہ جس کا نام بہرام تھا رہا کرتا تھا۔ یہ

انتہائی متکبر شخص تھا مجوسی مذہب سے اس کا تعلق تھا لہٰذا ہم مذہب نہ ہونے کی وجہ سے مولانا کے گھر اس کی آمد و رفت نہ تھی اور نہ مولانا اس کے ہاں جایا کرتے تھے۔ ایک روز بہرام متکبر نے اپنے گھر کا تمام ساز و سامان کسی کے ہاتھوں فروخت کر دیا رقم لینے گیا تو راستہ میں کسی نے چھین لی مولانا کو اس حادثہ کی اطلاع دی گئی اور کہا گیا کہ پڑوسی ہونے کے ناطے اس کے افسوس کو جانا چاہئے کیونکہ ہمسائے کا حق دین کے اختلاف کے سبب ساقط نہیں ہوتا۔

لہٰذا مولانا اور چند دیگر پڑوسی بہرام کے گھر افسوس کو آئے جب اس نے دیکھا کہ مسلمانوں کے روحانی عالم اس کے گھر آئے ہیں تو وہ بڑا حیران ہوا اور مولانا کا بڑی گرم جوشی سے استقبال کیا اور کھانے پینے کا بندوبست کرنے میں مصروف ہو گیا۔ مولانا نے کہا۔ ہم تمہارے پاس افسوس کو آئے ہیں سنا ہے تمہاری تمام جمع پونجی چلی گئی مغرور آدمی کی بھی بڑی بات ہے۔

اس نے کہا ۔ کچھ بھی نہیں ہوا خدا نے مجھے تین بڑی نعمتوں سے نوازا ہے جس کی آپ کو افسوس کے بجائے مبارک باد دینی چاہئے۔ پہلی بڑی نعمت جو اللہ نے دی ہے یہ ہے کہ اس نے مجھے عزت نفس سے نوازا ہے میں نے آج تک کسی کی کوئی چیز چوری نہیں کی بلکہ چور میرا سامان لے گیا۔ دیکھئے کس قدر صابر و شاکر ہے مظلومیت پر رویا نہیں جاتا بلکہ ظالم ہونے پر گریہ کیا جاتا ہے۔

کسی کے ظلم کا شکار ہو جانا رونے کی دلیل نہیں بلکہ کسی پر ظلم کرنا

افسوس کی بات ہے اور اس پر رونے کی ضرورت ہے۔ انسان کو گناہ کے ارتقاب پر شرمندہ ہو کر رونا چاہئے نہ کہ مظلومیت پر جو شخص ظلم کا شکار ہوا ہے اسے اپنے رب سے توقع رکھنی چاہئے کہ وہ اس کی تلافی فرمائے گا۔ اللہ تعالی کا شکر ادا کرو کہ تم نے ظلم نہیں کیا بلکہ تم پر ظلم ہوا مظلوم کو تو خوش ہونا چاہئے۔

بہرام مغرور نے کہا: اللہ تعالی نے دوسری نعمت سے اس طرح نوازا ہے کہ میرا سب کچھ نہیں لٹا بلکہ بہت سی چیزیں میرے پاس اب بھی موجود ہیں میرا گھر میرے ہاتھ میں ہے۔ پیروں تلے فرش بچھا ہے۔ انسان کو تمام پہلوؤں پر نظر رکھنی چاہئے جو گیا سو گیا جو موجود ہے اس پر صابر و شاکر رہنا چاہئے۔

ایک غریب آدمی اپنی غربت پر تنگ تھا ہر وقت پریشان رہتا ایک رات اسے خواب میں ایک فرشتہ نے کہا: اگر تمہاری آنکھوں کی روشنی ختم ہونے لگے تو تم اس پر کتنا خرچ کرو گے اس نے جواب دیا بھی میں دس ہزار اشرفیاں بھی دینی پڑیں تو اپنی آنکھ کے علاج میں خرچ کردوں گا۔ اور اگر تمہارے کان قوت سماعت سے محروم ہونے لگیں تو ان پر بھی دس ہزار اشرفیاں خرچ کرڈالوں گا اور اپنے کان بچاؤں گا۔ اسی طرح فرشتہ نے اسے دس اعضاء گنائے اور اس نے یہی جواب دیا اس پر فرشتہ نے کہا خدا کا شکر ادا کر کہ تو جسمانی طور پر بالکل صحیح و سالم ہے اور تو ایک لاکھ اشرفیوں کی مالیت کا حامل ہے تو اتنا مالدار ہے اور غربت کا رونا روتا ہے۔ فرض کرلے کہ تونے انہیں ایک لاکھ اشرفیوں

کے عوض حاصل کرلیا بغیر کسی زحمت و پریشانی کے لہٰذا تجھے حاضر چیزوں کا شکر ادا کرنا چاہئے۔ اور کسی احساس کمتری میں مبتلا نہیں ہونا چاہئے۔

بہرام مغرور نے مولانا سے اللہ تعالیٰ کی تیسری نعمت کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔ اس کا شکر ہے کہ مال پر زوال آیا اور دین اور جان دونوں سالم ہیں۔ مولانا نے بہرام سے کہا یہ تمام باتیں جو تم کر رہے ہو یہ درحقیقت اسلامی تعلیمات کا حصہ ہیں تعجب ہے تم اس قدر فہم و فراست رکھتے ہوئے آتش پرستی کا شکار ہو۔

بہرام نے جواب دیا کیا کروں یہ میرے آباء و اجداد کا دین ہے اور میں بھی اسی پر قائم ہوں اصل میں ہم آگ کی پرستش اس لئے کرتے ہیں کہ اس میں نہ جل سکیں اور یہ تو سب ہی جانتے ہیں کہ آگ عالم عناصر میں سب سے اہم عنصر ہے اور ہم سب اس کے محتاج ہیں۔ مولوی صاحب نے جواب دیا آگ تو شعور نہیں رکھتی۔ کمزور ناتواں ہے اس کو مٹھی بھر خاک اور چلو بھر پانی سے بجھایا جا سکتا ہے۔ یہ نادان و ناقدراں ہے میں نے تو آج تک اس کی پرستش نہ کی جب کہ تم نے ساری عمر اس کی پوجا میں گزار دی آؤ ایسا کریں کہ دونوں اپنے اپنے ہاتھوں کو آگ پر رکھتے ہیں دیکھتے ہیں کہ کس کا ہاتھ جلنے سے محفوظ رہتا ہے۔ بھئی آگ کو کیا سمجھ لیا ہے تم نے۔

الغرض مولوی صاحب نے اور کئی دوسری دلائل دے کر بہرام کو قائل کردیا اس نشست کے نتیجے میں بہرام پر دین حق واضح ہوگیا اس نے چند سوال جواب کے بعد اسلام قبول کرلیا اور مسلمان ہوگیا۔ اس کے

بعد مولانا زار و قطار رونے لگے وجہ دریافت کرنے پر انہوں نے کہا وہ چند سال کے بعد نجات کی راہ ڈھونڈ نکالنے میں کامیاب ہوگیا خدا اور اس کے رسول پر ایمان لے آیا۔ لیکن مجھ بدنصیب کو یہ علم نہیں کہ میں اپنے ہمراہ صحیح ایمان لیکر جاسکوں گا یا نہیں ؟ یا ایسا نہ ہوجائے کہ ایمان خطرہ میں پڑجائے یا اس کے درجات میں کمی آجائے ؟

دشمنی اور حسد بے ایمانی کا نتیجہ ہیں

اللہ تعالی اور روز جزاء پر ایمان صرف زبان کے اقرار سے نہیں بلکہ دل کی گہرائیوں کے ساتھ ہوتا ہے روز قیامت پر یقین اور محمدؐ اور آل محمدؐ کی قربت کے حصول کی جستجو باایمان ہونے کی دلیل ہے۔ انسان کو اس طرف توجہ دیتے ہوئے اس نقطہ کو اہم قرار دینا چاہئے۔ دنیاوی زندگی میں کمی بیشی اس کے لئے اہمیت کی حامل نہیں ہونی چاہئے۔ آج کل مسلمان جس صورتحال سے دوچار ہیں یہ ایمان کے نہ ہونے کی وجہ سے ہی ہے۔

بدگمانیاں، حسد، کینہ پروری، دشمنیاں یہ سب اس لئے ہیں کہ یہ زندگی کے لئے اہم خیال کی جارہی ہیں اور آخرت کو پس پشت ڈال دیا گیا ہے۔ آپس میں دست و گریباں ہونے کے بجائے ہمیں سب کو ملکر اللہ تبارک تعالی اور رسول خداؐ و اہل بیتؑ کی خوشنودی کی خاطر بھائی چارے کی فضا قائم کرنی چاہئے اور آپس میں مل جل کر زندگی بسر کرنی چاہئے۔ اور یہ آرزو رکھنی چاہئے کہ ہم سب حوض کوثر کے کنارے مولا علی علیہ

السلام کے جوار میں ایک دوسرے سے ملاقات کریں گے۔

اگر ایمان درست ہوگیا تو دنیا کی زندگی کی اصل حقیقت عیاں ہوجائے گی اور یہ نظروں سے اتر جائے گی۔

اصول کافی جلد اول کے باب العقل میں امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ

اذا ظہر القائم منا وضع اللہ یدہ علی روس العباد فکمل بہا عقولہم

"اصول کافی کتاب العقل"

جب قائم آل محمدؐ عجل اللہ تعالی روحی لہ الفداء ظہور فرمائیں گے تو تمام عالم ہستی میں انقلاب آجائے گا۔ ایک اہم مثبت تبدیلی یہ رونما ہوگی کہ خداوند کریم اپنی رحمت تمام مخلوق پر فرمائے گا۔ عقلیں بڑھ جائیں گی ایک عقل سو عقلوں کے برابر ہوجائے گی۔ اس وقت نہ کینہ نہ بخل اور نہ حسد باقی رہے گا لوگ عاقل ہوجائیں گے۔ اور سمجھ لیں گے کہ سب کے سب ایک خدا کے مسلمان ہیں۔ خواہ مخواہ کیوں ایک دسرے سے لڑیں۔ ان کی سمجھ میں آجائے گا کہ ہمارے پاس جو وسائل ہیں عارضی ہیں اور یہ سب اللہ تعالی کا ہے جو ہمیں وقتی طور پر ملا ہوا ہے۔ بلکہ ہم خود خدا کی ملکیت ہیں۔

للہ ملک السموات والارض للہ میراث السموات والارض لہ ملک السموات والارض مالکم لعمد فسن اللہ...

بچہ کو عقل نہیں ہوتی وہ ان باتوں پر یقین نہیں رکھتا جبکہ بڑا عقل رکھتا ہے اور ان سب باتوں کو محسوس کرتا ہے پس آرزو کرو کہ وہ عظیم

ہستی جو عقلوں کے بڑھنے کا سبب ہے جلد ظہور فرمائے (آمین)

این جامع الکلم علی التوقی' این المصور علی من اعتدی علیه وافتدی'

این الطرالذی یجاب اذا دعا۔ "دعاء ندبہ"

خود پسندی خود خواہی اور خود پرستی کا خاتمہ ہوجائے گا عقل کا راج ہوگا اور یہ سب کو بے نیاز کردے گی اور نوبت یہاں تک آن پہنچے گی کہ ایک شخص سونا ہاتھ میں لئے مسلمان کے درمیان آواز دیتا ہوگا کہ کوئی مستحق ہو تو یہ زکوۃ لے لے لیکن ایک ہفتہ تک پھرنے کے باوجود کوئی لینے والا نہ مل سکے گا۔ ایسا کیوں ہوگا؟

اس لئے کہ سب عاقل اور راشد ہوجائیں گے

جس کے پاس ایک شب کا کھانا موجود ہو وہ غربت کے اظہار کا حق نہیں رکھتا۔ اسے کسی سے گدائی کا حق نہیں۔

آج کل لوگوں کے پاس لاکھوں روپے ہیں لیکن پھر بھی ناشکرا پن کرتے ہیں مالدار ہونے کے باوجود قرضے لیتے ہیں تاکہ سرمایہ میں اور اضافہ ہو۔ یہ سب لالچ اور حرص ہے ادھار پر تجارت کرتے ہیں اور اپنے آپ کو ذہنی کرب میں ڈالتے ہیں دعا کریں کہ امام زمانہ (عج) جلد ظہور فرمائیں۔ ان کی آمد کی تمنا کریں دنیا کی درستگی کے لئے نہیں بلکہ آخرت کو سنوارنے کے لئے۔

اس وقت تو جہاں نظر دوڑائیں ہر جگہ جہالت اور شہوت کے کالے سائے دکھائی دیتے ہیں خدایا کب اس ہستی کو بھیجے گا جس کا آمد پر ہر طرف امن و امان محبت و بھائی چارہ اور روحانیت نظر آئے گی

(اللھم عجل فرجہ اللھم سھل مخرجہ)

ساتھ ہی اس بات کی وضاحت بھی کرتا چلوں کہ ایسا ماحول ظہور کے وقت ہی نہیں بلکہ اب بھی پیدا کیا جا سکتا ہے اب بھی اگر انسان ان کی طرف اپنا ہاتھ دراز کرے تو ایمان، عقل، دنیا، آخرت سب کچھ سنور جائے۔ اے حجت ابن الحسن العسکری (عج) ہم پر اپنا لطف خاص فرمائیں جیسے ظہور کے وقت آپ ہر ایک کے سر پر اپنا مبارک ہاتھ رکھیں گے۔ اب جبکہ آپ پردہ غیب میں ہیں ہم انتظار کرنے والوں پر اپنا کرم فرمائیں۔ ہم صاحب ایمان ہوجائیں اور ہماری عقلیں بڑھ جائیں دنیا کی محبت ختم ہوجائے اور آخرت کی آرزو بڑھ جائے جہل ختم ہوجائے اور علم با عمل میں اضافہ ہو۔

اسئلک ایمانا تباشر بہ قلبی (دعا ابو حمزہ ثمالی)

آپ فیض کا وسیلہ ہیں۔ آپ کا واسطہ دیکر اللہ تعالی سے دعا مانگنی چاہئے۔

اصول کافی میں ہے کہ آخری زمانہ میں انسان صبح کو گھر سے نکلتے ہوئے ایمان کے ساتھ نکلے گا اور شام کو واپسی پر خالی ہاتھ ہوگا۔

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند
آیا شود کہ گوشہ چشمی بما کنند

آپ کی ایک نظر خاص سے ہمارے دل کی سیاہی دھل جائے شکوک و شبہات اور شیطانی وسوسوں کا شکار دل مطمئن ہوجائے آپ کے نور کی شعائیں جلد ظاہر ہوں "آمین"

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اشفاق(ڈر)

ان اللہ جعل الایمان علی دعائم اربع علی الصبر والیقین والزھد والعدل والصبر علی اربع شعب علی الشوق والا شفاق والزھد والترقب

ہمارا بیان ایمان کے بارے میں مولا علی علیہ السلام کے بتائے ہوئے سنہری اصولوں کی وضاحت پر مبنی ہے۔ جس میں آپؑ نے ایمان کو چار بنیادوں تقسیم فرماتے ان چار بنیادوں کو مزید چار چار ستونوں پر استوار قرار دیا ہے۔ ایمان کی پہلی بنیاد صبر کی بھی چار بنیادیں ہیں خوف، امید اور زھد و انتظار، جس طرح اہل دنیا مقام منصب اور مال و دولت کے پیچھے بھاگتے ہیں اسی طرح مومن نیکی کی طرف دوڑتا ہے جہاں نیک کام ہو رہا ہوں اس کی جانب رخ کرتا ہے۔

لکل باب من الخیر لہ ید قارعہ (نہج البلاغہ)

بغیر کچھ کئے نتیجہ کی توقع رکھنا بنجر زمین پر کاشت کرنا ہے

آج بھی اس جملہ کی تکرار کروں کہ غرور غیر از رجاء ہے رجاء یعنی توقعات امید رکھنا اگر کوئی عذاب خدا سے نہیں ڈرتا تو کہتے ہیں کہ فلاں رجاء کا (غرور) شکار ہے یہ کہنا بہت بڑی غلطی ہے رجاء (امید) رکھنے والا وہ ہے جو بڑی آس (امید) کے ساتھ اللہ تعالی کی بارگاہ میں حاضر ہوتا ہے جس طرح کسان بڑی امید کے ساتھ زراعت کرتا ہے اگر

زراعت کے لئے بیج نہ بویا جائے تو فصل کیسے پروان چڑھے یہ فصل تو بیج بونے ہی سے حاصل ہوگی۔ آپ کہتے ہیں کہ قیامت کے روز جو سب کا حال ہوگا وہی ہمارا بھی ہوجائے گا۔ جس نے جتنی تگ و دو کی ہے اسے اتنا ہی صلہ ملے گا جو بویا وہی کاٹو گے۔ اگر آپ نے اہل علم حضرات کی طرح آخرت کے درخت کی آبیاری شوق و ذوق سے کی اور غرور سے کام نہ لیا تو آپ کو اس کا صلہ ضرور ملے گا۔

عبادت و احکامات الٰہی کے معاملہ میں اگر آپ سست اور کاہل ہیں اور خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہوئے آپ کنجوسی کرتے ہیں اور شہوت رانی اور دیگر دنیاوی امور پر بے حساب دولت لٹاتے ہیں تو یاد رکھیں کہ یہ روش آپ کو جہنم کے دروازہ پر لے جائے گی اس وقت بہشت کی قطعاً" کوئی امید نہ رکھنا کیونکہ یہ بے فائدہ ہوگی اگر کوئی شخص انگور بوئے اور تربوز کی توقع رکھے تو یہ عقل کے برخلاف ہے۔

مسجد سے دوری اختیار کرلینے والو اور رقص و موسیقی کی محفلوں کی زینت بننے والو کیا کل تم جنت میں جانے کی توقع رکھتے ہو؟

ساتھ ہی ایک بشارت بھی دیتا چلوں روایت میں ہے کہ قیامت کے روز جب مومن اپنی قبروں سے اٹھنے کے لئے آمادہ ہوں گے تو ان کی قبروں کے کنارے ایک عماری کھڑی ہوگی جو لوگوں کے اوپر سے برق رفتاری کے ساتھ چلتی ہوئی اسے بہشت کے دروازے پر لا اتارے گی اور مومن بغیر کسی زحمت کے وارد بہشت ہوجائے گا۔ یہ عماری کیسی ہوگی؟ کہتے ہیں کہ یہ فرشتہ کی شکل میں وہ مسجد ہوگی جس میں آپ پابندی

کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے۔ اور جو لوگ پابندی کے ساتھ سینما گھروں اور دوسرے فحاشی کے مراکز میں جاتے ہیں انہیں یہ مراکز تیزی کے ساتھ جہنم کے دروازے پر لے جائیں گے۔

جو جس راستہ پر چل رہا ہے وہ اپنے نتیجہ آخرت کا بھی ابھی اور اسی وقت پتہ لگا سکتا ہے۔ اے حضرت انسان تمہارے اعمال کی مثال بالکل اس کھیتی کی مانند ہے جس کے پھل کا بونے والے کو علم ہوتا ہے اگر برے کام کرو گے تو برا انجام ہوگا اور اگر اچھے تو عاقبت بخیر ہوگی۔

لہا ما کسبت و علیہا ما اکتسبت

غرور کرنا شیطانی عمل ہے

یزید پر لعن طعن کرنے والو! حسین علیہ السلام کی شفاعت کی توقع رکھنے والو! جناب ابو الفضل العباسؑ کے دسترخوان کا اہتمام کرنے والو! یزید شراب خور، زنا کار، جوئے باز اور عیاش ترین شخص تھا اگر تم میں یہ صفتیں ہوں (خدا نخواستہ) تو کیا تم حسین علیہ السلام کی شفاعت کے حقدار ہو؟ تم کسی (غرور) خام خیالی کا شکار نہ ہو کہ اس صورت حال کے ہوتے ہوئے بھی حسین تمہاری شفاعت کردیں گے۔

لا یغرنکم باللہ الغرور

سفینۃ البحار میں ایک روایت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے آپؑ فرماتے ہیں

انسان اس وقت مومن کہلانے کا حق دار ہے جب اس کے دل میں خدا کا خوف اور رجاء دونوں موجود ہوں یعنی گناہ سے بھی فرار اختیار

کرے اور خیر کی جانب بھی لپکے۔

لا یکون المومن مومنا حتی یکون خائفا راجیا ولا یکون خائفا راجیا الا اذا کان عاملا بما یخاف ویرجو (سفینۃ بحار جلد اول صفحہ ۴۳۲)

آپ جسے دیکھیں کہ عمل خیر کی طرف آرہا ہے جان لیں کہ وہ اہل رجاء ہے اور جو شخص سہل انگار ست الوجود ہے اسے خدا کی بارگاہ سے کوئی تعلق نہیں اور وہ مایوسی کا شکار ہے۔

ایک اور روایت میں درج ہے کہ مومن دو خوفوں کے مابین زندگی گزارتا ہے گذشتہ کوتاہیوں کا خوف پتہ نہیں اللہ تعالی نے میرے گذشتہ اعمال کے ساتھ کیا معاملہ کیا ہو اور دوسرے اس بات کا خوف کہ آئندہ کیا ہوگا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ عمر کے آخری ایام میں میرا انجام اہل شر کے ساتھ ہو یہ خدشہ ایمان کا لازمہ ہے جو خوف خدا نہیں رکھتا اس کا ایمان کمزور ہے بلکہ نہ ہونے کے برابر ہے۔

اگر خوف دل میں پیدا ہوگیا تو ہر گناہ سے پرہیز کرے گا۔

ایک عابد شخص کا رات بھر خود کو اذیت میں مبتلا رکھنا

حیات القلوب میں ایک واقعہ علامہ مجلسیؒ کے حوالے سے درج ہے جسے دیگر مورخین نے بھی بیان کیا ہے۔

قدیم زمانہ کی بات ہے ایک عابد شخص اپنے حجرہ میں بیٹھا اللہ کی عبادت کر رہا تھا کہ چند بدشعار شیطان صفت لوگوں نے ایک بدکار عورت کے ساتھ ملکر عابد کو ورغلانے کا منصوبہ بنایا۔ عورت نے عابد کے حجرہ کا

دروازہ کھٹکھٹایا انہوں نے دروازہ کھولا تو عورت نے بے کسی کا اظہار کرتے ہوئے کہا میرے پیچھے چند غنڈے لگ گئے ہیں ڈر ہے کہ وہ مجھے اغوا کر کے لے جائیں بڑی مشکل میں پڑ گئی ہوں خدا کے لئے میری مدد کریں ایک رات اپنے حجرہ میں مجھ مجبور کو پناہ دے دیں آپ کی بڑی مہربانی ہوگی۔ صبح ہوتے ہی یہاں سے چلی جاؤں گی۔

بے چارہ عابد نے کہا بہت خوب آجاؤ اللہ مالک ہے۔

خاتون نے حجرہ میں آنے کے کچھ دیر بعد اپنے زنانے (شیطانی) حربے دکھانے شروع کردیئے۔

(حرام ہے کسی خلوت کی جگہ غیر مرد و عورت کا یکجا ہونا خواہ وہ نماز میں ہی کیوں نہ مشغول ہوجائیں شرع نے اس صورت میں بھی اکٹھا ہونا منع فرمایا ہے)

بے چارہ عابد بہت برا پھنس گیا۔ شہوت کی آگ غالب آنے لگی کیا کروں۔

اس کے دماغ میں یہ بات آئی کہ اس آگ کو خوف (خدا) کے ذریعہ ہی بجھایا جاسکتا ہے۔ اس کے سامنے ایک انگیٹھی جل رہی تھی اس نے اپنی انگلی آگ میں ڈال دی اور اپنے آپ سے کہنے لگا۔ یہ آگ کہاں اور جہنم کی آگ کہاں اگر تجھ سے یہ آگ برداشت نہیں تو جہنم کی آگ کیسے برداشت ہوگی کچھ دیر آگ کا اثر رہا اور پھر ماند پڑ گیا شہوت کی آگ نے ایک بار پھر بھڑکنا شروع کردیا عابد نے اپنی دوسری انگلی آگ میں ڈال دی الغرض جب بھی شہوت بڑھتی عابد اپنی ایک انگلی آگ میں

ڈال دیتا صبح ہوتے ہوتے اس کی دس کی دس انگلیاں جل گئیں اور وہ عورت سویرا ہوتے ہی اپنی منزل کی طرف روانہ ہوگئی۔ اگر آپ ایک لحہ بھی غفلت برتیں گے تو شہوت اپنا زہر آپ میں منتقل کردے گی۔

اگر اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں پیدا ہوجائے تو خدا بھی آپ کی مدد کرے گا اور آپ کو شیطان پر غالب کردے گا۔

ایک اور واقعہ بیان کرتا ہوں۔

کفن چور کا عبرتناک واقعہ

بحارالانوار حیات القلوب اور بعض دوسری کتابوں میں یہ واقعہ درج ہے۔

قدیم زمانہ میں ایک شخص قبریں کھود کر مردوں کا کفن چوری کرتا تھا اس کے ایک ہمسایہ کو اس کی اس بری حرکت کا علم تھا بے چارہ ہمسایہ جب بستر مرگ پر پڑا اور جب اسے اپنی زندگی کی توقع نہ رہی تو اس نے کفن چور کو اپنے گھر میں بلایا اور ایک بند کمرے میں ایک پوٹلی اس کے سامنے رکھ دی اور کہا بھائی اگر مجھ سے تم کو آج تک کوئی تکلیف پہنچی ہو تو بیان کرو کفن چور نے جواب دیا نہیں جناب آپ تو بڑی نیک آدمی ہیں آپ بھلا کسی کو کیونکر تکلیف پہنچائیں گے؟

بھائی مجھے خدشہ ہے کہ میرے مرنے کے بعد تم میری قبر کھود کر کفن چرا لوگے۔ اس بات کے پیش نظر میں نے یہ دو کفن خریدے ہیں ایک انتہائی قیمتی ہے اور دوسرا ارزان، لو یہ قیمتی والا کفن تم پیشگی لے لو اور مجھے

اللہ کے لئے مرنے کے بعد لخت (برہنہ) نہ کرنا۔

کفن چور نے پہلے تو تکلف سے کام لیا کہنے لگا میں آپ کے ساتھ ایسی کوئی حرکت نہ کروں گا دونوں کفن آپ ہی رکھ لیں لیکن ہمسایہ نہ مانا اور کہا ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا آپ کو میری یہ پیشکش قبول کرنی ہوگی یہ بات میرے اور تمہارے درمیان ہی رہے گی کسی کو اس بات کا علم نہیں ہوگا۔ بہرحال شدید اصرار کے بعد اس نے قیمتی کفن لے لیا اور چلا گیا ہمسایہ دنیا سے رخصت ہوگیا اور اسے سپرد خاک کردیا گیا۔

رات کو کفن چرانے کے وقت کفن چور کو خیال آیا کہ مردہ کو کیا معلوم وہ کون سی عقل رکھتا ہے۔ کیوں نہ پڑوسی کا کفن بھی چرا لیا جائے ایسے ہی ضائع ہوجائے گا۔

کفن چور نے حسب معمول ہمسایہ کی قبر کھودی اور اسے برہنہ کرنا چاہا تو یکایک میت سے رونے کی آوازیں آنے لگیں مجھے برہنہ مت کر، مجھے برہنہ مت کر۔

یہ جملہ کفن چور کے دل میں راسخ ہوگیا وہ خوف خدا سے لرزنے لگا اور قبر سے فوراً باہر آگیا۔

اللہ تعالی کی یاد میں رونے والو گریہ کرنے والو سنو کفن چور کے اوپر ایسا خوف خدا طاری ہوا کہ بیمار پڑگیا سمجھ گیا کہ یہ خوف مجھے مار ڈالے گا۔ اپنے بیٹے کو وصیت کی کہ میں نے تمہاری خاطر بڑی زحمتیں اٹھائیں اب تم سے ایک خواہش ہے میری وصیت ہے کہ میرے مرنے کے بعد مجھے سپرد خاک مت کرنا بلکہ میری لاش کو ایک صحرا میں لاکر نذر آتش کردینا

آدھی راکھ کو دریا میں اور نصف کو صحرا میں بکھیر دینا میں بڑا گناہگار بندہ ہوں میں مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہونے کی لیاقت نہیں رکھتا۔

البتہ اہمیت خوف کی حالت ہے اپنی حرکتوں پر انتہائی شرمندہ ہے اور خود کو روسیاہ اور بڑا گناہگار بندہ جانتا ہے۔

انسان کی نظر میں گناہ بڑا لگنے لگے تو وہ رحمت و مغفرت پروردگار سے قریب تر ہو جاتا ہے۔

الغرض جب کفن چور مرگیا اور اس کی وصیت پر عمل درآمد کیا جاچکا تو اللہ کی طرف سے اسے زندہ کئے جانے کا حکم ہوا اسے زندہ کیا گیا ندا آئی اے بندہ تونے یہ کیسی وصیت کی عرض کیا خدایا تو تو شاہد ہے کہ خوف ندامت کی وجہ سے ایسا کیا۔ ندا آئی ہم نے بھی تجھے اپنی امان میں قرار دیا جو کوئی خدا سے ڈر گیا خدا بھی اسے اپنی پناہ میں لے لیتا ہے۔

قیامت اور قبر کی پہلی رات کے خوف سے ڈرنے والو تمہارے لئے امن و سلامتی ہو واقعہ بیان کرنے سے میری مراد یہ تھی کہ خوف و رجاء ایمان کا لازمہ ہیں۔

قرآن کی ایک آیت میں زھد کی حقیقت کا بیان

صبر کا تیسرا ستون زھد اور چوتھا انتظار ہے جو شخص اہل صبر ہونا چاہے جب تک صاحب خوف و رجاء نہ ہو جائے گناہوں پر صبر، بلاؤں پر صبر اور احکامات الٰہی پر صبر نہیں کر سکتا جب تک زھد اختیار نہیں کرتا۔ جس شخص نے زھد اپنا لیا وہ دنیا کی مصیبتوں کو باسانی برداشت کرسکتا

ہے۔

دنیا میں زھد سے کیا مراد ہے؟

اس کا مدلل جواب مولائے کائنات نے یوں دیا ہے

آپ فرماتے ہیں خدا نے زھد کو دو جملوں میں بیان کردیا ہے

"لکیلا تاسوا علی ما فاتکم ولا تفرحوا بما اتاکم"

اے انسان، جو چیز ہاتھ سے چلی جائے اس کی پرواہ نہ کرو یہ زھد ہے کیا جب تم دنیا میں آئے تھے تو تمہارے پاس کچھ تھا **(لا تاسوا علی ما فاتکم)**

جب زاھد ہوجاؤ گے تو تم میں صبر بھی آجائے گا اور اس صورت میں تمہارے لئے اعلیٰ مقام ہے۔ دنیا میں زھد اختیار کرنے والے بہشت میں بلا روک ٹوک اور بغیر سوال و جواب کے داخل ہوجائیں گے۔ کچھ ہاتھ سے نکل جائے اس پر چوں چرا مت کرو۔ (خدانخواستہ) بدن کا کوئی حصہ ضائع ہوجائے تو اس پر صبر کرو آنکھ میں گندا پانی اتر آیا تو اس پر صبر کرو اس آنکھ کو آخر میں بھی تو کیڑے مکوڑے اور جانور کھائیں گے چند سال قبل اگر خراب ہوگئی تو کیا ہوا پہلے نہ تھی اگر اب نہیں تو کیا ہوا۔

کیوں مت کہو کاش کی گردان مت کرو۔

چون و چرا کو ایک طرف کردو جس مشکل کا بھی شکار ہوجاؤ اسے اس کی مصلحت اس کی حکمت اور مقدر کا کھیل سمجھ کر خاموش ہوجاؤ، کیا سمجھو کیا نہ سمجھو بہتر یہ ہے کہ اعتراض نہ کرو تاکہ اجر و ثواب مل جائے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام کی نصیحت سماعہ کو

سماعہ بن مہران (یا کوئی اور شخص) مدینہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے۔

امام اس کا حال دریافت کرتے ہیں اور کافی عرصہ تک مدینہ نہ آنے کی وجہ دریافت کرتے ہیں تو یہ اپنے دل کی سب کچھ بتا دیتا ہے دنیا والوں نے مجھے پیٹھ دکھا دی میں تباہ برباد ہوگیا سب کچھ میرے ہاتھ سے چلا گیا اور اب یہ حال ہے کہ قرضدار ہوگیا ہوں ساری باتیں ایک طرف اور قرض خواہوں کا دباؤ ایک طرف یہاں بھی ایک دوست نے اخراجات برداشت کئے تو آسکا۔

اس پر آپ نے فرمایا:

اگر تم نے صبر سے کام لیا تو خدا تمہیں اس قدر اجر و ثواب سے نوازے گا کہ تم لوگوں پر غالب آجاؤ گے آج لوگ تم پر رحم کھا رہے ہیں لیکن اگر تم نے صبر کیا تو کل یہی لوگ کہیں گے کہ کاش وہ اس شخص کی جگہ ہوتے لیکن اگر صبر کا مظاہرہ نہ کیا تو مقدرات الٰہی جاری ہوجائیں گی اور بدلہ (عوض) بھی نہ مل پائے گا کیا یہ بہتر نہیں کہ انسان صبر و تحمل سے کام لے اور زھد در دنیا کو ہاتھ سے نہ جانے دے۔

حضرت امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک لقب "الزاہد" بھی ہے۔

اللھم صل علی السید الزاھد العابد الراکع الساجد ولی الملک الماجد

و قتیل الکافر الجاحد زین المنابر والمساجد صاحب المھنہ والکرب والبلاء المدفون بارض کربلا' مولانا و مولی الکونین -- ابیعبد اللہ الحسین الشہید (ع)

اے خدا

بحق حسین علیہ السلام ہمیں بھی ان کے زھد سے کچھ حاصل کرنے کی توفیق عنایت فرما۔ ان کے زھد سے ان کی بصیرت حاصل ہو اور ان کے صبر کے باعث ان کے ایمان کی معرفت تک رسائی تاکہ زاھد صابر اور مومن ہو جائیں۔ یہ سب ایک ہی مالا کی لڑیاں ہیں۔

بحار الانوار کی دسویں جلد اور دیگر کتب میں درج ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے اپنی بہن زینب سلام اللہ علیہا سے یہ جملے فرمائے۔

یا اخیہ ان اہل الارض یموتون واھل السماء لا یبقون ان جدی مات وھو خیر منی ان ابی مات وھو خیر منی ......

یعنی اے میری بہن ملال مت کرو میری موت کی خبر سننے کے لئے اپنے آپ کو تیار رکھو۔ آج یا کل زہے نصیب کہ خدا کی راہ میں مارا جاؤں اہل زمین سب مرجائیں گے اور اہل آسمان بھی باقی نہ رہیں گے میرے جد امجد مجھ سے کہیں بہتر تھے دنیا سے چلے گئے میرا باپ میری ماں اور میرا بھائی مجھ سے بہتر تھے۔ دنیا سے رخصت ہوگئے کہیں ایسا نہ ہو کہ شیطان تمہارے صبر کو ختم کردے زھد کے معنی بھی یہی ہیں دنیاوی زندگی سے بے رغبتی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

زھد

طوبی للزاھد ین فی الدنیا الرغبین فی الاخرہ اولئک الذین اتخذ وا الارض بساطا وترابھا فراشا و مائما طیبا والقران شعارا والدعاء (ثازا)

(ترجمہ) خوش نصیبی ان کے لئے کہ جنھوں نے دنیا میں زھد اختیار کیا' اور ہمہ تن آخرت کی طرف متوجہ رہے یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے زمین کو فرش مٹی کو بستر اور پانی کو شربت خوش گوار قرار دیا ۔قرآن کو سینے سے لگایا اور دعا کو سپر بنایا

عقل مند آدمی زاھد فی الدنیا ہوتا ہے

فارسی میں زھد کے معنی خواہش نہ رکھنے اور بے رغبتی یا رغبت کی نفی کے ہیں' دوسرے الفاظ میں یوں کہہ لیں کہ کسی چیز کو "اہمیت نہ دینا" یوسف علیہ السلام کے بھائی ان کی نسبت زاھد تھے یعنی راغب نہیں تھے اور انہوں نے جناب یوسف علیہ السلام کو سترہ درہم کے بدلے بیچ ڈالا۔

وشروہ بثمن بخس دراھیم معدودہ

انسان کو معلوم ہونا چاہئے کہ یہ مادی و فانی دنیا ہے اور اس کی یہ رنگینیاں کسی اہمیت کی حامل نہیں اگر آپ عاقل ہوگئے تو زاھد بھی ہوجائیں گے زاھد کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ بالکل مجرد اور بیوی بچوں کے بغیر زندگی گزاردی جائے اور دنیا کو ترک کردیا جائے بلکہ عقلی تقاضوں کے تحت زندگی کو اعتدال کیساتھ بسر کرنے کا نام زھد ہے۔ دنیا کو سب

کچھ سمجھ لینا اور اسی پر تکیہ کرلینا بے اعتدالی ہے آپ کا ہدف فقط دنیا نہ ہو۔

عقل دنیا کی تمامتر لذتوں خوبیوں اور دلفریبیوں کو بھی دیکھتی ہے اور اس کی تمامتر خامیوں اور فنا پر بھی نظر رکھتی ہے

"مرد آخر بین مبارک بندہ ایست"

دنیا کی تمام چیزیں متغیر اور ختم ہوجانے والی ہیں۔ "دنیا بد وبستگی رانشاید" تفسیر روح البیان میں ایک داستان نقل کی گئی ہے کہ جب کسی حکمران نے ایک بادشاہ کو انتہائی قیمتی اور نفیس بلوری ظرف بطور تحفہ بھجوایا اسے یہ تحفہ بہت پسند آیا اس نے اپنے وزیر سے کہا دیکھو کس قدر خوبصورت ہے تمہیں کیسا لگا۔ وزیر نے عرض کی بادشاہ سلامت اگر آپ مجھ سے پوچھتے ہیں تو یہ آپ کے قابل نہیں ہے بادشاہ کو وزیر کی یہ بات بڑی بری محسوس ہوئی اس نے کہا تم عجیب بے ذوق انسان ہو تمہیں اتنی اچھی چیز پسند نہ آئی بادشاہ نے ظرف کو ایک خاص مقام پر رکھنے کی ہدایت کی اور ایک شخص کو اس کی رکھوالی پر مامور کردیا۔

ایک روز وہ قیمتی ظرف کو بادشاہ سلامت کی خدمت میں دکھانے جارہا تھا کہ اس کے ہاتھ سے گر کر ٹوٹ گیا اور بے چارے اس شخص کی شامت آگئی وقت کی نذاکت کو سمجھنے والے وزیر نے بادشاہ سے کہا دیکھا میں نہ کہتا تھا یہ آپ کی شایان شان نہیں ہے اسے آخر کار ٹوٹنا تھا اور آپ کو اس میں دل نہیں لگانا چاہئے تھا آج اس کے ساتھ آپ کا دل بھی ٹوٹ گیا ۔ حضور میں پہلے ہی کہتا تھا کہ کہ اس کو دل میں جگہ نہ

دیں۔

بادشاہ وزیر کی حکمت اور عقل کا معترف ہوگیا۔ عقلمند انسان تو شروع سے ہی دنیا کے فنا ہوجانے کا شعور رکھتا ہے لہٰذا اس میں دلچسپی نہیں رکھتا۔

وہ آغاز سے ہی دنیا کو اہمیت نہیں دیتا اور اپنی دوستی کا دائرہ عالم بقاء (آخرت) میں وسیع کرتا ہے۔

والذین امنوا اشد حبا" للہ

شروع ہی سے اللہ تبارک و تعالیٰ سے لو لگانی چاہئے مومن کی دوستی کا معیار ہی اللہ تعالیٰ سے قربت کی بنیاد پر ہونا چاہئے۔

(یامن اللہ معولی)

اے وہ ذات جس سے میری تمام امیدیں اور دلچسپیاں وابستہ ہیں شروع میں ہی اللہ تعالیٰ سے لو لگانی چاہئے تم کیوں دوسروں کی طرف دیکھتے ہو؟

میں یہ نہیں کہتا کہ اپنے بچے کو دوست نہ رکھو بلکہ اسے اللہ تعالیٰ کی نعمت سمجھ کر اس کا پورا پورا خیال کرو اور اسے اس نقطہ نگاہ سے دوست رکھو۔ بچہ کو اپنا خدا نہ بنالو بلکہ خدا کے لئے اسے محبوب رکھو۔ زاھد فی الدنیا ہوجاؤ اس سے بے رغبتی کا اظہار کرو دنیا کے عیبوں پر نظر رکھو اور اس سے دل نہ لگاؤ

"ھر نوشی با ھزار نیش ھمراہ است"

عورت کے حسن کو دیکھ کر ایک لمحہ کے لے لذت تو ملتی ہے لیکن بعد میں ہزار مصیبتیں پیچھے لگ جاتی ہیں

وکم من نظرہ اورثت حسرہ طویلا"

(بحوالہ سفینۃ البحار جلد دوم صفحہ ۵۹۶)

مال و دولت مقام و منصب انسان کو ذلیل و رسوا کرکے چھوڑ دیتے ہیں پانچ دس لاکھ روپے نے تمہارا دل و دماغ سب کچھ اپنے اختیار میں کرلیا تمہیں اپنا قیدی بنالیا اور تم اس کی چوکسی پر مقدر ہوگئے۔ حیرت ہے تمہیں تو رب العالمین کا خادم ہونا چاہیے تھا یہ چند کاغذ کے ٹکڑوں کی خدمت کیا معنی رکھتی ہے دیکھو تمہاری حقیقت کو کس طرح سے اپنے اندر فنا کرلیا ہے تمہاری عزیز زندگی کو تلف اور ہستی کو خاک میں ملا دیا ہے انسان کو دنیا کے بھیانک انجام پر نظر رکھنی چاہیے۔ اعلی مقام تک پہنچنے میں کس قدر زحمتیں اٹھاتے ہو کیسی کیسی آزمائشوں سے گزرتے ہو صرف اس لئے کہ کرسی ہاتھ آجائے کرسی کی خاطر قتل و غارتگری سے بھی گریز نہیں کرتے اور جب کوئی منصب مل جاتا ہے تو کیا یہ تمہارے ہاتھ میں تا ابد رہے گا؟ اگر پہلے ہی سے سوچ و سمجھ لو اور حساب کتاب لگا کر رکھو تو ایسا نہ کرو کتنی رکعت کا ثواب ملتا ہے کیا اس کی لذتیں ہمیشہ برقرار رہنے والی ہیں؟ درد سر کے علاوہ اور کچھ ہے تو بتاؤ؟

مروی ہے کہ جب امیرالمومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام بصرہ میں جنگ جمل کی کامیابی کے بعد وہاں تشریف فرماتے تو آپ کو اطلاع ملی کہ علاء ابن زیاد (نہج البلاغہ کے مطابق جبکہ بعض نے کسی

اور کے نام کے حوالے سے ذکر کیا ہے) جو کہ بصرہ کے معززین میں سے اور مولا علی کے مخلص اور سچے دوست تھے بیمار ہوگئے تو حضرت امیرالمومنینؑ نے ان کی عیادت کے لئے جانے کا ارادہ فرمایا۔

جب آپ ان کے گھر پہنچے تو دیکھا کہ بڑا عالی شان محل تیار کیا ہے اور اس میں تمام آسائش موجود ہیں۔

امیرالمومنینؑ حق و صدق کا پیکر تھے وہ اپنے دوست کو تحقیر آمیز جملے سے یاد نہیں کرسکتے تھے علی تو شفیق باپ کی مانند تھے خیر خواہ تھے خصوصاً اپنے دوستوں کے ساتھ ان کا رویہ بڑا نرم ہوتا تھا۔ آپ نے انہیں اس طرح نصیحت فرمائی یہاں تمہارے لئے چند گز کا حجرہ ایک بچھونا اور اوڑھنی کافی ہے لیکن بعد از موت، حیات کی صورتحال ایسی نہیں یہاں ایک چراغ سے تمہاری رات روشن ہوجاتی ہے لیکن وہاں جتنا نور ہو کم ہے نماز اور روزہ کا نور مومن کی قبر میں اس قدر ہوگا کہ اس کی آنکھیں خیرہ ہوجائیں گی چاروں طرف نور ہی نور ہوگا۔ فرشتے اس سے کہیں گے کہ یہ نور، محمدؐ کا نور ہے۔ خلاصہ یہ کہ امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ تم اس گھر کو ایسا دیکھنا چاہو کہ جیسا قیامت کے روز ہونا چاہئے تو اپنی ذمہ داریوں اور حقوق کا خیال رکھو دیکھو قطع رحم حرام ہے

خمس اور زکواۃ تک ہی واجبات کا دائرہ محدود نہیں ہے ہر وہ انفاق جس کا ترک کرنا حرام ہو واجب ہوجاتا ہے۔

جیسے اس واقعہ کی مثال دی گئی بہترین عالیشان عمارت اور بہت بڑا لان بنالیا تو دوسروں کا کیا خیال رہے گا رحم ختم ہوجائے گا اگر ایسا ہے

تو قطع رحم کا ارتکاب ہو سکتا ہے مولا نے فرمایا علاء تم نے یہ کیا بنا ڈالا دو روزہ دنیا اور مختصر سی حیات کے لئے تم تو اس گھر کے محتاج نہیں ہو یعنی ساٹھ ستر برس کی زندگانی کے لئے اس قدر وسیع و عریض محل کی ضرورت نہیں تمہیں حیات ابدی کے لئے وسیع و عریض محل کی ضرورت ہے' بہشت میں بڑی احتیاج ہوگی کیونکہ وہاں ہمیشہ رہنا ہے۔

مروی ہے کہ جن مومنین نے اس دنیا میں سخت پریشانیاں اٹھائیں' اور اللہ تعالی کی خوشنودی کی خاطر عوام الناس کی خدمت کی انکی ارواح کی وسعت مدا لبصر یعنی تا حد نگاہ ہوگی۔ بہشت میں انکے گھر انتہائی بڑے ہوں گے۔

آخرت میں وسیع و عریض محل کی زیادہ ضرورت ہوگی

وہاں آپ کو روشنی کی زیادہ ضرورت پیش آئے گی اگر یہاں آپ کی قبر کے اوپر فل پاور کا بلب جلا دیا جائے تو اس کا کوئی فائدہ نہ ہوگا لیکن وہاں آل محمدؐ کی ولایت کا نور کام آئے گا۔

اگر آپ بعد از موت حیات کی غربت (بیگانگی) سے بچنا چاہیں تو نیک کاموں کو ترک نہ کریں نورانی صورت کے ساتھ وارد بہشت ہونا ہے تو خیرات دو' نیکیاں کرو' تاکہ یہ کارہائے خیر وہاں پہنچیں یہ نیکیاں اس جہاں میں تمہاری ہمدم و مونس ہوں گی۔ اگر وہاں بیگانہ نہیں رہنا چاہتے ہو تو امام حسین علیہ السلام اور محمدؐ و آل محمدؐ علیہم السلام سے رابطہ برقرار رکھو تاکہ یہ عظیم الشان ہستیاں وہاں تمہیں یاد رکھیں۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے مروی ہے کہ بعض لوگ "کالو تدق الجدار" آخرت میں اتنے چھوٹے تنگ مکان میں ہوں گے جتنا کیل کو دیوار پر ٹھونکنے سے سوراخ ہوجاتا ہے بہشت میں اپنے گھر کی وسعت خیرات کے ذریعے بڑھاؤ

جناب ابوذر غفاریؓ کا اپنے بیٹے کی قبر پر گریہ کرنا

"من زھد فی الدنیا ھانت علیہ مصیبات الدنیا"

جس کی نظر میں دنیا کی وقعت کم ہوجائے اسے مصائب بھی معمولی لگتے ہیں۔

اولاد کی موت دنیاوی مصیبتوں میں سب سے بڑی مصیبت ہے جناب ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیٹا فوت ہوگیا تو آپ اس کی قبر پر آکر گریہ کرنے لگے آپ بین کرتے ہوئے فرمارہے تھے۔ اے فرزند میں تم پر اس لئے نہیں رو رہا کہ تم مجھ سے جدا ہوگئے بلکہ اس خیال سے رو رہا ہوں کہ آج کی رات تمہاری قبر کی پہلی رات ہے معلوم نہیں تمہارے ساتھ کیا ہورہا ہوگا تم منکر و نکیر کے سوالوں کا ٹھیک جواب دے رہے ہو کہ نہیں۔

آپ کے نزدیک آخرت اہم ہونی چاہئے اسے اہمیت دینے کی ضرورت ہے۔ اگر (خدانخواستہ) آپ کا بیٹا فوت ہوجائے تو آپ کو ابوذرؓ کی طرح سوچنا چاہئے۔ آیا زہد و تقویٰ اس کے ہمراہ تھا یا؟

وہاں کس کے ساتھ محشور ہوگا؟ اس کی فکر ہونی چاہئے۔ آہ وہ مجھ

سے جدا ہوگیا کس قدر کمی محسوس ہورہی ہے اے برد روہ اگر یہاں تھا تو کیا تھا اس کی حیثیت ہی کیا تھی اب وہاں جاکر سکون کا سانس لیا ہوگا اس نے اللہ کی پناہ میں چلا گیا ہے تمہیں بھی وہاں جانے کی تمنا کرنی چاہئے۔ ابوذرؓ نے بھی یہی کہا تھا۔

میں خدا سے چاہتا تھا کہ ابھی میری جان لے لے اور میں تیرے پاس آجاؤں۔ لیکن خدا سے امید کرتا ہوں کہ وہ مجھے اتنی مہلت عطا فرمادے کہ رخت سفر باندھ لوں۔ میں اگر تیرے بعد جینا چاہتا ہوں تو اس لئے کہ آخرت کا بندوبست کرلوں توبہ کرلوں وہاں کی تیاری کرلوں۔ مجھے نہیں معلوم کہ آپ کا دل آخرت کی جانب مبذول ہوا کہ نہیں ؟ آپ کو ابدی آرامگاہ کی فکر لاحق ہوگئی یا نہیں

زھد کے متلاشیوں کے لئے مولا علی علیہ السلام کا کلام نصب العین ہے۔

ایک مورخ نے کہا ہے کہ خلیفہ مہدی عباسی بنو عباس میں قدرے بہتر حکمراں تھا کہ جیسے بنوامیہ میں عمر بن عبدالعزیز۔ اس نے حکم جاری کیا کہ ہماری ہر صبح کا آغاز مولا علی (علیہ السلام) کے اس کلام کو دیکھ کر ہونا چاہئے۔ خلیفہ مہدی نے اسے خوش خط لکھا کر اپنے پاس رکھ لیا تھا اور وہ بعض اوقات رات میں اس کا ورد کرتا۔

طوبی للناھدین وی الدنیا الراغبین فی الاخرہ اولئک الذین اتخزوا

الارض بساطا وترابها وراشا ومائه طیبا والقران شعارا والدعاء وثارا

"ترجمہ" خوش نصیبی ان کے لئے کہ جنہوں نے دنیا میں زہد اختیار کیا اور ہمہ تن آخرت کی طرف متوجہ رہے یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے زمین کو فرش، مٹی کو بستر اور پانی کو شربت خوش گوار قرار دیا۔ قرآن کو سینے سے لگایا اور دعا کو سپر بنایا۔

امام زین العابدینؑ کے ہمراہ کہو۔

ابکی مخروج نفسی ابکی مظلمہ قبری ابکی لفیق لحدی ابکی لسوال منکر و نکیر ایای فی قبری"

کنون ہر ساعتی غم بیش دارم
که روز واپسین درپیش دارم

درآن ساعت کدایا یاریٔ ده
زغفلت بنده راه بیداریٔ ده

درآن ساعت زشیطاغم نگهدار
چوکان من اوس در نزع بدلت

فرو مگدار و ستم گیر یارب
چودر جانم نماند آن لقا ہوش

تو در جانم نکن نامت فراموش

خدایا تونے خود قرآن میں فرمایا ہے "واذکرونی اذکرکم" دنیا میں تم مجھے یاد کرو میں تمہیں آخرت میں یاد کروں گا۔ خدایا رمضان کا مبارک مہینہ ہے تو اپنا لطف و کرم فرما۔ ہمارے ایمان کی حفاظت فرما

"آمین یارب العالمین"

بسم اللہ الرحمن الرحیم

”ایمان کی پہلی بنیاد ”صبر“

”زھد“

لا تمدن عینیک الی ما متعنا بہ ازواجا منھم (سورہ حجر آیت ۸۸)

امیرالمومنین علیہ السلام کے کلام کی وضاحت کا عمل جاری ہے آپؑ نے فرمایا

ایمان کی چار بنیادیں ہیں صبر و یقین' عدل و جہاد

صبر کی بھی چار بنیادیں ہیں ”**الشوق و الاشفاق والزھد والترقب**“

خوف و امید کا تفصیلی بیان کیا گیا۔ اور اب زھد

زھد یعنی دنیا سے بے رغبتی

صبر کی تیسری منزل زھد ہے یعنی مسلمان کو اس دنیا میں زاھد ہونا چاہئے اگر زھد اختیار کرلیا تو صابر ہوجائے گا۔ اور اس دنیا کی مصیبتوں اور مشکلوں کے سامنے بے چین و مضطرب نہ ہوگا۔

جب ایمان کے اس رکن سے منسلک ہوگا تو قضاء و قدر الٰہی پر معترض نہ ہوگا کیونکہ یہ خلاف ایمان ہے

خلاصہ یہ کہ زاھد وہ ہے جو دنیا سے رغبت نہ رکھتا ہو

”**ومن زھد فی الدنیا ھانت علیہ مصیبات الدنیا**“

زھد کے معنی بھی بیان کردیے گئے اسلامی زھد یہ ہے کہ **"لکیلا تاسوا علی مافاتکم"** مسلمان یعنی بلند ہمت ہو دنیا کی زندگی اس کے نزدیک (چھوٹی) معمولی ہو اور وہ عرش نشینی کا طالب ہو۔

ترا ز کنگرہ عرش میزنند حقیر
ندانمت کہ دراین دا مگہ چہ افتادہ

مندرجہ ذیل آیت مبارکہ میں زھد کا مفھوم بیان کیا گیا ہے

ولا تمدن عینک الی ما متعنا بہ ازواجا منھم

(سورہ طہ ۲۰ آیت ۱۳۱)

"ترجمہ" اور ہم نے جو ان (کافروں) میں سے کئی قسم کے لوگوں کو (چند روزہ دنیاوی) نفع اٹھانے کا سامنا دے رکھا ہے تو اس کی طرف اپنی آنکھیں پھیلا۔

کہیں ایسا نہ ہو کہ تم دنیا کے جلوں پر نظر ڈالو اور یہ نیرنگیاں تمہارا دل موہ لیں۔

قرآن تمھیں (زھد و تقوی) پرہیزگاری کا حکم دے رہا ہے نہ کہ دنیا کے جھمیلوں میں غرق ہوجانے کا۔

یہ باہر (درآمد شدہ) کی چیز ہے یہ لباس بالکل نئے ڈیزائن کا ہے ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ یہ چیز کس ملک کی ہے یہ کس دکان سے خریدی کیا کوئی جدید ترین شئے بازار میں آگئی ہے پیچھے پڑے رہتے ہیں دنیا کی رنگینیوں میں ڈوب جاتے ہیں۔

جدید طرز کی عمارتیں بنائی جارہی ہیں ہر ایک سے آگے نکلنے کی جستجو کی

جا رہی ہے زندگی کے تمام شعبوں میں انسان کا یہی حال ہے۔
یہ سب چیزیں زھد کے خلاف ہیں اگر آپ زاہد نہ ہوئے تو دنیا میں صبر سے کام نہ لے سکیں گے۔ دنیا کی مصیبتیں انسان کو کسی کام کا نہیں چھوڑتیں وہ قضاؤ قدر الہی (خدائی مصلحتوں) پر اعتراض کر کے سراپا کفر ہو جاتا ہے اور اسلام سے خارج۔

دنیا میں کھلنے والے غنچے جلد مرجھا جائیں گے

"لا تمدن عینیک الی ما متعنا بہ ازواجا منھم"

"ترجمہ" اور ہم نے جو ان (کافروں) میں سے کئی قسم کے لوگوں کو (چند روزہ دنیاوی) نفع کا سامنا دے رکھا ہے تو اس کی طرف اپنی آنکھیں نہ پھیلا۔

عربی زبان میں زھدہ شگوفہ کو کہتے ہیں۔
کتنا تازہ ہوتا ہے مگر جلد مرجھا جاتا ہے ذرا دیر نہیں لگتی نت نئے ملبوسات' شاندار بلند و بالا عمارتیں یہ رنگینیاں' یہ ٹھاٹ باٹ سب ختم ہو جائے گا۔
تمہاری جوانی اور زندگانی سب خاک میں مل جائے گی۔ دنیا کی بے ثباتیوں کا شکار نہ ہوں دنیا ہی کو سب کچھ قرار نہ دو چند روز سے یہی بات آپ کے ذہن میں بٹھانے کی کوشش کر رہا ہوں۔
ایمان' قرآن' اسلام' عقل' علم اس کے نصیب میں آتا ہے جو حیات بعد از موت (آخرت) میں دلچسپی لیتا ہے اور اسے سنوارنے کے درپے

ہے۔

حتی یکون الموت مانسا الذی نستانس بہ

"صحیفہ سجادیہ"

انسان اس منزل پر پہنچ جائے کہ موت کو یاد کرکے خوش ہو جب کوئی مشکل آجائے تو موت کو یاد کرکے اسے آسان بنا دے۔

موت امن و امان اور سکون قلب کا سبب قرار پائے۔ موت کی رغبت موت سے ہے مومن موت کا منتظر رہتا ہے اور موت کا طالب۔ اسے موت کے ذریعہ عالم اعلیٰ (آخرت) کی حیات جاودانی حاصل کرنے کا اشتیاق ہوتا ہے تاکہ لافانی و لازوال اور سعادتوں سے بھری زندگانی نصیب ہو۔

اگر موت مطلوب و مقصود مومن ہوجائے تو یہ اس کے عقل اور ایمان کی تکمیل کی علامت ہے۔

عرب سردار کی رستم فرخ زاد سے گفتگو

اسلامی تعلیمات کا آئینہ دار ایک واقعہ آپ کی خدمت میں پیش کرتا چلوں

عربوں اور ایرانیوں کے مابین ہونے والی پہلی جنگ کے بعد (جس میں مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی تھی) ایرانی سردار رستم فرخ زاد نے ایک عظیم الشان لشکر تیار کرکے 'قادسیہ' کا رخ کیا۔

عربوں کے حملے کو روکنے کی خاطر وہ خود ایک رات کو لشکر اسلام کی

طاقت کا جائزہ لینے نکلا ہے تاکہ ان کی قوت کا اندازہ کرسکے۔ ذاتی تحقیق کے بعد اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ مسلمانوں کی تعداد بہت کم ہے لیکن انکا رعب دبدبہ زیادہ ہے۔ عرب سردار زھرہ بن عبداللہ کو اسی رات بلاتا ہے اور کہتا ہے کہ عرب ہمیشہ ہمارے جیرہ خوار تھے ہم نے ہمیشہ تمہارے طرفداری کی جب کبھی دشمن تم پر حملہ آور ہوتا ہم نے تمہارا ساتھ دیا اب تم ہمارے ساتھ ایسا ناروا سلوک کیوں کرتے ہو ایرانیوں سے تمہیں کیا لینا۔

میں تمہیں ایران کے خزانے سے اتنا مال دے دیتا ہوں کہ تمام عمر بیٹھ کر کھاؤ تو ختم نہ ہو۔

عرب سردار نے جواب دیا۔ آپ نے جو کچھ بیان کیا درست ہے لیکن پہلے صورتحال کچھ اور تھی جہالت کے اندھیرے چھائے ہوئے تھے کیا تمہیں معلوم نہیں چند سال قبل اللہ تبارک و تعالی نے ہمارے لئے اپنا ایک خاص نبی ہدایت کی خاطر بھیجا جس کا نام نامی محمدؐ ہے اور انہوں نے نور کی شمع روشن کردی ہے اللہ کی وحی کے ذریعے انہوں نے ہمیں زندگی کا جامع دستور عطا کیا ہم میں ایک عظیم انقلاب برپا کردیا ہے۔ اب ہم مسلمان ہیں اور ایک مسلم کے نزدیک مال و دولت کی کوئی اہمیت نہیں ہاں البتہ پہلے ہم مال دنیا کے لئے جنگ کرتے اس لئے کہ ہم مسلم نہیں تھے لیکن اب دنیا کی ہماری نظروں میں کوئی اہمیت نہیں ہے (یہ وہی زھد ہے جو اسلامی تربیت کا حصہ ہے)

رستم فرخ زاد یہ باتیں سن کر بڑا حیران ہوا تعجب ہے تمہیں مال و

دولت کی تمنا نہیں پس جنگ کس لئے ؟

جواب ملا

ہم اس لئے آتے ہیں کہ توحید کا پرچم بلند کریں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے جھنڈے گاڑ دیئے جائیں۔

لوگ موحد (ایک خدا کے ماننے والے) ہوجائیں شرک' بت پرستی' آتش پرستی اور شخصیت پرستی کے دیئے بجھ جائیں۔

ایک اللہ کی عبادت ہو اور کسی کو غیر اللہ کی پوجا کا موقعہ نہ دیا جائے

لتخرج العباد من عبادہ الاوثان الی عبادہ اللہ (نہج البلاغہ)

ہم یہاں اس لئے آئے ہیں کہ امتیازی طبقات ختم ہوجائیں امیر غریب سب برابری کی بنیاد پر زندگی گزاریں' ہر انسان ماں باپ کی نسبت سے ایک ہی ہے۔ کسی کو کسی پر برتری حاصل نہیں علاوہ تقویٰ کے۔

"ان اکرمکم عنداللہ اتقکم" (سورہ حجرات آیت ۱۳)

"ترجمہ" یقیناً" اللہ تعالی کے نزدیک تم میں زیادہ مکرم وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیز گار ہے۔

فلاں شخص اس مرتبہ پر فائز ہے وہ وہاں کا حکمراں ہے وہ یہاں کا گورنر ہے یہ سب نہیں۔ معیار کی بلندی صرف اور صرف تقویٰ تقویٰ اور تقویٰ کی بنیاد پر ہو۔

رستم سوچ میں پڑگیا کچھ دیر کے بعد اس نے کہا۔

یہ تو بڑی اچھی باتیں ہیں لیکن ہمارے ملک میں اسپر عمل نہ ہوسکے گا

اچھا صبر کرو میں اپنے رفقاء سے مشورہ کرلوں رات اسی طرح گزر گئی رستم نے اپنے بزرگوں سے مشورے کئے سب نے ایک زبان ہوکر کہا بھلا یہ کون ہوتے ہیں ان کی حیثیت ہی کیا ہے ؟ ہم جنگ کریں گے اور انہیں ادب سکھائیں گے۔

رستم نے سعد وقاص کو پیغام بھجوایا کہ اپنا سرکاری نمائندہ بات چیت کے لئے روانہ کرو تاکہ س سے مذاکرات کئے جائیں بہتر ہے کہ بات صلح پر ختم کردی جائے۔

ربعی بن اکرمہ کو مسلمانوں کے نمائندہ کی حیثیت سے ایک مرتبہ اور مذاکرات کے لئے روانہ کردیا گیا۔

اس سے قبل رستم فرخ زاد نے اپنے حواریوں سے کہا کہ کیوں نہ اپنے مال و دولت اور جاہ و جلال کا چھوٹا سا مظاہرہ کردیا جائے ممکن ہے اس طرح ہماری دھاک مسلمانوں پر بیٹھ جائے اور یہ ساری رنگینیاں دیکھ کر وہ متاثر ہوجائیں۔ ایسا ہی کیا گیا۔

ایک عالی شان پنڈ ل بنایا گیا دنیا جہان کی آرائش اعلیٰ ترین قیمتی قالین کا فرش بچھایا گیا اس پر سونے کی کرسیاں لگائی گئیں غرض کے ان سے جو ہوسکا کیا۔ رستم نادان کو معلوم نہیں تھا کہ اسلام نے اپنے پروکاروں کی تربیت کس طرح سے کی ہے اگر کوئی اسلام کے تابع ہوجائے تو دنیا اس کی نظروں سے گر جاتی ہے صرف خدا بڑا نظر آتا ہے بس اللہ اکبر غیر اللہ ہیچ ہے۔

ای تو بزرگ و ہمہ عالم حقیر

ربعی بن اکرمہ گھوڑے پر سوار ہو کر مسلمانوں کے سرکاری نمائندہ کی حیثیت سے رستم کے پاس آئے رستم نے انہیں خوش آمدید کہا۔ انہوں نے جب یہ سارا ڈارمہ دیکھا تو سمجھ گئے کیا ماجرا ہے۔ عمدہ قالینوں کو گھوڑے کے پیروں تلے روندتے ہوئے سیدھے مسند کے قریب آگئے گھوڑے کو لگام دی کہ کہاں باندھیں فوراً" حاضر دماغی کا مظاہرہ کیا نیزہ نکالا اور قیمتی قالین میں سے گزارتے ہوئے زمین میں گاڑ دیا اور نیزہ پر لگام باندھ دی۔

ایرانیوں نے شور مچایا یہ کیا کر رہے ہو؟

جواب ملا۔ ایک کھونٹے میں اور اس میں کیا فرق ہے میرے نزدیک دونوں برابر ہیں۔ ایک نیزے کو لاٹھی کے طور پر استعمال کیا۔ تخت پر سب بیٹھے تھے انہوں نے قیمتی قالین کو بھی اٹھا کر زمین پر بیٹھنا مناسب سمجھا۔

رستم نے کہا اے عرب یہ کیا کر رہے ہو؟ یہ زر (سونے) کے تاروں سے بنا ہوا قالین ہے۔ اسے چھوڑ کر زمین پر کیوں بیٹھتے ہو؟

ربعی نے جواب دیا ہم مسلمانوں کے لئے زمین قالینوں سے زیادہ اہم ہے ہمارے پیغمبروں نے فرمایا ہے کہ میں خاک نشینی کو تادم مرگ ترک نہیں کروں گا۔ (خاک نیشنی میں بڑا روحانی لطف ہے) انسان روح میں علو واقعہ ہوتا ہے۔

ربعی اس رویہ کے ذریعہ سمجھانا چاہتے تھے کہ تم ہمیں کیا متاثر کرو گے۔

ایک مسلمان کے لئے تو یہ ساری دنیا بے وقعت ہے وہ تو عالم اعلی (آخرت) کا طالب رہتا ہے حیات ابدی کا متمنی۔

حیات فانی چاہے جتنی عمدہ ہو اس کے لئے بے قیمت ہے جتنا چاہو تخت و تاج کو سجا ڈالو یہ تابوت بنتا ہے۔ لہذا آغاز ہی میں اس سے دل نہ لگاؤ۔

آخر کار دشمن کا یہ منصوبہ بھی ناکام ہوگیا۔

رستم اور اس کے رفقاء کار اسلامی احکامات اور رسول گرامیؐ کی تعلیمات سے شدید متاثر ہوئے اور حیران رہ گئے آپ لوگ یہاں کیا لینے آئے ہیں رستم نے وہی جملے دھرائے جو زہرہ بن عبداللہ کیساتھ گفتگو میں ادا کئے تھے۔کوئی نئی تجویز پیش نہ کی۔

اس پر ربعی نے کہا۔ اب تم لوگوں کا کیا ارادہ ہے۔

ہم مسلمان تمہیں تین چیزوں کا مشورہ دیتے ہیں۔ انہیں مان لو

مسلمان ہوجاؤ

طبقاتی امتیازات ختم کردو

غیر اللہ کی پوجا کا سلسلہ بند کرو

ہاں کی صورت میں ہم واپس چلے جاتے ہیں۔

مسلمان مال دنیا کی خاطر جنگ نہیں کرتے اگر تم لوگ اپنا عقیدہ درست کرلو آتش پرستی ترک کردو تو ہماری طرح ہی ہو۔

اگر اسلام قبول نہیں کرتے تو جزیہ دینا ہوگا یہ اسلام کے سامنے عاجزی کا اظہار ہے۔

اگر نہیں تو جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔

رستم نے مہلت طلب کی تاکہ ایک بار اور اپنے ساتھیوں سے مشورہ کرلے۔ ربعی نے کہا۔ مسلمانوں کا طریقہ یہ ہے کہ تین روز کی مہلت دی جاتی ہے تاکہ اچھی طرح سوچ بچار کرلی جائے۔ ان تین تجاویز پر بخوبی غور کرلو۔

رستم نے کہا کمال ہے تم اس طرح اعتماد سے کہہ رہے ہو جیسے تم ہی سب کچھ ہو کیا تمہارے اوپر کوئی اور حاکم نہیں ؟

ربعی نے جواب دیا اسلام کا حکم یہی ہے اگر ایک سپاہی کسی کو امان دے تو سب اس پر متفق ہو جاتے ہیں۔ ہمارے یہاں چھوٹا بڑا نہیں سب ایک ہوتے ہیں۔ اچھا تو میں چلتا ہوں تین روز تک اچھی طرح سوچ سمجھ لو۔

رستم فرخ زاد صلح کا خواہش مند تھا لیکن اس کے حواریوں نے اس کے موقف کی مخالفت کی آخر کار جنگ ہوئی دشمن کو شکست ہوئی اور مسلمانوں نے جنگ قادسیہ فتح کرلی۔ میرا مقصد واقعہ کو بیان کرنے کا یہ تھا کہ میں اس وقت کے مسلمانوں کے جذبہ ایمان کی ہلکی سی تصویر کشی کرسکوں اس وقت مسلمان کیسے تھے اور آج کے مسلمان کی حالت کیا ہے مسلمان اسے کہا جاتا تھا جس کے نزدیک آخرت اہم تھی نہ کہ دنیا اور اس کی رنگینیاں۔ خدا لعنت کرے ان پر جنہوں نے اسلام کا چہرہ مسخ کرکے پیش کیا۔ معاویہ (لعین) اور اس کے چیلوں نے لوگوں کو ظاہری حکومت و ریاست جاہ و جلال اور مال و ثروت کی طرف مائل کیا پیغمبر

گرامیؐ نے اسلام کی بنیادوں کو جن مستحکم خطوط پر استوار کیا تھا اور اس کی حفاظت کی ذمہ داری مولائے کائنات کے سپرد کی تھی معاویہ نے اسے ملیا میٹ کرڈالا۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم علی علیہ السلام کو مومنین کا امیر مقدر کرکے گئے اور لوگوں نے امیرالمومنین کا ساتھ چھوڑ کر معاویہ کا ہات تھام لیا اور وہ بھی انہیں وہیں لے گیا جہاں وہ خود ہے قیامت تک اس کی خباشتیں یاد رہیں گی۔

اگر انسان زہد اختیار کرلے تو زندگی میں پیش آنے والی مصیبتیں اور مشکلات اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں۔ دنیا کی چند روزہ زندگی کیا ہے جس کو دیکھ کر مسلمان مرعوب ہو۔

مسلمان اور مفلسی سے خوف؟

ہر آن کسی کہ دندان دہد نان دہد

مسلمان موت سے نہیں ڈرتا وہ نہ اپنی موت سے خائف ہے اور نہ اپنے عزیزوں کے مرنے سے اس پر کوئی اثر ہوتا ہے۔

(ومن زهد فی الدنیا هان علیه مصیبات الدنیا)

زھد کا تعلق دل سے ہے

ہمارے سمجھانے کا مطلب یہ ہے کہ تم صرف دنیا ہی کے نہ ہو کر رہ جاؤ ہم نہیں کہتے کہ لباس زیب تن مت کرو اجتماعی زندگی گزارنا چھوڑ دو۔

مروی ہے کہ جب امام جعفر صادق علیہ السلام کے نئے لباس پہننے پر کسی نے اعتراض کیا کہ یہ آپ کے آباء و اجداد کی راہ روش کے برخلاف ہے علیؑ تو دسیوں پیوند لگے کپڑے پہنتے تھے اور فرماتے تھے

"استحییت من راقعہا"

اس زمانے میں تو آپ لوگ ایسا لباس پہنا کرتے تھے آپ کی دادی فاطمہؑ بقول سلمانؓ کے بارہ کھجور کے پتوں کے پیوند لگی چادر اوڑھا کرتی تھیں۔

امام کا جواب بھی ملاحظہ فرمائیں۔

میرے آباء و اجداد کا زمانہ بڑا مفلسی کا زمانہ تھا لوگ اس وقت ایک وقت کی روٹی کو ترستے تھے قحط پڑا ہوا تھا پیغمبروں اور اماموں کو ہر زمانہ کے مفلس ترین لوگوں کی طرح زندگی بسر کرنی ہوتی ہے اس دور میں غریب ترین لوگ اسی طرح رہا کرتے تھے۔

اور اب صورتحال یکسر بدل چکی ہے۔

اگر میں اس دور میں اپنے جد علی علیہ السلام کی طرح کا لباس زیب تن کروں تو لوگ میرا مذاق اڑائیں گے۔

لہذا ضروری ہے کہ زمانہ کے مطابق قدرے بہتر لباس پہنوں۔

آپ نے اعتراض کرنے والے شخص سے فرمایا میرے قریب آؤ امام نے اسے نئے کپڑے کے نیچے پہنے ہوئے پرانے لباس کو دکھایا پیوند لگا لباس پہنے ہوئے تھے امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا نیچے والا لباس خدا کے حضور انکساری کی علامت ہے اور اوپر والا تیرے اور

تیری طرح کے لوگوں کے لئے۔
معلوم ہوا کہ زمانہ کے ساتھ چلنا بھی ضروری ہے۔
زھد کا تعلق قلب سے ہے تمامتر وسائل زندگی کے ہمراہ زھد اختیار کیا جاتا ہے آپ وسائل کی فراوانی کے باوجود س سے دل نہ لگائیں آپ کے ہواس عالم اعلی (آخرت) کی طرف مرکوز ہونے چاہئیں حوض کوثر سے اپنا دل اچاٹ نہ کریں میں لوگوں کے درمیان ہوں اور میرا دل (آخرت) میں کہیں اور ہے۔
آپ کسی سرسبز و شاداب مقام پر بیٹھے علیؑ کی قربت کو نہ بھول بیٹھیں۔ بنگلہ بنالیا تو یہ مت سمجھو کہ تم اپنی آخری مراد کو پہنچ گئے۔ تمہارا ہدف باغ رضوان ہونا چاہئے۔
مولائے کل اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب کے ہاں ایک مہمان آیا اس نے دیکھا کہ علی کے گھر میں غریب ترین افراد سے بھی کمتر درجہ کا سامان زندگی موجود نہیں مہمان کو چٹائی پر بیٹھنا پڑا۔
پیغمبر گرامیؐ کا بھی یہی حال ہے۔ ایک شخص آپ کے لئے کچھ تازہ کھجوریں لیکر آیا اور جس ظرف میں لایا تھا خالی کرکے اسے ساتھ لے جانا تھا آپؐ نے فرمایا ہمارے ہاں ان کھجوروں کو رکھنے کے لئے شاید ہی کوئی برتن موجود ہو گھر میں تلاش کیا نہیں ملا زمین سے مٹی کو صاف کیا اور کھجوریں رکھ دیں پیغمبر اور امام کو بھی کمزور ترین طبقہ کی طرح زندگی گزارنی ہوتی تھی۔
مہمان نے علی علیہ السلام سے عرض کی مولا آپ اپنے گھر کے سامنا کو

کیوں نہیں بڑھاتے آپ تو مسلمانوں کے پیشوا ہیں۔

آپ نے جواب دیا۔

ہم اہل بیت پیغمبرؐ جو بھی اچھی نئی چیز حاصل کرتے ہیں اسے اس گھر (آخرت) کی طرف روانہ کردیتے ہیں جو ہمارے پیش نظر ہے اور ہم اس گھر کی سجاوٹ میں مشغول ہیں۔ تم کو جو خالی خالی نظر آرہا ہے بہت کچھ تھا ہم نے پہلے ہی وہاں روانہ کردیا ہے۔

شیخ بھائی علیہ الرحمہ نے کشکول میں یہ روایت نقل کی ہے کہ کسی نے حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام سے عرض کیا۔

یا بن رسول اللہ آخر ہم مسلمان موت سے بڑے گھبراتے ہیں اور ایک آپ اہل بیتؑ ہیں جو ہر وقت اسے گلے لگائے رہتے ہیں

"لا نکم عمد تم الدنیا"

اصل میں تم سب کو دنیا آباد کرنے کی فکر رہتی ہے اور وہاں کا گھر ویران کر رہے ہو کوئی بھی عقلمند شخص آبادی سے ویرانی کی طرف نہیں جاتا کیا تمہیں معلوم ہے کہ تمہارا آخرت کا گھر صحیح حالت میں ہے؟

تمام عمر اپنی اس دنیا کو آباد کرتے رہے اگر تم سے کوئی شخص یہ کہنے کی جسارت کرے دو میٹر (قبر) جگہ کو آباد کرلو جس کی کھدائی تمہارے قد سے زیادہ نہیں تو کیا تم راضی ہوجاؤ گے۔

محمدؐ و آل محمدؐ اور ان کے خالص ترین شیعوں نے یہ پیشکش قبول کرلی ہے اور وہ موت کے مشتاق ہیں۔

"وما اولهنی الی اسلافی اشتیاق یعقوب یوسف"

خدایا! ہمیں بھی توفیق عنایت فرما کہ ہم بھی آخرت کی جانب متوجہ ہوجائیں اور اسے آباد کرلیں۔ تجھ سے پناہ مانگتے ہیں کہ کفار کی طرح کہیں ہم آخرت کو پس پشت نہ ڈال دیں اور ہمارا ایمان بھی عمر بن سعد کی طرح نہ ہوجائے وہ مسلمان تھا نماز، روزہ، قرآن، لیکن اس کا اسلام آج کے مسلمانوں جیسا تھا۔

کہتا تھا حسینؑ سے جنگ کرنے جارہا ہوں حکومت جو حاصل کرنی ہے بعد میں زیادہ سے زیادہ توبہ کرلیں گے۔

اس کا ایمان دنیا کے گرد گھوم رہا تھا۔ دل بھلانے کی خاطر توبہ کرلے گا۔ خدایا ایسے ایمان سے اپنی پناہ میں رکھ ہمیں حسینؑ اور علیؑ والا ایمان عطا فرما۔

تاکہ آخرت کی جانب ہماری توجہ مرکوز رہے۔

جو حسینی ہوگا اس کا دل بھی آخرت کی طرف مائل رہے گا۔

شب عاشور اپنے اصحاب سے امام حسین علیہ السلام نے فرمایا یہ یزیدی میرے خون کے پیاسے ہیں انہیں صرف مجھ سے کام ہے آپ لوگ چلے جائیں۔

لیکن کسی نے منہ نہ موڑا سب نے حسینؑ سے محبت کا اظہار کیا۔

اے حسینؑ آپ کے بعد زندگی بے فائدہ ہے اس سے بہتر موت ہے۔

آپؑ نے بشر خضر سے فرمایا کوفہ چلے جاؤ اپنے بیٹے کو قید سے رہا کرالو۔

وہ رونے لگے کہا میں زندہ نہ رہوں مجھے درندے کھاجائیں میں آپ کی نصرت سے دستبردار نہیں ہونا چاہتا بیوی بچوں سے زیادہ مجھے آپ عزیز ہیں میں کیسے آپ کو چھوڑ دوں ور بعد میں راستہ میں بیٹھ کر راہ گیروں سے پوچھوں کہ حسینؑ کیسے ہیں! السلام علیکم یا اولیاء اللہ و احبائہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"ترقب" انتظار مرگ

وجائت سکرہ الموت بالحق ذلک ما کنت منہ تحید و جائت کل نفس سائق و شہید

لقد کنت فی غفلتہ من ھذا فکشفنا عنک غطائک فبصرک الیوم حدید

(سورہ ق ۵۰ آیات ۲۰ تا ۲۲)

"ترجمہ" اور ایک (اعمال کا) گواہ (اس سے کہا جائے گا) کہ اس (دن) سے تو غفلت میں پڑا تھا تو اب ہم نے تیرے سامنے سے پردہ کو ہٹا دیا تو آج تیری نگاہ بڑی تیز ہے۔

موت کا انتظار ہر درد کی دواء

صبر کے بارے میں امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے کلام کی وضاحت کا سلسلہ جاری ہے وہ صبر جو ایمان کی پہلی اساس ہے ایمان اور صبر سر اور دھڑ کی طرح ہے۔

صبر کی چوتھی منزل "ترقب" یعنی انتظار ہے۔

چشم براہ رہنا اگر کوئی چشم براہ ہوجائے تو آنے والے کے انتظار میں گھڑیاں گنتا ہے وہ چاہتا ہے کہ گھنٹے ثانیوں میں بدل جائیں۔

سوال یہ ہے کہ کس کا انتظار؟

آپؑ خود فرماتے ہیں "ترقب" یعنی موت کا انتظار

شوق و اشفاق (امید و خوف) کے بارے میں بتایا جاچکا جو انسان

بہشت (آخرت) کا شوق اپنے دل میں رکھے گا وہ شہوتوں کا شکار نہ ہوگا اس لئے کہ اسے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جہنم کا پیش خیمہ ہیں اور وہ بہشت کا امیدوار ہے پس بلا وجہ جہنم کی راہ کیوں اپنائے۔

پیغمبر گرامیؐ کے حوالے سے صحیح مسلم میں یہ حدیث درج ہے کہ

خفت الجنہ بالمکارہ و خفت النار بالشہوات

(حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ)

دنیا کی سختیاں برداشت کرنے والا بہشت میں اور دنیا کی نیرنگیوں کا شکار جہنم میں جائے گا۔

ایک روایت میں ہے کہ جب اللہ تعالی نے بہشت بنائی تو جبرئیل نے کہا بھلا کون ہوگا جو اس عمدہ مقام تک خود کو نہ پہنچائے اور اس سے روگرداں ہو؟

ندا آئی بہشت کی راہ کو دیکھو

جبرئیل علیہ السلام نے مشاہدہ کیا رنج و مصائب کا تحمل اور خواہشات نفسانی سے اجتناب سے گزر کر بہشت جایا جاسکتا ہے اس کے طلبگار کم ہوں گے۔ جبرئیل امین علیہ السلام نے جہنم کو دیکھا کہنے لگے پروردگار اس عذاب کی طرف کون رخ کرے گا؟

ندا آئی۔ اس کا راستہ بھی دیکھ لو۔

نفسانی خواہشات و حیوانی حرکات جہنم تک رسائی کا ذریعہ ہیں۔ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی اس کے خریدار زیادہ ہوں گے

مولا علی علیہ السلام نے اس مفہوم کو ایک جملہ میں واضح کردیا

"من اشتاق الی الجنہ سلی عن الشھوات"

جو بہشت جانے کا مشتاق ہے اسے شہوت رانیوں کو ترک کرنا ہوگا۔

بہشت کا امیدوار شہوت کے راستہ وہاں تک ہرگز نہیں پہنچ سکتا۔

"ومن اشفق عن النار اجتنب المحرمات"

اگر کوئی شخص جہنم کے عذاب سے ڈر گیا تو مزید گناہ نہیں کرے گا۔

جو شخص گناہ کرتا ہے اس کی نظر میں جہنم کی آگ کوئی وقعت نہیں رکھتی وہ جہنم پر یقین نہیں رکھتا یہ ممکن نہیں جو شخص جہنم کے عذاب سے ڈرتا ہو گناہ کا ارتکاب کرجائے

زاھد فی الدنیا (دنیا سے بے رغبتی اختیار کرلینے والا) پر اس کی مشکلیں آسان ہوجاتی ہیں۔

صبر کی چوتھی اور آخری منزل "ترقب" (انتظار) ہے

"ومن راقب الموت سارع الی الخیرات"

اگر ہر مسلمان ۲۴ گھنٹوں میں ایک دو مرتبہ جہنم کے خوف کی شرط کے ساتھ موت کی یاد کو اپنا معمول بنالے تو واقعی مسئلہ ہی حل ہوجائے۔

کہیں ایسا نہ ہو کہ ابھی موت واقع ہوجائے موت ایک ایسا موضوع ہے جس میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ پوشیدہ رکھی ہے اس کا وقت کسی کو نہیں بتایا اور وقت کی پہچان کے لئے کوئی قاعدہ مقرر نہیں کیا۔

ہر انسان خواہ وہ کسی بھی سن و سال کا ہو اپنی موت کے امکان کو رد نہیں کرسکتا۔ تندرست و توانا ہو یا مریض و علیل کسی بھی لمحہ دونوں کی

موت واقع ہو سکتی ہے۔

سانس نکل گئی تو دوبارہ واپس نہ آئے گی۔

بندہ محاذ جنگ پر ہو یا گھر میں بستر پر پرسکون نیند سو رہا ہو بیدار ہو یا خوابیدہ

کوئی حالت موت کے خطرے سے خالی نہیں ہے۔

آپ بھی اس امکان کو مسترد نہ کریں بلکہ اسے ہمیشہ مدنظر رکھیں کہیں ایسا نہ ہو کہ آج کا دن میری زندگی کا آخری دن ہو ممکن ہے میرے حصہ کا کفن بازار میں آگیا ہو۔

اگر موت کے انتظار کی کیفیت آپ میں پیدا ہو جائے تو آپ کے تمامتر امور درست ہو جائیں گے۔ آپ ہر لحاظ سے ایک دم مطمئن ہو جائیں گے۔

مولا علی علیہ السلام کے خطبوں کا بغور مطالعہ کیا جائے تو جگہ جگہ موت کی یاد دھانی موت کے تذکرے اور موت کی ہولناکیوں کا ذکر ملے گا۔

اوصیکم بکثرۃ ذکر الموت و اقلال الغفلۃ عنہ

(نہج البلاغہ)

اے علی (علیہ السلام) کے شیعو

آپ کے مولا کی آپ سے یہی وصیت ہے کہ موت کا ذکر بکثرت کرو اور اس سے بے خبر نہ رہو۔

مت کہو میں جوان ہوں صحیح المزاج ہوں

تم اس چیز سے کیوں غافل ہو جو تمہیں نہیں چھوڑے گی

خشوع تکوینی برائے حق تعالی

ہاتھ پاؤں آنکھ کان منہ زبان کام کرنا چھوڑ دیں گے تو کیا اس وقت بندے بنو گے؟ اور اس کی بارگاہ میں جھکو گے؟

رمضان المبارک کی دعاء سحر میں ہے کہ تجھ سے ایمان کے ساتھ خشوع کا طالب ہوں آگ میں ذلت کے ساتھ جھکنے سے قبل وہ خشوع جو جان کنی کے عالم میں پایا جاتا ہے اگر ابھی پیدا ہوجائے تو کیا ہی اچھا ہو۔

دم توڑتے انسان کو آپ نے دیکھا ہوگا اس میں کتنی عجز و انکساری پائی جاتی ہے کاش کہ ایسا خشوع عام دنوں میں حاصل ہوجائے جوانی کے عالم میں اللہ کو پکارنا دل کے ساتھ اس کی بارگاہ میں خضوع و خشوع کرنا صرف زبان سے کہنا کافی نہیں۔

اگر انسان موت کا پیچھا کرنا شروع کردے تو بندہ بن جائے ایسا شخص کبھی میں میں نہیں کرے گا۔

خود کو شکستہ سا پائے گا۔

میری طاقت' میرا زور بازو' زور قلم' میرا مال و دولت' ان سب چیزوں کا خاتمہ ہوجائے گا۔

اس وقت کو یاد کرو جب تم ایک مچھر تک کو ہٹانے کی طاقت نہ رکھو گے وہ وقت یاد کرو زبان تک نہ ہلا سکو گے حافظہ کام کرنا چھوڑ دیگا یہاں تک کہ اپنے بچوں کا نام تک بھول جاؤ گے۔

اگر آپ نے جان کنی کے وقت کو یاد کرلیا تو آپ خاموش ہو جائیں گے آپ کا دنیا میں مستقل رہنے کا خواب بکھر جائے گا۔

جو شخص اپنی موت کو سامنے رکھتا ہے اس کے لئے انفاق (اللہ کی راہ میں خرچ کرنا) آسان ہو جاتا ہے۔ جن میں جذبہ انفاق کا فقدان ہے وہ موت کو فراموش کیے ہوئے ہیں۔

ورنہ اگر موت کی گھڑی کو نہ بھولے ہوتے اور خود کو برہنہ کیے جانے کا یقین ہوتا تو ضرور کہتے کیا ہی اچھا ہو کہ میرے پاس جو کچھ ہے اسے اللہ کی راہ میں خرچ کردوں۔

اگر موت کو پیش نظر رکھتے تو نیکی کی طرف لپکتے نیکیوں سے محرومی موت سے غفلت کا نتیجہ ہے۔

موت تلخ ہے لیکن اس سے بچاؤ کا بھی کوئی راستہ نہیں البتہ اس کا نتیجہ شیریں ہے۔

گھر سے بے پردہ نکلنے والی عورت

اس طرح سوچ کہ شاید گھر سے باہر میری موت واقع ہو جائے اور میں زندہ حالت میں گھر نہ پہنچ سکوں۔ کم از کم پردہ کا تو خیال رکھ

بغیر موزہ کے ننگے پاؤں گھر سے باہر نکلتے وقت یہ خیال کر کہ جب تیرے پاؤں کو کفن میں لپیٹا جا رہا ہوگا۔

اگر مولا علی علیہ السلام کی وصیت کو بغور سن لیں تو موت کو نہ بھولیں ساتھ ہی ایک واقعہ بیان کرتا چلوں۔

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ اپنی کتاب حیات القلوب میں اسکندر

ذوالقرنین کی طویل داستان رقم طراز کرتے ہوئے اس کی فتوحات کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ جب وہ ایک شہر میں پہنچا تو کیا دیکھتا ہے کہ ہر گھر کے سامنے قبریں بنی ہوئی ہیں اس نے شہر کی انتظامیہ کا پوچھا تو بتایا گیا کہ یہاں اس قسم کی کوئی چیز نہیں پائی جاتی حتی کہ یہاں کوئی عدالت بھی نہیں ہے۔ اسکندر نے حیران ہوکر کہا بھلا جہاں لوگ اجتماعی حیثیت سے زندگی گزار رہے ہوں وہاں کوئی انتظامیہ یا عدالت نہ ہو تو ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟

جناب یہاں اس شہر میں دو آدمی ایسے نظر نہیں آئے جو ایک دوسرے کے خلاف ہوں سب مل جل کر رہتے ہیں اور کوئی کسی سے نہیں لڑتا اسکندر بڑا حیران ہوا۔

اس نے اتحاد و یکجہتی کی علت دریافت کی۔

لوگوں نے جواب دیا

اصل میں ہم اپنے آباءو اجداد کے طریقے پر عمل کر رہے ہیں

جب ہمارے گھر کا کوئی فرد مرجاتا ہے تو ہم اسے گھر کی دھلیز پر دفنا دیتے ہیں یہاں کوئی مخصوص قبرستان نہیں ہے۔

یہ اس لئے ہے کہ جب ہم گھر سے نکلتے ہیں اور گھر میں داخل ہوتے ہیں تو صبح شام اپنے ابا و اجداد کی قبروں پر سے گزرتے جاتے ہیں اور ہمیں ان کی سرنوشت (انجام) سے آگاہی رہتی ہے لہذا کوئی گناہ یہاں نہیں ہوتا اور نہ کوئی اپنے بال بچوں کو تنگ کرتا ہے ماں باپ ' بہن بھائی وغیرہ سب کی قبریں ہماری نظروں کے سامنے ہوتی ہیں اور موت کو

اس طرح ہم صبح شام یاد رکھتے ہیں کوئی کسی کا مال نہیں چھوتا۔
جسے کل جینے کی امید نہ ہو وہ بھلا کیونکر کسی کو ناحق تنگ کرے؟ اور کیوں باہم دست و گریباں ہو؟ سارے فساد کی بنیاد موت سے غفلت ہے
قرآن کریم بھی اس طرف توجہ مبذول کرا رہا ہے

اولئک کالانعام بل هم اضل اولئک ہم الغافلون

سورہ اعراف ۷ آیت ۱۷۹

"ترجمہ" یہ لوگ گویا جانور ہیں بلکہ ان سے بھی کہیں گئے گزرے ہوتے ہیں لوگ (امور حق سے) بالکل بے خبر ہیں

غافل حیوان ہے اور حیوان انسانیت سے دور ہے انسان انس سے ہے اس غفلت کی وجہ سے تمام عالم بشر پریشان ہے۔ غفلت (موت سے) کے ہمراہ زندگی حیوانی ہے موت سے غفلت ساری پریشانیوں کا سبب ہے۔
ہم دنیا میں ہمیشہ پڑے رہنے کی فکر میں رہتے ہیں اور آخرت کا خیال دل میں نہیں لاتے۔ اس حقیقت کو تسلیم کرنے کے لئے تیار ہی نہیں ہیں کہ گزر جانے والے لوگوں کی طرح ہمیں بھی ایک نہ ایک دن مرجانا ہے موت کو فراموش کئے ہوئی ہیں آج کا معاشرہ اچھائیوں سے کس قدر محروم ہے۔
پہلے زمانہ میں لوگ کتنی نیکیاں کیا کرتے تھے خدا کی راہ میں دل کھول کر خرچ کرتے تھے اور اب ....
کوئی کام بھی کیا جا رہا ہے تو اس میں دکھاوے کا عنصر زیادہ ہوتا ہے یا پھر اپنا کوئی مفاد وابستہ ہوتا ہے۔

ہادی کا قتل اور ہارون کی خلافت

یقین کریں (موت سے) غفلت کے باعث انسان خدائی تک کا دعویٰ کرنے سے گریز نہیں کرتا خود کو خدا سمجھنے لگتا ہے۔ (نعوذ باللہ من ذالک) ایک واقعہ بیان کرتا چلوں تاکہ اب تک کی خشک باتوں کا ازالہ ہوجائے مورخین نے لکھا ہے کہ عباسی خلیفہ موسیٰ الہادی انتہائی درجہ کا شقی القلب اور غلیظ آدمی تھا۔ ایسا شخص جس نے زندگی میں کبھی موت کو یاد نہ کیا ہو اور ہمیشہ قتل و غارتگری کا بازار گرم رکھا ہو اس کا انجام بھی بڑا ہولناک ہوا ہرثمہ اس کا وزیر خاص تھا۔ گرمی کی ایک دوپہر کو خلیفہ نے ہرثمہ کو دربار میں طلب کرلیا اور اس پر درندوں کی طرح ٹوٹ پڑا کہا ہرثمہ سنا ہے میرا بھائی ہارون حکومت کا تختہ الٹنے کا خیال رکھتا ہے اور اس سلسلہ میں یحییٰ بن خالد برمکی اس کی مدد کررہا ہے درون خانہ میری معزولی کا منصوبہ بن رہا ہے اور ہارون کو میری کرسی دی جارہی ہے آج شب ہارون کے گھر پہنچو اور اس کا سر قلم کرکے میرے پاس لے آؤ۔ ملاحظہ کیجئے خلافت کی راہ میں حائل ہونے کے خدشہ کی وجہ سے اپنے بھائی کو قتل کردینا چاہتا ہے۔

ہرثمہ نے ہادی سے عرض کیا حیرت ہے عالی پناہ آپ اپنے ماجائے بھائی کو جوکہ نائب خلیفہ بھی ہے ہلاک کرنا چاہتے ہیں خدا اور عوام کو کیا جواب دیں گے؟

خلیفہ:۔ ہرثمہ مجھے سبق پڑھانے کی ضرورت نہیں جو بھی خلافت کی

راہ میں روڑے اٹکانے کی سازش کرے گا اسے نیست و نابود ہوجانا چاہئے ہاں دیکھ ہارون کو ہلاک کرنے کے بعد زندان میں جانا اور تمام علویوں اور سادات کو باہر نکال کر آدھوں کا سر قلم کردینا اور نصف کو سمندر میں غرق کردینا آج کے بعد کوئی شخص قید میں نہ رہے۔ سارے زندان خالی کردو آج رات ہی کوفہ پہنچ کر منادی کرادو کہ **عباسی النسل** شہر خالی کردیں اور بعد ازاں تمام شہر کو نذر آتش کردو شہر کوفہ کے چاروں طرف سپاہی بٹھا دو تا کہ جو شخص بھاگنا چاہے ہلاک کردیا جائے آج کے بعد اس شہر میں علی کا نام لیوا کوئی شخص نہ پایا جائے۔ کوفہ کو راکھ کا ڈھیر بنانے کے بعد اسے چٹیل میدان میں تبدیل کردو۔

ہرثمہ نے خلیفہ کو سمجھانے کی بڑی کوشش کی عالی جاہ ان بے چاروں نے کسی کا کیا بگاڑا ہے ان کا قصور کیا ہے اس طرح کا فرمان کیونکر جاری فرمارہے ہیں جس کے سبب اسقدر خون خرابہ ہو خلیفہ نے عجیب جواب دیا۔

مسلمان وہ ہے جو میرا تابع ہو (نعوذ باللہ من ذالک) بدبخت اپنے لئے خدائی کا قائل ہوگیا ہے' خلافت' مال و دولت کی فراوانی' عیش و آرام' شباب' جوانی موت کی فراموشی ان سب چیزوں نے ملکر اس کی زندگی میں کیسا طوفان برپا کردیا ہے وہ اپنی حیثیت بھی بھول گیا۔

ہرثمہ نے ان سب جرائم کے سامنے استعفیٰ دینا مناسب جانا خلیفہ سے کہا مجھے وزارت کی ضرورت نہیں یہ سب کچھ میں نہیں کرسکتا۔

ہرثمہ کا جواب سن کر خلیفہ غضب ناک ہوگیا اس نے کہا تم بھی

واجب القتل ہو میرے احکامات پر عمل کرنا ہوگا ورنہ تمہارا بھی سر قلم کر دیا جائے گا۔

جب یہ صورتحال دیکھی اور موت سر پر منڈلاتے ہوئے پائی تو ناچار حکم کی تعمیل کی حامی بھرلی۔

خلیفہ دستور دیگر اپنے قصر میں چلا گیا۔

ہرثمہ کے سر میں درد ہوگیا اسے عجیب سی بے چینی ہونے لگی خلیفہ کی ماں کو اطلاع ہوگئی کہ ہادی اپنے بھائی کے قتل کے درپے ہوگیا ہے۔

وہ ہادی کے پس آئی اور اپنے بیٹے کے قدموں میں آپڑی رونے پیٹنے لگی خدا کے لئے بیٹا ایسا نہ کرنا اپنے بھائی کا پیچھا مت لو برادر کشی آخر کیا معنی رکھتی ہے۔

بے رحم شقی القلب خلیفہ نے اپنی ماں کو لات مار کر پیچھے دھکیل دیا۔

وہ عقل کا اندھا اپنی ماں کا لحاظ بھی نہ کرسکا اس کے نفس میں ایسی طغیانی آئی کہ اسے کچھ دکھائی نہ دیا۔

لطف حق با تو مدارا ها کند

چونکہ از حد بگزرد رسوا کند

یکایک خلیفہ کی بیگم کے رونے کی آوازیں سنائی دینے لگیں خلیفہ کا انتقال ہوگیا خلیفہ مرگیا

ہوا یوں کہ ماں کے جانے کے بعد خلیفہ کھانا کھانے بیٹھا ہی تھا کہ اس کے گلے میں لقمہ پھنس گیا اور فوراً ہی وہ مرگیا۔

ماں کی نفرین نے اسے **اسفل السافلین** کی صف میں لا کھڑا کیا ہرثمہ کو

خلیفہ کی موت کی خبر دی گئی۔ ہرثمہ نے خلیفہ کے چہرے سے چادر ہٹائی تو دیکھا کہ اس کا منہ قبر کی سیاہی کی طرح سیاہ ہو چکا تھا

دیکھئے ایک ہی رات میں کایا پلٹ گئی ہارون کی جگہ ہادی کو سپرد خاک کردیا گیا اور ہارون تخت نشین ہوگیا۔

اس بات سے یہ نتیجہ نکلا کہ نفس کی طغیانی کو موت کی یاد اور دنیا کے فانی ہونے کے نظریہ کے علاوہ اور کوئی طاقت نہیں روک سکتی۔

یہی وجہ ہے کہ بعض بزرگ لوگ اپنے گھروں کے آگے دفن ہونا پسند کرتے تھے تاکہ نئی نسل موت کا منظر اپنی نظروں کے سامنے رکھے۔

سات سو سال قبل شیراز کے دکانداروں کی ایمانداری کی ایک مثال

ابن بطوطہ مصری نے ساتھ سو سال قبل جن ممالک کا سفر کیا تھا اسے سفرنامے کی صورت میں مرتب کیا۔

وہ بیان کرتا ہے کہ جب شیراز پہنچا تو جامع مسجد عتیق کا دورہ کیا مسجد کا تمام صحن سنگ مرمر کا بنا ہوا تھا ۲۴ گھنٹوں میں تین مرتبہ اس کی دھلائی ہوتی ہے کسی شخص کو جوتا پہن کر مسجد میں داخل ہونے کی اجازت نہ تھی نماز کے وقت لوگوں کا ٹھاٹیں مارتا ہوا سمندر مسجد کی طرف آتا دکھائی دیتا تھا مسجد کے باہر ایک بازار بھی تھا۔ (اب یہ بازار نہیں ہے) جس کی زیبائی بازار شام کے علاوہ میں نے کبھی نہ دیکھی۔ جب میں بازار

میں وارد ہوا تو میری نگاہ ایک دکاندار پر پڑی۔ جس کے پاس کوئی خریدار نہ تھا اور وہ قرآن کریم کی تلاوت میں مشغول تھا اس کی یہ بات مجھے بڑی بھائی اور میں اس کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔ احوال پرسی کی۔

دعا سلام کے بعد دکاندار نے مجھے بتایا کہ اسی دکان میں میری قبر بھی ہے اس نے فرش ہٹا کر قبر دکھائی واقعی بالکل تیار قبر تھی۔ اس کے نام کا کتبہ تک موجود تھا اس نے مجھے اس کی وجہ بتاتے ہوئے کہا۔ میں نے اپنی روزی کی جگہ کو قبرستان میں یوں تبدیل کر رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو نہ بھول سکوں موت یاد رہے اور اس طرح دنیا کے فریب کا شکار نہ ہوں اپنے خریداروں سے کسی قسم کا دھوکہ کروں اور باایمان اس دار فانی سے کوچ کرلوں۔

جب کوئی گاہک نہیں ہوتا تو یہاں بیٹھا قرآن کی تلاوت کرتا ہوں تاکہ نفس قابو میں رہے۔

تو یہ تھی ساٹھ سو سال قبل شیراز کے ایک دکاندار کی خدا ترسی کی ایک مثال اور اب دیکھئے صورتحال یکسر بدل چکی ہے سب لوگ (موت سے) غافل ہوچکے ہیں اب تو برسوں گزرجاتے ہیں اور کوئی موت کو یاد نہیں کرتا آخرت کے لئے کوئی فکر مند نظر نہیں آتا سب کی توجہ کار بنگلے اور دیگر مادی وسائل کی طرف مرکوز ہے۔

موت سے فرار ممکن نہیں خواہ نیکی کرو یا بدی

صبر کے آخری ستون یعنی موت کی یاد کو فراموش مت کرو اپنی موت

کی فکر کرو دوسروں کی نہیں ۲۴ گھنٹوں میں کم از کم ایک مرتبہ اپنے کفن کو دیکھو آخری سفر کے لئے آمادہ رہو۔ اگر آپ اپنا کفن پیشگی تیار رکھیں گے تو کیا موت قبل از وقت آجائے گی؟

اگر خود کو غفلت میں ڈالے رہیں گے تو کیا موت ٹل جائے گی؟

آپ موت کو یاد کریں یا نہ کریں موت اپنے مقررہ وقت پر آن پہنچے گی کیا یہ بہتر نہیں کہ انسان خود اسے نزدیک جانے

"الموت الموت ولا بدمن الموت جاء الموت بما فیہ من الروح والراحہ والکرہ المبارکہ لا زل دارالخلود اللذن کافن لہا مصمہم و فیہا رغبتہم و جاء الموت بما فیہ من الکرہ الحاسرہ لاھل دارالغرور اللذن کان لسا سعیہم و فیہا رغبتہم"

یہ ہے رسول خدا کا خطبہ اور آپ کی وصیت

الموت الموت مسلمانوں موت کو مت بھولو گھر سے باہر آؤ تو کہو شاید میں واپس نہ آسکوں اور گھر میں وارد ہو تو سوچو کہ شاید میں باہر نہ جاسکوں اگر آپ نے یہ طریقہ اپنا لیا تو آپ نیکی میں عجلت کریں گے۔

اگر ہم یہ سوچ لیں کہ یہ رمضان ہماری زندگی کا آخر رمضان ہے اور آئندہ سال منوں مٹی کے نیچے ہوں گے تو کیا ہی بہتر ہو۔ لیکن جناب ہم کہاں؟ اور موت کی یاد کہاں؟

نفس نہیں چھوڑتا کہ ایسا سوچیں۔

آج رات سے ایام البیض شروع ہو رہے ہیں (رمضان کی ۱۳، ۱۴ اور ۱۵ تاریخ) ان تاریخوں میں گناہگاروں کے سیاہ چہرے اللہ تعالی کی

برکتوں کے نزول سے سفید (نورانی) ہوجاتے ہیں اے سیاہ چہرے والو سفید صورت والے ہوجاؤ۔

اگر ان ایام کو اہمیت کی نظر سے دیکھتے ہو تو کہو اے اللہ میرا دل تو تیری طرف رجوع کرنے کو چاہتا ہے لیکن مجھ پر نفس کا غلبہ ہے میں اس طرح گناہوں کی حالت میں مرنا نہیں چاہتا مجھے معاف فرما۔

گناہ آخرت کی فکر کرنے کی مہلت نہیں دیتے

"الھم ارزقنا التجا فی عن دارالغرور دالانا بہ الی دارالخلود والا ستعداد للموت قبل حول الفوت"

شب عاشور جب امام مظلوم اپنی عزیز بہن جناب زینب کبریٰ (سلام اللہ علیہا) کو صبر کی تلقین کا ارادہ فرماتے ہیں تو کچھ دیر سوچنے کے بعد اس عظیم مصیبت کو برداشت کرنے کے لئے اس طرح آمادہ فرماتے ہیں

آپ موت کی جانب بہن کی توجہ مرکوز کراتے ہوئے کہتے ہیں اہل زمین سب مرجائیں گے اور نہ کوئی اہل سماء باقی رہے گا۔

ان اہل الارض یموتون و اہل السماء لا یبقون

میرے جدِامجد رسول خداؐ والد بزرگوار علی علیہ السلام اور والدہ گرامی جناب فاطمہؑ اور برادر حسنؑ مجھ سے بہتر تھے دنیا سے چلے گئے آخر حسینؑ کو بھی موت آنی ہے دنیا میں ہمیشہ نہیں رہنا کیا یہ بہتر نہیں کہ تمہارا بھائی خدا کی راہ میں مارا جائے

"لا یذھبن محلمک الشیطان"

صبر سے کام لینا کہیں ایسا نہ ہو کہ شیطان تمہارے صبر پر پانی پھیردے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لا تستوی الحسنہ ولا السیہ ادفع بالتی ھی احسن

کیا ظلم کی چکی میں پسنا اسلام کا حکم ہے؟

بعض ذہنوں میں یہ بات راسخ ہے کہ اسلام قرآن اور احادیث صبر کا حکم دیتی ہیں بلکہ صریحاً" بیان کیا گیا ہے کہ بغیر صبر کے بشر کو سعادت نصیب نہیں ہوتی بغیر صبر کے ایمان کی منزل طے نہیں کی جاسکتی بلکہ صبر کے بغیر دنیاوی زندگی بھی چین و سکون سے بسر نہیں ہو سکتی۔

کیا اسلام مسلمانوں کو یہ تعلیم دیتا ہے کہ دوسرے سے پٹ جاؤ مال و ثروت لٹ جائے تو کچھ مت کہو اور ظلم کی چکی میں پستے رہو۔؟

اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ صبر ظلم و ستم واقع ہونے کے بعد کیا جاتا ہے اور وقوع سے قبل ہر مسلمان پر تا حد امکان واجب ہے کہ اپنے جان و مال عزت و ناموس کا دفاع کرے جان کی حفاظت تادم آخر واجب ہے اگر دشمن کے مقابلہ کی سکت نہیں رکھتا تو واجب ہے کہ فرار اختیار کرلے تاکہ جان بچ جائے اور مال کے بارے میں یہ حکم ہے کہ اگر غیر ضروری ہے تو دفاع واجب نہیں مثلاً" کوئی ایسی پرانی چیز جو اپنی قیمت دے چکی ہو اور اہم نہ ہو اس کا دفاع واجب نہیں لیکن اگر کل معتلهہ الحففلی ہو جیسے کل سرمایہ جمع پونجی تو اس صورت میں دفاع واجب ہوجائے گا ایسے میں مزاحمت کریں اور اپنا مال کسی کے ہاتھ میں

نہ جانے دیں یا اگر کسی کو اپنی تمام جمع پونجی دے رکھی ہے تو اس کا مطالبہ واجب ہے یہاں پر معاف کرنے کی کوئی صورت نہیں بلکہ مزاحمت کریں کہ ضائع نہ ہونے پائے یا کوئی کھا نہ جائے البتہ اس حد تک کہ جہاں تک جان کی سلامتی خطرے میں نہ پڑتی ہو اگر جان کو خطرہ لاحق ہوتا ہو تو مال کا دفاع جائز نہیں خود کو مال پر فدا کرنا جائز نہیں ہے ڈاکو آگئے اور بندوق کے زور پر مال کا مطالبہ کیا تو اس صورت میں جان کی حفاظت مقدم رکھنا ضروری ہے۔

دنیا کی اتنی حیثیت تو نہیں کہ تم خود کو اس پر قربان کردو۔ ڈاکو کی گولی کا نشانہ بننے سے بہتر ہے کہ مال چلا جائے بعض لوگ مال کی اسمگلنگ کرتے ہیں اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر مال و دولت کی خاطر جان کو مال پر قربان کردیتے ہیں انسان کی جان عزیز ہے مال کا دفاع اس حد تک واجب ہے جب تک جان کو خطرہ نہ ہو ہاں اس حال میں کہ جب آپ کو اپنی جان کی سلامتی کا اطمینان ہو تو واجب الحفاظت مال کا دفاع ضروری ہے۔

مظلوم کا دفاع واجب ہے

کسی شخص پر ہونے والے مظالم کا دوسرے فرد پر دفاع واجب ہے یا نہیں؟

اگر شرائط پوری ہو رہی ہوں یعنی طاقت رکھتا ہو اور اس کا اثر بھی

ہو تو دفاع لازم ہے کسی کا مال لے جانے والے کو اس کی اجازت مت دو اگر کوئی کسی کے قتل کے درپے ہو تو جان بچاؤ البتہ اس شرط کے ساتھ کہ اپنی جان محفوظ رہے بعض اوقات بچانے والے کی جان کو خطرہ لاحق ہو جاتا ہے۔

نقصان سے محفوظ رہتے ہوئے کسی دوسرے کا دفاع لازم ہوتا ہے کسی نے یہ نہیں کہا کہ مسلمان کسی کے ناجائز دباؤ میں آکر ظلم کی چکی میں پستا رہے اگر اپنا اور دوسرے کا دفاع کرنے کی طاقت رکھتا ہے تو دفاع واجب ہے۔

(لایکلف اللہ نفسا الا وسعہا۔ الا ما اتاھا)

یہ دوسری بات ہے کہ انسان خود کو طاقتور سمجھنے لگے اور دنیا کی خوشنودی کی خاطر اپنے آپ کو زحمت میں ڈال دے۔

ایک متدین (سمجھدار) نوجوان نے سوال کیا کہ آیا بہتر زندگی کے لئے تگ و دو کرنا واجب ہے؟

میں بڑا خوش ہوا میرے خیال میں اس کی مراد حیات بعد از موت تھی میں نے جواب دیتے ہوئے کہا آفرین صد آفرین بیٹا ہر شخص پر واجب ہے کہ اپنی زندگی کو بہتر سے بہتر بنانے کے لئے بھاگ دوڑ کرے جب اس جہان میں جائے تو ساز و سامان ہمراہ ہو علم و عمل آخرت کے لئے ضروری ہے اپنی آخرت کے مستقبل کو سنوارنا ہر فرد پر واجب ہے۔

دنیا میں مطلق آرام محال ہے

الدنیا دارالاخرہ نوجوان کا سوال اسی دنیا کی بہتری کے لئے تھا۔ انسان اعلی مستقبل کی خاطر تگ و دو کرے تاکہ عمدہ اور پرسکون زندگی گزارے۔ میں کہاں چلا گیا اور وہ کیا پوچھنا چاہتا تھا میں نے جواب میں کہا اگر آپ دنیا کے عیش و آرام اور اعلی مستقبل کی بات کررہے ہیں تو اول تو یہ محال ہے کہ آپ اس کرہ ارض پر ایسی زندگی جو اول تا آخر مکمل چین سکون کے ساتھ بسر کی جاسکے حاصل کرلیں۔ آپ کوئی ایسا شخص بتادیں جسے زندگی میں کبھی کوئی تکلیف نہ پہنچی ہو جسے بڑھاپا نہ آنے کا یقین ہو یا اس کی جسمانی قوت کبھی نہ ختم ہونے والی ہو۔

اگر آپ چاہیں کہ حاسدوں کے حسد اور جنگ و جدال سے محفوظ اور آپ کی خواہش کے عین مطابق زندگی بسر ہو تو یہ ناممکن ہے۔

یک تن آسودہ در جہان دیدم
آن ہم آسودہ اش تخلص بود
دل بی غم دراین عالم نبا شد
اگر باشد بنی آدم بن شد

یہ ناہمواریاں اس عالم فانی و مادہ کا لازمہ ہیں کیوں؟

اس دنیا کی وجہ تخلیق حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ہے خود آپ کی زندگی سکون کے ساتھ نہ گزرسکی اس طرح بادشاہوں اور وزیروں کی زندگیاں مکمل عیش و آرام سے نہ گزریں اور

نہ آئندہ اس کا کوئی امکان ہے۔

دنیا حیوانوں کا اور آخرت مومنوں کا وطن ہے

اس دنیا میں انسان غریب الوطن ہے۔

ہماری مراد یہ ہے کہ کرہ ارض انسان کا وطن نہیں ہے بلکہ عالم اعلاء و آخرت اس کا وطن ہے زحمت غریب الوطنی کا لازمہ ہے کیا آپ وطن سے دور خوش رہ سکتے ہیں؟ اصلی وطن تو محمدؐ و آل محمدؐ کی قربت ہے (انشاء اللہ تعالےٰ)

اپنی اور حیوانوں کی زندگی کا جائزہ لیں تو دیکھیں گے کہ حیوانات کی زندگی آپ کی بہ نسبت کہیں بہتر ہے۔ آپ حیوانی زندگی کا اعلیٰ ترین انسانوں سے تقابل کریں تو حیوانوں کی زندگی ان سے بہتر نظر آئے گی اس لئے کہ حیوانات کا وطن دنیا ہے اے انسان تیرا وطن یہاں نہیں ہے۔

ترا ز کنگرہ عرش میز تند صفیر
ندانمت کہ دراین دامگہ چہ افتادہ است

بنی نوع انسان کی مطلق ابدی آرامگاہ محمدؐ و آل محمدؐ کی قربت (ہمسائیگی) کے علاوہ کہیں نہیں ہو سکتی۔

اے انسان اگر تو بہتر زندگی تک پہنچنے کی توقع رکھتا ہے یعنی ایسی زندگی کہ جس میں کسی قسم کا درد سر یا رنج و مصیبت نہ ہو تو ایسی زندگی بشر کے لئے دنیا میں تو محال ہے بلکہ آخرت میں اللہ تعالیٰ نے ایسی حیات کا انتظام فرمایا ہے اگر تم یہ چاہتے ہو کہ ایسی زندگی کے حصول کی کوشش

کرو تو یہ ضروری ہے کہ بھرپور سعی کرو خود اپنے اوپر عدل کو مکمل طور پر نافذ کرلو لیکن شرط یہ ہے کہ عدل خدا کے لئے ہو جس قدر بھی ممکن ہوسکے خواہ زن و شوہر کے تعلقات ہوں یہ بھی عدل کے ساتھ ہونے چاہیں عقل اور نفس کے درمیان بھی عدل ہی کو پھیلانا چاہیے۔ یعنی عدل خود اپنے وجود میں پیدا ہوجائے۔

سید بن طاؤسؒ اور منصب قضاوت

دربار خلافت سے سید بن طاؤسؒ کی خدمت میں تجویز پیش کی گئی کہ آپ تمام اسلامی بلاد کی قضاوت کا منصب اعلیٰ سنبھال لیں۔

جناب سید بن طاؤسؒ سادات کے نقیب اور اہل حلہ کے شیعوں کے سربراہ تھے آپ جب بغداد سے حلہ تشریف لائے تو یہ اہم پیشکش آپ کو کی گئی۔ واضح رہے کہ منصب خلافت کے بعد یہ سب سے بڑا عہدہ تھا سید بن طاؤس نے فرمایا کہ میں اس کام کے لئے موزوں نہیں ہوں لوگوں نے کہا آپ سے بڑھ کر بھلا کون صاحب عالم و تقویٰ ہوگا ہر شخص آپ کی صلاحیتوں کا معترف ہے۔

آپ نے فرمایا میں برسوں سے اپنے آپ سے جنگ کررہا ہوں کہ اپنے وجود کے ساتھ عدل و انصاف کرسکوں اپنی عقل کو اپنے نفس پر حاکم کروں اور میں اب تک اس میں کامیاب نہیں ہوسکا۔

آپ کی زبان، آنکھ، ہاتھ، پاؤں، دل و دماغ اور تمام وجود انسانی سراپا عدل ہوجائے (عدل یعنی حد سے تجاوز نہ کرنا ہے) کوئی ایسا معاملہ

جو عدل و انصاف کے تقاضوں کے تحت پورا کیا جاتا ہو؟ وہ کونسا عاقل ہے جو اپنے تمام اعضاء جوارح کے ساتھ مکمل انصاف کرتا ہو؟ بعض اوقات انسان ایک لقمہ زیادہ کھا کر اپنے معدہ کے ساتھ ظلم کرتا ہے ممکن ہے اس کا معدہ مزید ہضم کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو کبھی کسی کو نازیبا الفاظ کہہ کر دل آزاری کردی جاتی ہے کیا یہ ظلم نہیں ہے ایسا جملہ کیوں کہا جس کی وجہ سے کسی کو تکلیف پہنچی۔

اے عزیز جوان' پہلے خود میں عدل پیدا کرو۔ کوشش کروکہ ظالم نہ ہوجاؤ اپنی اصلاح کرنے کے بعد ظلم کی روک تھام کرو اور وہ بھی صرف اور صرف اللہ تعالی کی خوشنودی کی خاطر یہ اچھی بات ہے لیکن بعض اوقات انسان کے دل میں کچھ اور ہوتا ہے شیطانی مقاصد ہوتے ہیں ان کی تکمیل کی خاطر وہ ظلم کا سدباب کررہا ہوتا ہے۔

حیف ہے اے انسان تجھ پر کہ خدا کے علاوہ توکسی اور سے معاملہ کرے اور اپنی نفسانی خواہشات کی جانب لپکے۔ اگر آپ نے خدا کی رضا کے لئے کوئی کام کیا اور اس میں کوئی تکلیف اٹھائی تو اس کا اجر بھی آپ کو ملے گا

ذلک بانهم لا یصیبهم ظما ولا نصب ولا مخمصة فی سبیل الله ولا یطئون موطئا یغیظ الکفار ولا ینالون من عدو نیلا الا کتب لهم به عمل صالح ان الله لا یضیع اجر المحسنین (سورہ توبہ ۹ آیت ۱۲۰)

(ترجمہ) اس لئے کہ انہیں خدا کی راہ میں نہ تو پیاس کی تکلیف پہنچتی ہے اور نہ کوئی تکان' اور نہ کوئی بھوک اور نہ وہ کسی ایسی جگہ پر چلتے ہیں

جس سے کافروں کو غصہ دلائیں اور نہ کسی دشمن سے کچھ لے لیتے ہیں، مگر یہ کہ اس کے بدلہ میں ان کے لئے نیک عمل لکھ لیا جاتا ہے۔

یقیناً" اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

دکھاوے کے لئے نہ ہو تو اگر آپ دیکھیں کہ باپ بیٹے پر ہمسایہ ہمسائے پر اور ایک مومن دوسرے مومن پر ظلم کررہا ہے تو خدا کی خوشنودی کے لئے بیچ بچاؤ کروادیں اس دوران اگر آپ کو کوئی گزند پہنچ جائے تو اللہ اس کا اجر دیگا اس حالت میں اگر آپ کی موت بھی واقع ہوجائے تو خدا کے پاس آپ کا اجر موجود ہے البتہ اس شرط کے ساتھ کہ آپ کا عمل خالص ہو ریاکاری اس میں نہ ہو بصورت دیگر آپ کی محنت اکارت ہوجائے گی۔

والذین کفروا اعمالھم کسراب بقیعہ یحسبہ الظمان ماء

(سورنور ۲۴ آیت ۳۹)

(ترجمہ) اور جو لوگ کافر ہوگئے ان کے اعمال چٹیل میدان میں چمکتی ہوئی ریت کی مانند ہیں جسے پیاسا پانی گمان کرتا ہے۔

غیرالٰہی اہداف میں مرنا بیہودہ فعل ہے

غزالی نے نقل کیا ہے کہ کسی ایک غزوہ کے دوران ایک شخص شہید الحمار کے نام سے منسوب ہوگیا تھا۔ یعنی شہید راہ گدھا۔ ہوا یوں کہ اس بدبخت مسلمان کی نظر ایک کافر پر مرکوز ہوگئی جو اعلیٰ نسل کے گدھے پر سوار تھا اس کا دل گدھے پر آگیا اور اس نے ٹھان لی کہ کافر کو قتل

کر کے گدھا اپنے قبضہ میں کر لے گا اس قصد سے اس نے حملہ کر دیا لیکن معاملہ الٹا ہو گیا کافر نے مسلمان کو قتل کر دیا۔ گدھا تو کیا ملتا گدھے کی راہ میں جان دے ڈالی اس شہید کا ہدف کیا ہے؟ کیا چاہتا ہے یہ؟ جو بھی ہدف ہے اسی کے مطابق حساب کتاب ہونا ہے' اگر کوئی زمین کی خاطر لڑ رہا ہے تو اس حالت میں اس کی موت زمین کی راہ میں شہادت شمار ہو گی۔ انسانی جان کی قیمت زمین ہو !! تمام زمین اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے سب اشیاء اس رب العزت کی ملکیت ہیں اور یہ ہمیں عارضی طور پر ملی ہوئی ہیں آب و خاک کی اتنی اہمیت نہیں کہ ان کی خاطر اپنی جان دی جائے اور خدا سے معاملہ ہو۔

مثال کے طور پر کفار اسلامی مملکت کو ہڑپ کرنا چاہیں اور ظلم اور کفر کی ترویج کا ڈر ہو تو کفر و الحاد کی روک تھام کے لئے دفاع کیا جانا ضروری ہے اس راہ میں قتل کر دیئے جاؤ تو شہید راہ خدا ہو اس کے برعکس اگر ذاتی مقاصد یا دیگر اہداف کی خاطر لڑتے ہوئے مر جائے تو موت بھی ویسی ہی شمار ہو گی۔ یا مثلاً "یہ کہ لوگ اچھے نام سے یاد کریں ریڈیو' ٹیلی ویژن اور اخبارات میں اس کے تذکرے کئے جائیں واقعی کتنے تعجب کی بات ہے کہ اتنے فضول معاملات کی خاطر اپنی جان گنوا دی جائے انسان کو چاہئے کہ وہ عقلی استعداد میں اضافہ کرے غیر الٰہی مقاصد کی خاطر جان کی سودے بازی نہ کریں خود کو ان چیزوں سے بالاتر سمجھنا چاہئے کیا کوئی خدا جیسا معاملہ کرنے والا لا سکتا ہے جو جان و مال کا اس جیسا سودا کر سکے

ان اللہ اشتری من المومنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنہ

(سورہ توبہ ۹ آیت ۱۱۱)

(ترجمہ) بیشک اللہ تعالے نے مومنوں سے ان کی جانوں اور ان کے مالوں کو اس (قیمت) پر خرید لیا کہ ان کے لئے جنت ہو۔

ایسے عمدہ سودے کو چھوڑ کر سستی شہرت مال و ثروت اور دیگر بے ہودہ مقاصد کی خاطر جان کا سودا کرلیا جائے کیسی بدنصیبی کی بات ہے کیا خسارے کا سودا ہے۔ کرسی پر بیٹھنے کی خاطر جان کا سودا۔

ذہنی پستی کی اس سے بڑی مثال اور کیا ہو سکتی ہے

جسم سے جان نکلنے کے بعد روح کی یہ پستی کہ غیر خدا سے جان کا سودا کرلیا تو بھلا یہ کیسے ارتقاء کے مراحل طے کرے گی؟

لا تفتح لھم ابواب السماء ولا یدخلون الجنہ حتی یلج الجمل فی سم الخیاط (سورہ اعراف آیت ۴۰)

(ترجمہ) ان کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے اور نہ وہ جنت میں داخل ہوں گے۔ جب تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں نہ داخل ہو جائے۔

جیسا سوداگر ہو گا ویسا ہی معاملہ کرے گا۔

اگر کسی کو اپنے وجود کی حد معلوم کرنی ہو تو یہ دیکھ لے کہ اس نے کس کے ساتھ معاملہ کیا ہے وہ کس کے پیچھے دوڑ رہا ہے اگر آپ آب و گل کے پیچھے ہیں تو یہی آپ کی حد ہے دنیاوی خوشیوں کے پیچھے بھاگ رہے ہیں تو آپ کی قدر و منزلت بھی اسی قدر ہے۔

اگر آپ نے خدا سے اپنا معاملہ ترک کردیا اور نفسانی خواہشات اور آب و خاک کے ساتھ معاملہ کرلیا تو جان لیں کہ لحظہ بہ لحظہ روبزوال ہیں آپ جس قدر ایسے ہدف کو پہنچتے جائیں گے اتنے ہی اپنے اصلی ہدف سے دور ہوتے چلے جائیں گے کیا آپ نے نہیں سنا

"حلاوه الدنیا مراره الاخره" دنیا کی حلاوت آخرت کی تلخی ہے

آپ دنیا میں جتنا آرام حاصل کریں گے اتنا ہی آخرت سے محروم ہوتے چلے جائیں گے۔

رضوا بالحیوة الدنیا واطما نوا بہا (سورہ یونس آیت ۷)

(ترجمہ) اور وہ دنیا کی زندگانی پر راضی ہوگئے اور اسی پر مطمئن ہوگئے

جب پیسہ ہاتھ میں آتا ہے تو کس قدر دل خوش ہوتا ہے اور انسان سب کچھ بھول جاتا ہے اور دنیا سے مطمئن نظر آتا ہے۔

لیکن آپ مسلمان ہیں آپ کا عقیدہ ہے کہ آخرت حتمی ہے اور دنیا فانی جلد ختم ہوجائے گی۔

ان الساعة آتیة لاریب فیها (سورہ حج آیت ۷)

(ترجمہ) اور یقیناً" قیامت کی گھڑی آنے والی ہے اس میں کوئی شک نہیں۔

آپ کو دنیا سے اس قدر خوش نہیں رہنا چاہیئے بلکہ حوض کوثر تک پہنچنے کی آرزو دل میں رکھنی چاہیئے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی حیات طیبہ کے آخری ایام میں فرمایا میں دنیا سے جلد رخصت ہونے والا ہوں جلد آپ کے

درمیان سے چلا جاؤں گا اور حوض کوثر پر کھڑا آپ کا انتظار کروں گا وہاں مجھ سے ملنے آنا۔

اب جو بھی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شیدائی اور ان کا مومن ہے وہ تا قیام قیامت اپنے حواس کو مرکز تک رسائی کے لئے آمادہ رکھے۔

یہ کسی نے نہیں کہا کہ دنیا کو بالکل ترک کردو بلکہ یہ بات بتائی گئی ہے کہ حرص مت کرو اپنے دنیاوی فرائض بھی بطور احسن انجام دو اس میں سستی مت کرو قرآن کریم میں ارشاد ہو رہا ہے۔

وسارعوا الی مغفرہ من ربکم (سورہ آل عمران آیت ۱۳۳)

(ترجمہ) اور اپنے پروردگار کی مغفرت اور (اس) جنت کی طرف جلدی کرو نیکی کی طرف دوڑو سستی مت کرو اور اپنے دائمی آرام کو حوض کوثر پر پہنچ کر حاصل کرو

نیک کام میں ایک دوسرے سے سبقت لو

فاستبقوا الخیرات (سورہ بقرہ آیت ۱۴۸)

(ترجمہ) پس تم (اے مسلمانو) نیکیوں کی طرف سبقت کرو

مولا علی (علیہ السلام) کوفہ کی سخت گرمی میں آخرت کے لئے سامان کرتے ہیں۔

بحارالانوار کی نویں جلد میں یہ روایت ہے کہ جناب امیرالمومنین

علی ابن ابی طالب علیہ السلام کوفہ کی سخت گرمیوں کے ایک دن زوال آفتاب سے قبل زیر آسمان ایک دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے راوی نے عرض کیا آپ اس قدر شدید دھوپ میں کیوں بیٹھے ہیں سایہ میں کیوں نہیں چلے جاتے۔

آپ نے فرمایا یہاں اس لئے بیٹھا ہوں شاید کوئی نیکی کرسکوں ممکن ہے کسی مظلوم کی فریاد رسی کرسکوں ابھی یہ گفتگو ہورہی تھی کہ ایک عورت روتی پیٹتی آپؑ کی خدمت میں آئی اے امیرالمومنین میری مدد کیجئے میرے شوہر نے مجھے دھکے دیکر گھر سے نکال دیا ہے آپؑ نے پوچھا تیرا گھر کہاں ہے؟ عورت نے کہا فلاں محلہ کی رہنے والی ہوں، مولا علیؑ اور میں اس عورت کے گھر پہنچے دق الباب کیا شوہر نے دروازہ کھولا وہ آپ کو پہچان نہ سکا آپؑ نے فرمایا تم اپنی عورت کا خیال کیوں نہیں کرتے اور اس کے ساتھ انصاف سے کیوں پیش نہیں آتے آپ نے اسے چند نصیحتیں کیں اور فرمایا اس کے ساتھ محبت سے پیش آیا کرو شوہر کو غصہ آگیا اور اس نے اول فول بکنا شروع کردیا عورت سے کہنے لگا تونے اس مرد کو درمیان میں کیوں ڈالا اب تو میں تجھے مزید تنگ کروں گا۔ مولا نے یہ سنا تو ذوالفقار نیام سے نکال لی تجھے امر بالمعروف کررہا ہوں اور تو آپے سے باہر ہوا جارہا ہے۔

شوہر نے دیکھا کہ معاملہ گڑبڑ ہے اتفاق سے چند لوگ وہاں سے گزر رہے تھے آپ کو دیکھ کر رک گئے اور کہا

السلام علیکم یا امیرالمومنینؑ اب تو اس شخص کو یہ بھی علم ہوگیا کہ

آپ علی ابن ابی طالب امیرالمومنینؑ ہیں فوراً اپنی غلطی پر نادم ہوگیا اور آپ کے حضور معافی مانگنے لگا اور کہا مولا آپ کی آمد کے طفیل میں اسے گھر میں آنے دیتا ہوں بلکہ وہ مجھے روندتی ہوئی گھر میں داخل ہو۔

مولا علی علیہ السلام نے اس کے اس جذبہ کی تعریف کرتے ہوئے اس کا شکریہ ادا کیا اور عورت کو ساتھ خیریت کے اسکے گھر پہنچایا اس کے بعد آپ نے اللہ تبارک و تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اس نے یہ توفیق بخشی کہ دو دلوں کو ملانے میں کامیابی نصیب ہوئی۔ (بحار الانوار جلد ۹)

ہر شخص کو اپنی استطاعت کے مطابق کسی مظلوم آفت زدہ مصیبت کے مارے کمزور و ناتواں کی اصلاح و فریاد رسی کرتے رہنا چاہئے آخر کار عمر کا ہر سانس قیمتی ہے اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی ضرورت ہے۔

ہر نفس را انفاس عمرت گوہر یست
آن نفس سوی خدایت رہبری است

نفسانی خواہشات سے دامن چھڑا کر اللہ تبارک و تعالیٰ کے ساتھ معاملہ کرلو۔

تمہاری ابدی آسائشیں موت کے بعد ہیں اللہ کرے کہ تمہاری قبر نور سے منور ہو اور تم دوزخ کے سخت عذاب سے محفوظ رہو۔

القبر روضہ من ریاض الجنہ او حضرہ من حضرات النیران

(بحار الانوار جلد سوم)

اصل میں مسئلہ یہی ہے کہ آپ آخرت میں سرخ رو ہوں وہاں عیش و

آرام کی ابدی زندگی بسر کریں یا پھر جہنم کے دردناک عذاب میں ہمیشہ تڑپتے رہیں یہ آپ کے اعمال پر موقوف ہے۔

دعا کمیل میں آپ پڑھتے ہیں **(ظلمت نفسی)**

خدایا میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا اور ہوا و ہوس میں مبتلا ہو گیا تو ہی میری مدد فرما میری انا ختم ہو جائے اور میں ایسا ہو جاؤں کہ جیسا تو چاہتا ہے میری دنیا طلبی آخرت طلبی میں تبدیل ہو جائے (آمین)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

”صبر“

یا ایہا الذین امنو اھل ادلکم علی تجارہ تنجیکم من عذاب الیھم تومنون باللہ ورسولہ و تجاہدون فی سبیل اللہ باموالکم وانفسکم۔ یغفرلکم ذنوبکم ویدخلکم جنت۔ تجری من تحتہا الانہار ومساکن طیبہ فی جنت عدن ذلک الفوز العظیم۔ واخری تحبو نہا نصرمن اللہ و فتح قریب

(سورہ الصف آیات ۱۲۔ ۱۱۔ ۱۰)

(ترجمہ) اے وہ لوگو! جو ایمان لاچکے کیا میں تمہیں ایسی تجارت بتاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے نجات دے تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔

وہ (اللہ تعالیٰ) تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں جنتوں میں داخل کرے گا' جس کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور پاکیزہ مکان (دے گا جو) ہمیشہ رہنے والی جنتوں میں ہیں یہ بہت بڑی مردا پانا ہے۔ اور دوسری چیز (بھی دیگا) جسے تم پسند کرتے ہو یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد اور قریبی فتح۔

گفتگو کا سلسلہ صبر اور اس کی اہمیت کے بارے میں جاری ہے گذشتہ بحثوں کے دوران یہ ثابت کیا گیا ہے کہ صبر کے بغیر ایمان کی درستگی نہیں ہوسکتی بلکہ ایمان اور صبر ایک دوسرے کی علت و معلول ہیں یہ ایک

دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتے یعنی جب تک ایمان نہیں ہوگا انسان صبر نہیں کر سکتا اور اگر صبر نہ کیا تو ایمان پیدا نہ ہو سکے گا بلکہ مراتب کے اعتبار سے اگر کسی شخص میں صبر پیدا ہو جائے تو ایمان کا رتبہ بڑھ جاتا ہے۔

اور یہ بات اس چیز کا تقاضہ کرتی ہے کہ صبر کا رتبہ ایمان سے بلند تر ہے اور ایمان کے مراتب میں سے ایک مرتبہ کا تقاضہ یہ ہے کہ وہ صبر ہی کی قسم سے ہے یعنی اگر صبر سے کام لے گا تو یہ سبب بنے گا ایمان کی زیادتی کا اور ایمان کا زیادہ ہونا یہ علت ہے صبر کے زیادہ ہونے کی۔

صبر اور ایمان مراتب کے اعتبار سے ایک دوسرے کی علت و معلول ہیں جب تک ایمان کی بنیاد نہیں پڑے گی صبر محال ہے اگر ایمان پیدا ہو گیا تو صبر ایمان کے قوی تر ہونے کا سبب قرار پائے گا اور ایمان قوی تر ہوگا تو یہ صبر کی قوت کو زیادہ سے زیادہ بڑھانے میں اہم کردار ادا کرے گا اور نتیجتہً ایسے شخص کے ایمان کے مدارج بڑھتے چلے جائیں گے۔

ماں کے دودھ پر بچہ کا ایمان

ناچار ہوں کہ اس حقیقت کو اس مثال سے واضح کروں

بچہ دودھ پینے کی عمر تک یعنی ایک سے دو سال کے دوران ماں کے دودھ کے علاوہ کسی چیز پر ایمان نہیں رکھتا اس کی تمامتر توجہ ماں کے دودھ پر ہی مرکوز رہتی ہے اگر اس کا دودھ چھڑا دیا جائے تو وہ صبر نہیں

کر سکتا بے چین ہوجائے گا رونے دھونے لگے گا اور کسی دوسری چیز سے نہیں بہلے گا اس کے صبر نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ دودھ کے علاوہ کسی دوسری چیز سے واقف ہی نہیں ہے لیکن جب دو سال یا اس سے اوپر ہوجائیں گے تو آہستہ آہستہ دوسری چیزوں اور غذاؤں سے آشنا ہوجاتا ہے لہٰذا جو دلچسپی وہ ماں کے دودھ میں لیتا تھا اب نہیں لے گا اب وہ ماں کے دودھ کے بغیر بھی رہ سکتا ہے دوسری غذاؤں سے مانوس ہوجاتا ہے اور کچھ عرصہ کے بعد تو اس کی بالکل ضرورت محسوس نہیں کرتا اس لئے کہ اب اسے مکمل طور پر دیگر غذاؤں سے انسیت ہوگئی ہے۔

صبر اور آخرت پر ایمان

آپ بھی جب تک عالم غیب سے واقف نہ ہوں گے اور خدا و آخرت پر ایمان نہیں لائیں گے اور دنیا کی علاوہ آپ کی سمجھ میں کچھ نہیں آئے گا اس وقت تک دنیا میں پیش آنے والی مشکلات اور مصائب پر صبر آپ کے لئے ممکن نہ ہوگا۔ کوئی ایک بڑی مشکل آپ کے لئے عذاب بن جائے گی کیونکہ آپ کی ذہنی سطح ہی محدود ہوگی جیسے شیر خوار بچہ اپنی کل کائنات ماں کے دودھ کو ہی سمجھ بیٹھتا ہے۔

اگر آپ آخرت پر ایمان لے آئے اور **الذین یومنون بالغیب** آپ کی سمجھ میں آگیا تو آپ کو ابدی آرام نصیب ہوجائے گا اگر آپ نے درک کرلیا کہ یہ دنیا عارضی اور گزرگاہ ہے تو آپ کو آخرت میں عظیم خوشیاں ملیں گی۔

"فلا تعلم نفس ما اخفی لہم من قرۃ العین

آپ کو علم نہیں ہے کہ عالم غیب میں آپ کے لئے کیسی کیسی عمدہ نعمتیں تیار کی گئی ہیں اگر آپ نے یقین کرلیا اور پیغمبر گرامیؐ کے ارشادات پر ایمان لے آئے تو آپ کا دل دنیا سے اچاٹ ہو جائے گا آپنے دنیا سے دل لگا لیا تو جان لیں کہ اس کی خوشی اور غمی یہیں تک رہے گی۔

"وما ھذہ الحیوۃ الدنیا الا لہو"

تمہیں دنیا کے علاوہ اور کچھ نظر نہیں آتا اس کے بعد اصل حیات شروع ہوگی آپ صبر سے کام کیوں نہیں لیتے دنیا پر اپنی ہر چیز نچھاور کردی ہے اس لئے کہ آپ مکمل طور پر عالم اعلاء سے غافل و بے خبر ہیں۔

بل ادراک علیہم فی الاخرہ بل ھم منہا فی شک بل ھم منہا عمون

انسان کی ذہنی سطح اور علم کی مادی دنیا اور اس کی رنگینیوں تک ہی محدود ہوگئی ہے اسے آخرت کا ادراک نہیں ہوا ستر برس پیدا ہوئے ہوگئے اور اب قبر میں پاؤں لٹکائے ہوئے ہیں اور آخرت کی الف ب سے واقفیت نہیں جبکہ آخرت کا ایک روز دنیا کے پچاس ہزار سال کے برابر ہے اس سے بڑی اور کیا بات ہوسکتی ہے۔

فی یوم کان مقدارہ خمسین الف سنہ

جلد فنا ہوجانے والی دنیا کو اس قدر اہمیت دینا بے صبری کرنا مسئلہ یہ ہے کہ آپ کو آخرت کی خبر نہیں اور قرآنی وعدوں پر شک کرنا تردید کا شکار رہیں خدا کے وعدوں پر یقین نہیں کیا ہے آپ نے۔

فلا تحسبن اللہ مخلف وعدہ رسلہ ۔ ومن وفی بعہدہ من اللہ

خدا نے آپ کو عظیم وعدہ دیا ہے اگر آپ اس پر ایمان لے آئے یعنی ۔جیسا کہ انبیاء نے فرمایا ہے۔ اگر آپ نے یقین کرلیا اور آخرت کا انتظار کیا تو آپ باور کریں کہ آپ میں صبر کی قوت پیدا ہوجائے گی وہ لوگ جو دنیا کو اہمیت دیتے ہیں اصل میں انہیں آخرت سے بے خبری ہے اگر عقلی ارتقاء حاصل ہوگئی اور عالم غیب کی حقیقت عیاں ہوگئی تو دنیا کے جھمیلوں میں نہیں الجھوگے۔ اور ایک دوسرے سے دست و گریباں نہیں ہوگے۔

آپس کی ناراضگی اسلام سے خارج ہونے کے برابر ہے

اہل بیت علیم السلام سے مروی ہے اصول کافی میں اور من لا یحضرہ الفقیہ صدوق علیہ الرحمہ نے خاتم الانبیاء رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے ایک سند متصل نقل فرمائی ہے کہ

اگر کوئی مرد یا عورت تین روز تک کسی سے ناراض رہے اور اس دوران صلح و آشتی نہ کرے وہ حقیقی اسلام سے خارج ہے اور اگر وہ اس حالت میں مرجائے تو کفر کی موت مرے گا۔

ایما مسلمین تہاجر افمکثا ثلثا لا یصطلحان الا ماتا خارجین عن الاسلام لم یکن بینہما ولا یۃ (سفینۃ البحار جلد دوم صفحہ ۶۹۸)

دنیا اس قدر تیرے نزدیک اہم ہوگئی ہے اور آخرت کی کوئی پرواہ نہیں بہشت اور جہنم کو قصہ کہانی سمجھ بیٹھے ہو تمہارا ایمان اس دنیاوی زندگی تک محدود ہوکر رہ گیا ہے اگر کوئی حیات بعد از موت کا یقین کرے

تو دنیا اس کے نزدیک حقیر ہو جائے۔

کس چیز کا خوف نیند اڑا دیتا ہے؟

اگر کسی نے آپ کی پیٹھ پیچھے برائی کردی تو آپ کی رات کی نیند اڑ جاتی ہے جبکہ قبر کی پہلی رات کے شوائد کا سن کر تم پر کوئی اثر نہیں ہوتا معلوم ہوتا ہے کہ تمہارا ایمان اس دنیا تک ہی محدود ہے۔ دنیاوی عزت و شہرت مال و دولت مقام و منصب تک ہی محدود ہو کر رہ گئے ہو۔

آیا کوئی ایسی شب آئی ہے جو اس اہم مسئلہ پر سوچ کر تمہاری نیند اڑ گئی ہو؟ عالم اعلیٰ و آخرت پر جیسا ایمان ہونا چاہئے ویسا نہیں ہے خدا و آخرت پر ایمان اور منکر و نکیر کے سوال جواب پر یقین نہیں ہے دل جس طرح اس دنیا کے جھمیلوں میں لگا رکھا ہے اس طرح آخرت کی فکر بھی کرلوں۔ تمہارا دل دنیا پر اور تمہارا ایمان دنیا تک محدود ہے اسے تبدیل کرو ایسا نہ ہو کہ کہیں برزخ میں ڈال دیئے جاؤ اس بات سے ڈرتا ہوں کہ جب تمہیں قبر میں لے جایا جائے تو چلا پڑو اور کہو کہ اے خدا مجھے ایک مہلت اور دے دے تاکہ دنیا میں واپس جاکر نیکیاں کروں اور جواب مکمل نفی میں ملے۔

رب ارجعون لعلی اعمل صالحا فیما ترکت کلا......

ساتھ ہی ایک اور حقیقت بیان کرتا چلوں

(اسئلک الامن و الایمان بک و التصدیق نبیک)

صبر کی برکت سے ایمان کے درجات بلند ہوتے ہیں۔

خدا اور آخرت پر ایمان لے آئے تو سب سے پہلا فائدہ آپ کو یہ ہوگا کہ آپ گناہوں سے اپنا دامن بچالیں گے اور اگر آپ اس مہم میں کامیاب ہوگئے تو آپ کے ایمان کے درجے بلند ہوتے چلے جائیں گے۔

پیغمبر گرامیؐ ارشاد فرما رہے ہیں اگر آپ نے مصیبت پر صبر کیا تو آپ کے ایمان کے درجے بلند ہوں گے آپؐ کا ارشاد ہے کہ اگر اولاد کے مرنے یا مال کے ضائع ہوجانے پر صبر کیا تو تین سو (۳۰۰) درجے ایمان کے بلند ہوں گے جبکہ ہر درجہ زمین سے عرش تک بلند ہوگا اور اگر واجبات الٰہی پر صبر کیا تو ۶۰۰ درجے بلند ہوں گے۔ ہر درجہ زمین کی تہہ سے عرش کی انتہا تک بلند ہوگا۔

گناہ کے مقابلے میں صبر کیا تو ۹۰۰ درجے ایمان میں اضافہ ہوگا اس طرح ایمان قوی سے قوی تر ہوتا چلا جائے گا۔

(بحوالہ (لئالی الاخبار)

ایمان میں تقویت صبر کی قوت میں اضافہ کا باعث ہوتی ہے اور انسان ایمان کے ذریعہ صاحب حظ عظیم ہوجاتا ہے میں نے مثال دی تھی کہ جب ماں اپنے بچے کا دودھ چھڑانا چاہتی ہے تو اسے بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے بچہ ماں کے دودھ کا عادی ہوچکا ہوتا ہے اور وہ کسی قیمت پر دودھ چھوڑنے کو تیار نہیں ہوتا سمجھدار اور دلسوز ماں یہ کام ایک دم انجام نہیں دیتی بلکہ آہستہ آہستہ یہ مہم سر کرتی ہے پہلے

اسے میٹھی میٹھی مزیدار چیزوں سے آشنا کرتی ہے جب بچہ دودھ چھوڑنے کے لئے آمادہ ہوجاتا ہے تو کوئی کڑوی چیز پستان پر مل کر اسے کسی قدر ناراض کرتے ہوئے یہ سلسلہ ختم کراتی ہے ماں نے بچہ کو بتدریج اس بات پر تیار کیا کہ وہ دودھ پینا بند کردے لہذا بچہ بھی اس تلخی کو برداشت کرنے پر راضی ہوجاتا ہے۔

دنیا کے مصائب اور مشکلات کی تلخی اللہ تعالی ثواب کے ذریعہ دور فرماتا ہے ماں سے زیادہ مہربان اللہ جس شخص کو آخرت کے رموز سے آشنا کرنا چاہتا ہے جسے چاہتا ہے الہی و محمدیؐ صفات کا مالک بنادے اسے دنیا کی خوشیوں کو تلخ کرکے پیش کرتا ہے یعنی اسے بندے پر مشکلات ڈالکر اسے آخرت کی جانب متوجہ کرتا ہے تاکہ وہ طالب آخرت ہوجائے۔ یاد رکھیے۔ بلائیں نازل ہونا مومن کے لئے سب سے بڑی نعمت ہے یہ بلائیں تمہیں فرش سے عرش پر پہنچا دیتی ہیں طرح طرح کی مصیبتیں اللہ تعالی مومن پر نازل کرتا ہے تاکہ وہ تلخ مراحل سے کامیابی کے ساتھ گزرنے کے بعد آخرت میں ابدی آرام حاصل کرسکے۔

خصوصا" موت کے قریب سخت قسم کی بیماریاں بندے پر اتارتا ہے تاکہ ان مشکلات کو دیکھ کر انسان روحانی ارتقاء حاصل کرے اور آخرت کی طلب میں اضافہ ہو۔

بعض بزرگوں نے اس روایت کی کئی وجوہ بیان کی ہیں۔

ماترددت فی شئی کترددی فی قبض روح مومن

(اصول کافی کتاب کنزالایمان وا لکفر)

اس معتبر حدیث میں تردد سے مراد بلائیں لی گئی ہیں جب عبد پر معبود کا لطف و کرم ہوتا ہے تو معبود سخت مصیبتیں ڈال کر اس کو آخرت کے لئے تیار کرتا ہے۔

کئی روایات میں وارد ہے کہ سخت ترین مصائب و مشکلات پہلے پیغمبروں اور اولیاء اللہ پر نازل ہوتی ہیں اور بعد میں ایمان کے مراتب کے لحاظ سے مومنوں کو ان کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

اشد الناس بلاء الانبیاء ثم الذین یلونهم قالا مثل قالا مثل

(سفینۃ البحار جلد اول صفحہ ۱۰۵)

آپ نے سنا ہوگا کہ مصائب و مشکلات کے لحاظ سے اجر و ثواب کے مراتب میں اضافہ ہوتا ہے اس معیار کے تحت خدا انسان کو اعلیٰ ترین مقام پر پہنچا دیتا ہے اس کے علاوہ اور کوئی صورت نہیں ہے اگر آپ چاہیں کہ عیش و آرام کے ذریعے ایمان کے بلند درجات تک پہنچ جائیں تو یہ آپ کی خام خیالی ہے۔

دعاء ندبہ کے آغاز میں پڑھتے ہیں

بعد ان شرطت علیهم الزهد فی درجات هذه الدنیا الدنیه

پیغمبروں اور آئمہ کے ساتھ بھی شرائط رکھی گئیں کہ زہد و صبر اختیار کرنا ہوگا۔

اگر صبر سے کام نہ لیا تو ذہنی ارتقا حاصل نہ ہوگا کٹھن سے کٹھن مراحل میں صبر و تحمل کا مظاہرہ کریں تاکہ اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اپنا لطف و کرم فرماتا رہے۔

آخرت میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی تلافی اس طرح فرمائے گا
قیامت کے روز پروردگار عالم مومن سے عذر خواہی فرمائے گا

یارب ازیک بار گوئی بندو ام
بگزرد از عرش اعظم خندہ ام

ندائے غیبی آئے گی اے مومن آج دنیا میں تجھ پر ڈالی گئی مصیبتوں کی تلافی چاہتے ہیں۔

جو شخص غیب پر ایمان رکھتا ہے اور ان مفاہیم کو درک کرتا ہے یقین کریں کہ وہ صابر ہوگیا۔

آخرت میں ایمان کے یہ مدارج یہاں تک اپنا اثر دکھائیں گے کہ غیب سے آواز آئے گی کہ بندہ تونے دنیا میں مصیبتیں اٹھائیں آج تجھے اختیار ہے جس کی چاہو شفاعت کردو۔

بحوالہ (بحار الانوار جلد ۱۵)

لھذا گھر کا کوئی فرد بیوی یا بچہ بہن یا بھائی اور جو عزیز بھی دنیا سے ایمان کے ساتھ اٹھے گا وہ دوسروں کو شفاعت کے ذریعے بہشت تک پہنچا سکے گا۔

ایک روایت میں ہے کہ جب مومن بہشت میں جانے کے لئے جہنم کے پاس سے گزرے گا تو ایک جہنمی آواز دے گا اے مومن تم کیسے پہنچے ایسے اعلیٰ مقام پر تجھے یاد ہے میں نے فلاں روز تیرے ہاتھ میں پانی کا جام دیا تھا آج میری فریاد کو پہنچ۔ (بحار الانوار جلد ۱۵)

مومن کی عظمت قیامت کے روز آشکارا ہوگی ہمارا رب سپاس گزار

ہے۔

ان ربنا لغفور شکور

بندہ کے صبر کا شکریہ ادا کرتا ہے۔

اے پروردگار عالم!

تو حسین علیہ السلام کے صبر کا کس طرح شکریہ ادا فرمائے گا؟

اللہ رب العزت فرماتا ہے تمام افتادہ حال لوگوں کی شفاعت کے سزاوار ہو۔ اے حسینؑ۔

لہٰذا پیغمبر گرامی مرتبت صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں

اے حسین! اے میرے لخت جگر! تمہارا مقام بہشت میں ایسا اعلیٰ ہے کہ بغیر شہادت کے وہاں تک نہیں پہنچ سکو گے۔ صبر عظیم کے نتیجے میں تم اس عظیم الشان مقام پر پہنچو گے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لتبلون فی اموالکم وانفسکم ولستمعن من الذین اوتو الکتاب من قبلکم و من الذین اشر کوا اذی کثیرا ولئن صبر تم ان ذلک لمن عزم الامور

گناہ کے سامنے صبر دشوار تر ہے لیکن اس کا ثواب بھی بہت زیادہ ہے

اصول کافی میں حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفے صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے مروی ہے کہ مصائب و مشکلات کے مقابلے میں صبر پر تین سو درجے ایمان کے بڑھتے ہیں واجبات دین احکام الٰہی کے مقابلہ میں صبر کرنے پر ۶۰۰ درجے بلند ہوتے ہیں جبکہ گناہ پر صبر کرنے کے سبب سب سے زیادہ ثواب ملتا ہے یعنی ایمان کے ۹۰۰ درجے بلند ہوتے ہیں کیونکہ یہ واجبات الٰہی اور مصائب و مشکلات کے مقابلے میں سب سے زیادہ مشکل مرحلہ صبر ہے لھذا اس کا ثواب بھی اس وجہ سے زیادہ ہے۔

گناہ کرتے ہوئے اپنے آپ کو سنبھال لینا نہایت مشکل کام ہے۔ ایسے حالات میں جبکہ گناہ کا تمامتر زمینہ فراہم ہو اور موجود مقتفی مانع بھی نہ ہو تو بڑا دل گردہ چاہیے گناہ سے بچنے کے لئے کسی خلوت کے مقام پر اجنبی مرد اور عورت دونوں گناہ پر راضی ہوں اور ایسا کرنے سے باز رہیں واقعی نہایت مشکل کام ہے۔ کوئی اختیار میں رکھتے ہوئے خیانت نہ کرے گناہ سے دامن بچالے بھوکا رہے اور مال حرام نہ کھائے۔

لھذا رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایسے شخص کے لئے ثواب

بھی زیادہ بیان فرمایا ہے یعنی ۹۰۰ درجے ایمان کے بلند ہوں گے ہر درجہ زمین کی تہہ سے آسمان کی انتہاء تک بلند ہوگا۔

اول تو ہر مسلمان پر واجب ہے کہ واجبات و محرمات کو جان لے اور پھر اس کوشش میں رہے کہ واجب اس سے ترک نہ ہو اور حرام کام کا ارتکاب نہ کرے۔

ہر حرام کام جو انسان سے سرزد ہوتا ہے ایمان کے مدارج میں کمی کا باعث بنتا ہے اگر گناہ کی مقدار میں اضافہ ہوجائے تو ایمان کی اساس کو خطرہ لاحق ہوجاتا ہے اگر آپ نے گناہ پر صبر نہ کیا تو یقین کریں کہ آپ کے ایمان کی بنیادیں ہل جائیں گی۔

مسلسل گناہ کرنے والوں کا انجام یہ ہوتا ہے کہ وہ اللہ کی نشانیوں سے پھر جاتے ہیں اور ان کا مذاق اڑانے لگتے ہیں اگر مشکل مراحل پر انسان صبر سے کام نہ لے تو اس کا ایمان تنزلی کا شکار ہوجاتا ہے۔

تکوینی اور غیر اختیاری ناہمواریاں

ناہمواریوں اور مشکلات کے مقابلے میں صبر پہلے درجے میں آتا ہے انسان کی خواہشات کے خلاف چیزوں کی دو قسمیں ہیں ایک کا نام تکوینی ہے یعنی وہ امور جو انسان کے فعل سے کوئی تعلق نہیں رکھتے لیکن انسان کے نفس کے لئے باعث اذیت ہیں مثلاً" بیماری جو انسان کے اختیار میں نہیں یا تہی دستی و غربت جو کہ قضاء قدر الٰہی ہے یعنی مصلحت و حکمت پروردگار جسے وہ خود جانتا ہے عزیز و اقارب کی اموات قرآن مجید میں

کئی مقامات پر اس امر کی تکرار کی گئی کہ موت دینا خدا کا کام ہے۔

تکوینی مشکلات مثلاً" شدید گرمی اور سردی جسے انسان پسند نہیں کرتا یا رزق کا قحط وغیرہ ایسے حالات میں صبر کرنا واجب ہے اور کسی کو اس پر اعتراض نہیں کرنا چاہیے۔

ہر تکوینی مکروہات کے سامنے ہر مسلمان پر صبر کرنا واجب ہے خدا کی خدائی میں دخل دینا اور اس کے کاموں پر اعتراض کرنا کفر کی حد میں آتا ہے اگر انسان ان خدائی امور پر دل سے معترض ہے تو یہ حرام ہے اگرچہ زبان پر نہ بھی لائے مثال کے طور پر بیماری طول پکڑ جائے اور بے صبری کا سبب ہوجائے اور انسان خدا کو (نعوذ باللہ) مقصد ٹھہرائے تو یہ حرام ہے اس مقام پر صبر کرنا ضروری ہے اپنے پروردگار پر کوئی اعتراض نہیں کرنا چاہیے۔

کتاب وسائل الشیعہ میں آداب مریض کے باب میں کثیر روایات موجود ہیں ایک روایت میں ہے کہ معصومؑ سے پوچھا گیا کہ صبر با شکایت اور صبر بے شکایت کیا ہے؟

تو جواب دیا کہ جب مریض سے کوئی اس کا حال دریافت کرے تو وہ کہے کہ میں ایسی بلا میں مبتلا ہوگیا ہوں جس میں آج تک کوئی شخص مبتلا نہیں ہوا تو اسے صبر با شکایت کہیں گے آج کی رات مجھ پر ایسی گزری جو کسی پر نہ گزری ہوگی پتہ نہیں میں نے کیا کردیا جو اللہ میرے ساتھ ایسا کررہا ہے؟

لیکن اگر یہ کہے کہ گذشتہ رات میں شدید بخار میں مبتلا تھا تو کوئی حرج

نہیں مثلاً " یہ کہہ دے کہ پچھلی رات میں سو نہ پایا اور اے بندہ مومن میری صحت یابی کے لئے دعاء کر تو اس میں کوئی عیب نہیں ہے۔

قضاء الٰہی پر اعتراض بے ایمانی کا نتیجہ ہے

فلا وربک لا یومنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما

تیرے رب کی قسم ایمان نہیں لائے مگر تاوقتیکہ اہل تسلیم (ورضا) نہ ہوں۔ **یسلموا تسلیما**

اگر خود کو خدا کا بندہ سمجھتے ہو تو تمہارے اعتراض کا کیا جواز ہے؟ چون وچرا کیوں کرتے ہو؟ اگر یہ جانتے ہو کہ تمہارا خالق اللہ ہے اور تم اس مدبر کے ماننے والے ہو وہی تمہیں پیدا کرنے والا وہی مارنے والا وہی تمہاری حفاظت کرنے والا وہی رزق دینے والا اور تمہارے تمام امور کا رکھوالا ہے تو اس کے بعد تمہیں کوئی حق نہیں پہنچتا کہ تم اس کی ذات پر کوئی اعتراض کرو تم تو اس کی مخلوق ہو **تعقیبات** پنجگانہ میں اس بات کا اقرار کرتے ہو کہ

رضیت باللہ ربا

میں قلبی طور پر خوش ہوں کہ میرا رب اللہ تعالیٰ ہے

اگر تم اللہ کو اپنا مربی سمجھتے ہو تو ذاتی رائے اس کی کارگاہ قدرت

میں کیا معنی رکھتی ہے قانون قدرت میں خلل اندازی غلط چیز ہے پیغمبر گرامیؐ کی رحلت کے بعد مسلمانوں نے الٰہی قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے علی علیہ السلام کو خلافت سے دور رکھا اور یہ کہا گیا کہ علیؑ ابھی جوان ہیں مشرکین کو قتل کرنے میں بہترین ریکارڈ رکھتے ہیں۔ لہٰذا فی الحال بڑے بوڑھے قیادت سنبھالیں بعد میں علیؑ کا نمبر بھی آ ہی جائے گا یعنی خدا اور پیغمبرؐ کے کاموں پر اعتراض ہم ان سے بہتر جانتے ہیں (نعوذ باللہ من ذالک)

تکوینی امور اور مکروہات کے سامنے صبر واجب ہے اور اس میں چون چرا کی گنجائش نہیں ہے کہ جو اعتراض کے ضمن میں آتا ہے

البتہ رونے میں کوئی حرج نہیں لیکن گریبان پھاڑنا بال اور منہ نوچنا وغیرہ جائز نہیں ہے اس کا ذکر تمام فقہی کتب میں ملتا ہے۔

دوسروں کی جانب سے پہنچنے والی اذیتوں پر صبر کرنا۔

ان مکروہات کی دو قسمیں ہیں ایک وہ ہے جسے شرع مقدس نے حرام قرار دیا ہے اور گرفتار شدہ انسان کا شرع نے حق مقرر کیا ہے لیکن جو حق مقرر کیا ہے اس سے زائد بے صبری ہے اور یہ حرام ہے مثلاً " اگر کسی نے آپ پر کوئی نازیبا الزام لگادیا اور یہ حد قذف میں آتا ہے تو آپ کو قذف کا اختیار نہیں یعنی کسی پاکدامن کو زنا یا لواط کی نسبت دینا ممنوع ہے۔

پس کیا کریں ایسے شخص کو حاکم شرع کے پاس لے جائیں اگر حق

ثابت ہوجائے تو اسے اسی (۸۰) تازیانے کھانے ہوں گے اور اگر خدا نخواستہ الزام لگانے والے شخص کو یہی جملے پلٹ کر کہہ دیئے جائیں کہ تیری ماں بہن زانیہ ہے تو اس شخص کی ماں بہن کے لئے حق قذف ثابت ہوجائے گا جو حق تلافی کا دیا گیا ہے اس سے تجاوز کرنا حرام ہے۔

تمہارا مال کسی نے کھالیا جتنا کھایا ہے اس قدر ہی تمہیں مطالبہ کا حق ہے اسے گالی دینا مارنا پیٹنا یا بے عزتی کرنا قطعاً" جائز نہیں۔

معاشرتی ناہمواریوں کے مقابلہ میں صبر کرنا

میاں بیوی بھائی بہن' بزنس پارٹنر' اور ھمسفر کے ساتھ بعض اوقات ناراضگی ہوجاتی ہے اور یہ ایک دوسرے کو برا بھلا کہہ دیتے ہیں انہیں کسی گنتی میں نہ لائیں اور دل میں کوئی کدورت نہ رکھیں ایسے مواقع پر صبر کرنا واجب ہے ایسے خرافات سے کینہ و کدورت کو اپنے اندر جنم نہ لینے دیں۔

وہ میرے ابا کی فاتحہ میں شریک نہ ہوا میں بھی اس کے گھر میں قدم نہیں رکھوں گا۔

اس نے مجھے سلام نہیں کیا میں بھی اسے اہمیت نہ دوں گا۔ ایسے خرافات میں پڑ جانے والے افراد ایمان و معارف سے دور ہوجاتے ہیں۔ تمہیں بلند نظر ہونا چاہئے چھوٹی موٹی باتوں کو اہمیت مت دیا کریں۔

اونٹ' شاہی نقارہ' اور جوتے کی آواز

سلطان محمود غزنوی کے پاس ایک اونٹ تھا جس پر شاہی نقارہ بجایا جاتا تھا جب یہ گزرتا تو ایک بچہ اپنے جوتوں کو زمین پر مارتا تاکہ اونٹ ڈر جائے اونٹ نے اپنی زبان بے زبانی سے کہا' اے بچہ میرے کان میں نقارہ کی صدا گونج رہی ہے مجھے تیرے جوتے کی آواز کی پرواہ نہیں ہے۔

تمہیں بھی اس قدر بلند نظر ہونا چاہئے کہ صرف پیغبران خدا کی صداؤں کو سنو اور چھوٹی موٹی فضولیات سے تم پر کوئی اثر نہ ہو۔

(سارعوا الی مغفرہ من ربکم)

جلدی کرو اور (آخرت کا) رخت سفر باندھ لو یہ محمدؐ کی پکار ہے علیؑ کی ندا تا قیام قیامت تک ہے۔

"**تجھزوا رحمکم اللہ**" مروی ہے کہ مولا علیؑ چھ ماہ تک لگاتار مسجد کوفہ میں نماز عشاء کے بعد لوگوں کو مخاطب کرکے اس صدا کی تکرار کرتے رہے۔

مسلمانوں مجہز و آمادہ ہوجاؤ علیؑ کی یہ پکار تمہارے کانوں میں گونجتی رہنی چاہئے۔

"بچوں کی قال و قیل کی پرواہ مت کرو۔"

فان امامکم عقبہ کئودا و منازل مخوفہ (نہج البلاغہ)

مولا علی علیہ السلام فرماتے ہیں جو کچھ میرے علم میں ہے آپ جان لیتے تو بہت کم ہنستے اور بہت زیادہ روتے۔

لو تعلموم ما اعلم لضحکتم قلیلہ و لبکیتم کثیرا (نہج البلاغہ)

دیوانہ وار صحرا میں پھرتے۔ میں آخر کیوں لڑوں جھگڑوں جبکہ مجھے اپنا

انجام معلوم نہ ہو اور یہ پتہ ہو کہ آخرت میں کن ہستیوں سے سروکار رہے گا۔ موت کے بعد آخرت میں ہر مومن کے لئے بڑے عظیم مرتبے اور درجات ہیں لیکن میری حالت کیسی خراب ہے؟

مومن سے ناراض ہونے کی مذمت

کسی شخص کے حوالے سے جو نا سزا باتیں آپ تک پہنچتی ہیں ان پر صبر کرنا واجب ہے ایک دوسرے سے ناراض ہونا حرام ہے ہوائے نفس کو کام میں مت لائیں آپ اس طرح قدم بقدم رحمت الٰہی سے دور اور شیطان سے قریب ہوتے چلے جائیں گے اصول کافی کے باب ہجرت میں کئی روایات اس ضمن میں وارد ہوئی ہیں پیغمبر گرامیؐ کا ارشاد ہے روٹھنے والے شخص پر اللہ کی لعنت ہے۔

دو مسلمان اشخاص ایک دوسرے سے ناراض ہو جاتے ہیں (اپنی منشاء کے خلاف باتیں کرنے اور سننے کی بدولت) یہ لعنت اور رحمت خدا سے دوری کے حقدار ہیں۔

لا یفرق رجلان علی الھجران الا استو جب احدھما اللعنہ والبرائہ و ایما استحق ذلک کلاھما

(سفینہ البحار جلد دوم صفحہ ۶۹۷)

امام ایک اور جملہ کا اضافہ فرما رہے ہیں جو ناراض ہوا وہ مستحق لعنت ہے اور جو مظلوم تھا ممکن ہے کہ وہ بھی لعنت اور خدا کی رحمت سے دوری کا سزاوار ٹھہرے۔

راوی نے عرض کی مولا مظلوم کیونکر لعنت کا مستحق ہو؟

آپؑ نے فرمایا وہ (اپنے مخالف کے پاس) جا سکتا تھا اور کہہ سکتا تھا کہ میں نے برا کیا میں ظالم ہوں تاکہ جدائی پیدا نہ ہو۔ مومن کا اپنے بھائی سے قطع تعلق کرنا انتہائی خطرناک امر ہے ایسی صورت میں شیطان اپنا کام کر جاتا ہے اور مومن کے دل میں گھر کر لیتا ہے۔ امام فرماتے ہیں اگرچہ تمہارے مخالف نے برا کیا ناراض ہوا لیکن تم اس کے پاس جا کر دوستی کا ہاتھ بڑھا سکتے ہو یہ کہہ سکتے ہو کہ میں نے ظلم کیا ہے اور صحیح ہی تو کہو گے کون ایسا شخص ہے جس نے اپنے اوپر ظلم نہ کیا ہو۔

"ظلمت نفسی"

یہ بھی مروی ہے کہ جب دو ناراض اشخاص باہم بغل گیر ہو جاتے ہیں تو شیطان پر غشی کے دورے پڑنے لگتے ہیں اور وہ شدید جھنجلا جاتا ہے۔

ماں کے حکم کی نافرمانی

ایک صاحب معرفت کا کہنا ہے کہ میں نے کئی مرتبہ پیدل چل کر حج ادا کیے لیکن پچھلے سال جب میں حج کو گیا تو موسم انتہائی سرد تھا میں رات کو سو رہا تھا کہ میرے ہمراہ حج کی سعادت حاصل کرنے کی خاطر آنے والی ماں نے مجھے آواز دی بیٹا بڑی پیاس لگی ہے پانی پلا دو آدھی رات ہو رہی تھی سردی کے عالم میں کمرے سے باہر جانے کی ہمت نہ ہوئی میں نے والدہ سے عرض کیا صبح ہونے مین زیادہ دیر نہیں اتنی دیر صبر کرلیں ہمت نہیں ہو رہی اٹھنے کی۔ بلاخر صبح ہوگئی اور ماں بیچاری پیاسی

رہی۔

اگلے روز میرے دل میں خیال آیا کہ میں کوئی ہزار صعوبتیں اٹھا کر سخت سردی میں حج کرنے مکہ جا رہا ہوں لیکن ماں کی اطاعت؟ ماں کے حکم کی نافرمانی ان کے ناراض ہونے کا سبب ہے اور جبکہ اطاعت واجب ہے آخر تو نے اطاعت کیوں نہ کی معلوم ہوتا ہے اس پیدل حج میں بھی ہوائے نفس شامل ہے۔

واجب امر کی اطاعت نہ کرے اور مستحب کو اہمیت دے بھلا یہ بھی کوئی بات ہوئی سنتی حج کے لئے ہزار زحمتیں برداشت کر لے اور ماں کے حکم کا لحاظ نہ رکھے؟

جب تم سے کہا جاتا ہے کہ ناراض ہونا حرام ہے تو پرواہ نہیں کرتے اور اپنے دیگر مستحبی امور انجام دیتے رہتے ہو جان لو کہ یہ بھی تمہارے نفس کی ایک چال ہے نہ کہ جہت رحمانی ورنہ اگر انسان وجہ الٰہی حاصل کر لے تو واجبات کو ہر چیز پر ترجیح دے محرمات کو مکروہات سے اہم سمجھے اور واجب کو ترک نہ ہونے دے اور حرام سے اجتناب برتے۔

اگر انسان اپنے نفس کا غلام ہو جائے اور شیطانی راستے پر چل نکلا تو سنتی امور کو اہمیت دیگا اور واجبات و محرکات کی پرواہ نہ کرے گا اور جب اسے اس جانب متوجہ کیا جاتا ہے تو برا بھلا کہتا ہے۔

خدا پرستی غیر از نفس پرستی ہے

اے فرزندان قرآن غیظ و غضب کا شکار نہ ہوں۔

یہود و نصارا اور مشرکین اور بقول میرے مسلمانوں سے پہنچنے والے مظالم اور زبان کے زخموں کے مقابلہ میں صبر سے کام لیجئے **(والتسمعن من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم...)** پرہیزگاری کا لحاظ رکھیے۔

"ان ذلک لمن عزم الامور"

اگر آپ نے ہمت سے کام نہ لیا اور اپنے اوپر ہونے والے مظالم پر صبر نہ کیا تو ظالم ہیں پتہ نہیں آپ کا انجام کیا ہوگا آپ ایمان کے ساتھ جائیں گے یا ایسے ہی؟ ایمان سُست اور شیطان کے دام میں گرفتار شخص میں پیدا نہیں ہوتا اور ایسا انسان کہیں کا نہیں رہتا ہمیشہ پستی میں رہتا ہے۔ جب تک مضبوط قوت ارادی کے حامل نہ ہوں انسانیت کی حد کمال تک نہیں پہنچ سکتے۔

آپ کہتے ہیں **"الساعۃ حق ان الساعۃ اتیۃ لا ریب فیھا**

قیامت حق ہے آخرت حق ہے تو یہ کھیل کود کیسا جو تم کر رہے ہو۔ **الجنۃ حق**' پس تم اپنے آپ کو باطل کاموں میں سرگرم کیوں کرتے ہو اگر آپ صاحب ایمان ہیں تو آپ کا صبر کہاں ہے؟ تم دنیا کو اہمیت کیوں دیتے ہو۔

اس کے باوجود کہ تم آخرت (عالم اعلی) کے برحق ہونے پر یقین رکھتے ہو تو پھر کس لئے خرافات کا شکار ہوتے ہو؟

باطل نظریات سے پرہیز کیوں نہیں کرتے؟ تمہارا کردار باطل کی

نشاندہی کر رہا ہے آخر کیوں؟ آپ صبر کریں یا نہ کریں یہ آپ کی مرضی ہے لیکن اگر صبر سے کام لیں گے عقلی رشد اپنے اندر محسوس کریں گے اور آپ کو محمدؐ و آل محمدؐ جیسی عظیم ہستیوں کی قربت نصیب ہو سکے گی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"صبر"

لا تستوی الحسنہ ولا السئیہ ارفع بالتی حی احسن فاذالذی بینک و بینہ عداوہ کانہ ولی حمیم وما یلقیھا الا الذین صبر وا وما یلقیھا الا ذو حظ عظیم

قصاص میں حد سے تجاوز نہیں ہونا چاہئے

بار بار یہ بات دہرائی جا رہی ہے کہ صبر کے بغیر انسان تزکیہ نفس کی منزل طے نہیں کرسکتا وہ بہشت کے لئے آمادہ نہیں ہوسکتا اس کے افکار معدود ہوجاتے ہیں اور وہ روحانیت سے ملحق نہیں ہوپاتا۔

صبر کے بغیر یقین کے مقام تک نہیں پہنچ سکتا، تمام انسانی کمالات اور روحانی مراتب کا مقدمہ صبر ہے، صبر کا ایک مقام ایسا ہے جس کی جانب اہل ایمان بہت کم توجہ دیتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اس کے بغیر وہ اپنی منزل مقصود تک پہنچ جائیں گے یہ وہ مقام ہے جب انسان ایک دوسرے کو اذیت دیتا ہے جبکہ اس مرحلہ پر صبر واجب ہے۔ مالی جسمانی یا ارضی ظلم و ستم کے مقابلہ میں صبر کے مفہوم کی جانب ضرور متوجہ رہنا چاہئے۔ اس مرحلہ صبر پر عفو درگزر کرے یا صبر کرے یا پھر شرع اور

عقل کے دستور کے مطابق عمل کرکے اس کی تلافی کرلے۔
لیکن تلافی کرتے وقت ذرہ برابر بھی حد سے تجاوز ہوجائے تو ظلم شمار ہوگا خدا ظالموں کو دوست نہیں رکھتا جو خدا کے غضب کا شکار ہوجائے وہ کیسے بہشت میں جا سکتا ہے۔
اگر اپنے اوپر ہونے والے ظلم کی تلافی کرتے ہوئے سوئی کی نوک کے برابر بھی حد سے گزر گئے تو ظالموں کے زمرے میں آجاؤ گے اور ظالم بھی مطرود ہے۔

"انہ لا یحب الظالمین"

میں نے اس سے قبل کئی مثالیں دیں اب مزید تکرار کی ضرورت نہیں یہ اکثر لوگوں کے ذہنوں میں نہیں رہتیں غالبا" ہماری یہ عادت بن گئی ہے کہ ہم مجالس عزا میں ثواب کی غرض سے یا پھر امام حسین علیہ السلام کے سوگ میں چند آنسو بہانے یہاں آجاتے ہیں یہ کہ ایمان میں اضافہ ہو علمی استعداد بڑھے اور قلب صحیح معنوں میں پاکیزہ ہوجائے اس طرف توجہ نہیں ہوتی جبکہ صدر اسلام اور آئمہ علیہم السلام کے دور میں لوگ پیغمبر گرامیؐ اور امام وقت کے پاس اس لئے آیا کرتے تھے کہ اپنا دین درست کرلیں ابدی سعادت حاصل ہو اور دین کی معلومات حاصل کرکے انہیں ذہن میں رکھیں اور ان پر عمل پیرا ہوں۔
ہاں تو میں کہہ رہا تھا کہ اگر کسی نے آپ کے بدن پر خراش لگادی اور زخم وارد ہوگیا آپ اس کی تلافی کرنا چاہتے ہیں اگر اس دوران آپ نے ذرہ برابر بھی زیادہ زخم وارد کردیا تو آپ ظالم ہیں اس سے پہلے

آپ مظلوم تھے اور اب؟ آپ بدلہ لیتے ہوئے یہ حق نہیں رکھتے کہ جتنا زخم آپ کو لگایا ہے اس سے زیادہ آپ لگادیں اگر ایسا کیا تو ظالم ہو جائیں گے۔

آپ کو کسی نے تھپڑ ماردیا اور آپ کا منہ لال ہوگیا آپ نے پلٹ کر ایسا طمانچہ رسید کیا کہ چہرہ پر نیل پڑ گئے اور انگلیاں چھپ گئیں۔ تو یہ گناہ ہے کیا ہی بہتر کہ آپ معاف کردیں اور صبر کریں۔

من اعتدی علیکم فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدی علیکم

آپ کا مال چوری ہوگیا کس نے چھین لیا یا آپ کسی کے قرض خواہ ہیں لینے والا واپس نہیں دے رہا تو آپ صرف واپسی کا مطالبہ کرسکتے ہیں اس کے علاوہ اگر آپ نے قرض بھی وصول کرلیا اور اس شخص کی بے عزتی بھی کردی تو یہ ظلم ہے سو روپے آپ کو لینے تھے پانچ سو روپے لے لئے اور بے عزتی بھی کردی یہ سراسر ناانصافی اور ظلم ہے۔

ایک دوسرے سے بدلہ لیتے وقت صبر کو واجب قرار دیا گیا ہے نفس تو کہتا ہے کہ زبردست جواب دو لیکن تمہارا خدا فرمارہا ہے جتنا تم پر ظلم ہو اتنا ہی تمہیں بدلے کی اجازت ہے بعض اوقات انسان اپنے مقابل کے لئے دل میں کینہ رکھ لیتا ہے کہ جو قلبی اور مہلک گناہ ہے۔

کینہ رکھنے والا شخص جنت میں نہ جاسکے گا

مت کہو یہ چھوٹی چھوٹی باتیں کیوں کررہے ہو یہ انتہائی اہم بات ہے اور میں ضروری سمجھتا ہوں کہ کئی مثالوں کے ذریعہ اسے واضح کروں اگر

کوئی شخص اپنے مومن بھائی کے لئے دل میں ذرہ برابر بھی کینہ رکھے گا وہ ہرگز بہشت میں داخل نہ ہوسکے گا۔ بہشت میں صرف وہ جائے گا جو ہر طرح کی اچھائی دیکھ کر خوش ہوگا اگر کسی کے لئے ذرہ بھر بھی دل میں کینہ ہے تو بہشت کے راستے اس پر مسدود ہوجائیں گے جب دل سے کینہ نکال لے گا تو بہشت میں وارد ہوجائے گا۔

"ونذعنا مافی صدورھم من غل اخوانا علی سرر متقابلین"

ایسے دو اشخاص جو ایک دوسرے سے کینہ رکھتے ہوں گے ایسی حالت میں ان کا بہشت میں جانا محال ہے ایک دوسرے سے حسن سلوک اور درود و سلام باہمی رواداری رکھنے والے لوگ اہل بہشت ہوں گے۔

لغو و بیہودہ باتوں میں پڑے رہنے اور ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالنے والے جنت کی ہوا سے بھی دور ہوں گے۔

لا یسمعون فیھا لغوا ولا تاثیما الا قیلا سلاما سلاما

وہ کینہ پروری، دشنام بازی، ایک دوسرے کو ناسزا کہنے کا مقام نہ ہوگا۔ بہشت تو سراپا راحت و سرور ہے جو دل کسی مومن بھائی سے ناخوش ہو ناراض ہو وہ بہشت میں نہیں جاسکے گا۔

ایسا شخص مدتوں برزخ کے عذاب یا خدانخواستہ جہنم کے عذاب میں مبتلا رہے گا جب تک کہ اس کا دل بالکل پاک نہ ہوجائے اور محبت کے علاوہ اس میں کچھ نہ ہو ایسے حالات میں وہ اہل محبت و صفا کے مقام بہشت بریں میں وارد ہوسکے گا۔

لھم دار السلام

صبر کے موضوع پر اس قدر زور اسی لئے دے رہا ہوں کہ آپ حضرات حد سے تجاوز نہ کریں یہ نہیں کہا جا رہا کہ معاف کر دو اگر تم تلافی یا قصاص لے سکتے ہو تو ایسا کر لو لیکن حد سے تجاوز مت کرو ورنہ جہنم کا عذاب سامنے ہے یہی وجہ ہے بار بار سمجھانے کی۔

نفس تو آپ کو اس بات پر اکسائے گا کہ تم نے گالی سن لی اور جواب نہ دیا تم کیسے مرد ہو؟

بعض اوقات انسان دیکھتا ہے کہ صوم و صلواۃ کے پابند دو افراد باہمی رنجشوں کا شکار ہیں لیکن ان میں صلح کرانے کی زحمت کوئی گوارا نہیں کرتا اگر وہ اس حالت میں فوت ہو جائیں تو ان کا کیا بنے گا آیا وہ بہشت میں جا سکیں گے؟ خدا کی پناہ کہ گناہ کی حالت میں موت آجائے اور برسوں تک انسان برزخ کے شدید عذاب کے نیچے جلتے رہنے کے بعد پاک ہو۔

برائی کا جواب اچھائی سے دیجئے

اگر آپ نے صبر کیا تو اپنے اندر آپ اس کا اثر محسوس کریں گے کچھ عرصہ تک صبر سے کام لینے کی زبردستی عادت ڈالیں آپ دیکھیں گے کہ عظیم مرتبہ آپ کو نصیب ہوگا صبر کرنے والا شخص انسانیت کے انتہائی اعلیٰ درجہ تک پہنچ جاتا ہے آپ ایسی طاقت کے حامل ہو جائیں گے کہ بالاخر صاحب حظ عظیم ہو جائیں گے۔

"وما یلقیھا الا ذو حظ عظیم"

آپ صبر کے طفیل اتنے طاقت ور ہو جائیں گے کہ ہر بدی کے سامنے نہ صرف درگزر سے کام لیں گے بلکہ برائی کا جواب اچھائی سے دیں گے۔

جب تک آپ ذہنی طور پر پسماندہ ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ کوئی ہمارا مال کھالے اور ہم اس کا بدلہ نہ لیں بھلا یہ بھی کوئی بات ہوئی؟ ہم نے تو اس پر احسان کیا۔ لیکن جب عقلی رشد پیدا ہو جائے تو انسان بدی کا جواب نیکی سے بلکہ احسن طریقہ سے دیتا ہے۔ برائی کا جواب نہ دیکر آپ نے دوسرے پر احسان کیا۔

اگر تمہارا بھائی تم سے روٹھ گیا تو اس کی اس برائی کا بہترین سلوک سے جواب دو نیکی کا اچھائی سے جواب صبر کی صورت میں ہی دیا جا سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لاتستوی الحسنہ ولا السیئہ

سب سمجھتے ہیں کہ بدی اور نیکی ایک جیسی شے نہیں پس

"ادفع بالتی ھی احسن"

اے وہ انسان جسے خدا نے چند سال بعد اپنے لطف و کرم سے اس قابل کیا کہ بدی کا جواب معافی سے دینے لگا اب نہ صرف یہ کہ معاف کردو بلکہ اس کے ساتھ نیک سلوک بھی کرو۔ حسن اور احسن درگزر کردیا تو حسن کیا اور اگر نیکی بھی کی تو احسن کام انجام دیا۔

اس سے قبل کے کوئی ضرورت کی غرض سے تمہارے پاس آئے تم

پہلے ہی اس کی ضرورت پوری کردو اگر تم نے کسی سے قرض مانگا تھا اور اس شخص نے نہیں دیا اور اب اسے ضرورت ہے تو تم اس کے گزشتہ عمل کو معاف کرتے ہوئے اس کے کہنے سے پہلے اسے قرضہ دے دو۔

اعرابی کے مقابلہ میں آنحضرت (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا صبر سے کام لینا

بحارالانوار کی دسویں جلد میں درج ہے کہ ایک عرب بدو چاقو ہاتھ میں لئے براہ راست رسول خداؐ کے پاس آیا۔
(آپ کا معنوی و روحانی مقام و مرتبہ تو اپنی جگہ آخر ظاہری طور پر بھی پیغمبر قوم کا سربراہ ہوتا ہے)
یہ نادان شخص پیغمبر گرامیؐ کے سامنے کھڑا ہوکر گالی دینے لگا (نعوذ باللہ) کہنے لگا اے محمد اس نیلی چھتری کے نیچے تجھ سے بڑا جھوٹا شخص میں نے نہیں دیکھا اس پر بھی اکتفاء نہ کیا اور کہا میری قوم اگر یہ نہ کہتی کہ تو نے عجلت سے کام لیا تو میں اسی چاقو سے تجھے ختم کردیتا تاکہ تمام عرب مجھے آفرین کہتے کہ تجھ جیسے آدمی سے جان چھٹی عمر کھڑے ہوگئے کہ اس نالائق کو تنبیہہ کریں لیکن پیغمبر گرامیؐ مانع ہوگئے اور آپؐ نے فرمایا

(کاد الحلیم ان یکون نبیا)

بردباری پیغمبر کی شان ہے۔

اگر کوئی تمہیں گالی دے اور تم بھی جواب میں گالی دے دو تو اسی کی

طرح ہو جاؤ گے وہ بچہ ہے اور تم بڑے ہو بڑے اگر چھوٹوں جیسی حرکت کرنے لگیں تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ بڑا بھی چھوٹا ہی ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے نہ صرف یہ کہ اسے اذیت نہ کی بلکہ انتہائی نرمی کے ساتھ پیش آئے اور بڑے شفیقانہ لہجے میں اسے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا **یا اخا العرب** اے برادر عرب جبکہ اس صحرائی عرب بدو نے آپؐ کو معمولی نام سے پکارا یعنی لقب یا کنیت کے بغیر کہ اس دوران خصوصا" عربی زبان میں ایسا کرنا توہین شمار ہوتا تھا اس کی جگہ آپ نے اسے بھائی کہہ کر پکارا اس کے بعد آپ نے فرمایا میرا اللہ گواہ ہے کہ میں آسمانوں میں احمد امین کے نام سے مشہور ہوں میں جھوٹا نہیں ہوں۔ اے برادر عرب **(اسلم تسلم)** تم بھی مسلمان ہو جاؤ پرہیزگار و موحد ہو جاؤ ہم بھی تمہارے دوست ثابت ہوں گے آپؐ نے اس قدر رفیقانہ لہجے میں گفتگو فرمائی کہ آپ کی باتیں اس کے دل میں اترتی چلی گئیں اور آخرکار وہ مسلمان ہو گیا اور اس کا مسلمان ہونا اس بات کا سبب بنا کہ مزید چھ ہزار افراد حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔

اگر بدی کے مقابلہ میں نیکی کی تو دشمنی ختم ہو جائے گی اور مزید یہ کہ آپ کے مابین دوستی اور اخوت قائم ہو جاگی لیکن یہ ہر ایک کے بس کی بات نہیں۔

فاذا الذی بینک و بینہ عداوہ کانہ ولی حیم

اگر کوئی اہل صبر ہو جائے صبر کی مشقیں کرے یہاں تک کہ وہ اس مقام پر پہنچ جائے کہ بدی کا جواب نیکی سے اور عفو و درگزر کرے اور

ساتھ میں احسان بھی تو ایسا شخص یہ منزل انسانیت و ایمان سے فیض حاصل کئے بغیر حاصل نہیں کرسکتا۔

وما یلقیھا الا الذین صبروا وما یلقیھا الا ذو حظ عظیم

آپ کو صبر کے بارے میں سنجیدگی سے غور کرنا چاہئے اگر آپ کی موت کا وقت آن پہنچے اور اس وقت آپ کی آنکھیں کھلیں تو کیا فائدہ۔

آپ کو انسانیت و ایمان سے فیض حاصل کرلینا چاہئے اس سے قبل کہ آپ اس دار فانی سے کوچ کرجائیں۔

محقق اردبیلی علیہ الرحمہ نے آیات الاحکام میں خاص طور پر اس مسئلہ کا ذکر کیا ہے مخاصمات یعنی وہ موقع جب انسان دوسرے شخص پر کوئی حق رکھتا ہو کیا اس سلسلہ میں وہ حکومت' حاکم شرع یا دیگر افراد سے رجوع کرسکتا ہے۔

علماء نے اس بارے میں فتوی صادر فرمایا ہے کہ مخاصمہ کے دوران حد سے تجاوز نہ کرے تو کوئی حرج نہیں ہے لیکن چونکہ اس کا لحاظ رکھنا مشکل ہے لہٰذا احتیاط یہ ہے کہ مخاصمہ نہ کرے کیونکہ اگر آپ خود پر کنٹرول نہیں رکھ سکتے تو خود ہی خود حد سے تجاوز کرجائیں گے اور اس طرح گناہ کے مرتکب ہوں گے مختصر یہ کہ اگر آپ اپنے اوپر ہونے والی زیادتی کا بدلہ اللہ تعالی کی مقرر کردہ حدود میں رہتے ہوئے لینا چاہیں تو اس میں کوئی عیب نہیں ہے جبکہ اس کا ترک کرنا بہتر ہے احتیاط یہی ہے

اکثر اوقات عدالتوں میں لوگ یہ کرتے ہیں کہ خود یا وکلا کے ذریعہ

اکثر اوقات فیصلہ کا رخ موڑنے کی غرض سے اپنے مقابل پر بے جا تہمت اور غلط الزام تراشی کرتے ہیں۔ کیا یہ بھی صبر کا کوئی شعبہ ہے؟
اگر واقعی تم ایمان رکھتے ہو تو عفو و درگزر سے کام لو۔

بغیر کسی علت کے حق جتانا اور حد سے تجاوز کرنا

مومنین آپ اپنے بیوی بچوں عزیز و اقارب دوست اور ہمسفر کے ساتھ اس معاملہ میں احتیاط برتیں وائے ہو اس پر کہ جو شرع کی جانب سے بغیر کسی حق کے مقرر کیے جانے کے حق جتائے اور خود کو مظلوم ظاہر کرے اور بلاوجہ کسی سے بدلہ لے ہم نے صرف وہ حدود بیان کی ہیں جن کی شرع نے اجازت دی ہے۔

خواہ مخواہ کسی شخص سے بدلہ لینا کسی کی بلاوجہ بے عزتی کرنا قطعاً درست نہیں ہے۔

مروی ہے کہ خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ابن مسعود سے فرمایا ابن مسعود گناہ سے ڈرو بعض اوقات جبکہ (تمام ریکارڈ درست ہوتا ہے) مومن سے ایک گناہ سرزد ہوتا ہے جس کی سزا وہ ایک سو سال تک کاٹتا ہے۔ (بحار الانوار جلد ۱۷)

ایسا شخص بہشت کو دیکھتا رہے گا لیکن اس سے کوئی فائدہ نہ اٹھا سکے گا معلوم نہیں یہ سو سال اس دنیا کے ہیں یا آخرت کے صرف ایک گناہ کی خاطر بہشتی ہونے کے باوجود آپ کو اتنا طویل انتظار کرنا ہوگا۔

بے جا توقعات کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس سے بغض کینہ اور حسد جیسی مہلک روحانی بیماریاں جنم لیتی ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من اعتدی علیکم فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدی علیکم ولئن صبر تم فہو خیر الصابرین۔

قرآنی احکامات عمل کرنے کے لئے ہیں

قرآن مجید کے اہم ترین موضوعات میں صبر سرفہرست ہے اور اس کا ذکر اللہ کی کتاب میں ستر سے زائد مقامات پر آیا ہے صبر کے موارد و مراتب سے آگاہی اور ان پر عمل کرنا ہر انسان کے لئے نہایت ضروری ہے۔

جن چیزوں کا پروردگار عالم نے قرآن میں حکم فرمایا ہے انہیں جاننا لازمی ہے

شیخ شوشتری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ تم کہتے ہو کہ **والقرن کتابی والکعبہ قبلتی** قبر کی پہلی رات تم سے تمہارے عقیدے کے بارے میں پوچھا جائے گا **والقرن کتابی** کے معنی کیا یہ ہیں کہ چند روپے دیکر قرآن مجید لو اور اسے کمرے کے ایک کونے میں رکھ دو یا یہ کہ میرا راہنمائے زندگی قرآن ہے میری راہ روش قرآنی احکام کے مطابق ہے والقرآن کتابی کے معنی دراصل یہ ہیں۔ اس کی مثال طبیب کے نسخہ جیسی ہے جب ڈاکٹر مریض کو کوئی نسخہ دیتا ہے تو کیا مریض یہ کہتا ہے کہ میرا ڈاکٹر فلاں ہے اور اس نے اپنا نسخہ دے دیا ہے نسخہ لینے کے بعد اب مریض کا کام

ختم ہوگیا کیا ڈاکٹر سے رجوع کرنے کے بعد اس کے نسخہ کو کمرے کے ایک کونے میں رکھ دینا کافی ہے؟ نہیں تمہیں اس کے نسخہ پر عمل کرنا ہوگا تاکہ تمہارا درد دور ہو۔

قرآن مجید میں نبی نوع بشر کے نفسانی روحانی امراض کا مکمل علاج موجود ہے جس کے ذریعے شفاء کامل حاصل کی جا سکتی ہے۔

ونزل من القرآن ما هو شفاء ورحمة

انسان کو عالم و عامل ہوجانا چاہئے تاکہ آخرت میں دارالسلام الٰہی کی راہ حاصل کرلے میرے سمجھانے کا مقصد یہی تھا کہ اس مفہوم پر زور دیا جائے قرآن مجید میں دیئے گئے احکامات اور واجبات کا تذکرہ انسان کے لئے زندگی کا دستور العمل ہے۔

بدلہ لیتے وقت حد سے تجاوز کیوں کرتے ہو؟

قرآن کریم میں جن الٰہی احکامات کا ذکر بار بار آیا ہے ان میں صبر کا موضوع بھی بڑے اہمیت کا حامل ہے۔

ایک شخص کو دوسرے شخص سے پہنچنے والی اذیتوں کے سامنے صبر کی تاکید کی گئی ہے یہ ایک اہم مسئلہ ہے اور انسان کی زندگی میں ہر مرحلہ پر اس سے اس کا سامنا ہوتا ہے انسان پر ظلم ہوتا ہے اور وہ تلافی (بدلہ) کے وقت صبر سے کام نہ لیتے ہوئے حد سے تجاوز کر بیٹھتا ہے اور اس طرح ایک اور گناہ میں مبتلا ہوجاتا ہے۔

قرآن مجید میں اس ضمن میں یہ حکم دیا ہے کہ جب تمہیں کسی فرد کی

جانب سے اذیت کا سامنا کرنا پڑے مثلاً " کوئی شخص تمہارا مال و اسباب لے اڑے، قرض نہ لوٹائے تمہاری عزت آبرو کا خیال نہ کرتے ہوئے تم پر تہمت لگائے تمہاری غیبت کرے گالی گلوچ کرے۔ جسمانی و روحانی اذیت دے تمہیں تھپڑ مار دے یا زخمی کردے اس صورت میں تم بدلہ لیتے وقت حد سے تجاوز کا حق نہیں رکھتے قرآن کریم میں ارشاد باری تعالی ہے

(من اعتدی علیکم فاعتدو علیہ بمثل ما اعتدی علیکم)

کسی نے تم پر جارحیت کی تم بھی اسی قدر اس کی تلافی کا حق رکھتے ہو۔

مثلاً " اگر کوئی تمہارے سو روپے کھائے ہوئے ہے تو تمہیں سو روپے ہی وصول کرنے کا حق ہے اس کے علاوہ تم اس کی بے عزتی کا حق نہیں رکھتے خدا کی پناہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم اس کی عزت خاک میں ملا کر ایک لاکھ روپے سے زائد اسے ذہنی کرب میں مبتلا کردو، جہاں اٹھو بیٹھو یہی رونا رو، کہ فلاں نے میرے سو روپے کھالئے ایسا کرنے پر اب تم جارح اور ظالم ہو۔

بہتر ہے کہ آپ کو ایک واقعہ سناؤں اور علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کے ایک کلام کا ذکر کروں۔

بعض اوقات مظلوم ظالم ہوجاتا ہے

اصول کافی میں درج ہے کہ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

ایک شخص مظلوم ہے کسی نے اس کا مال چھین لیا یا اسے گالی دے دی اور بعد میں تلافی کے وقت یہی مظلوم ظالم کو اس قدر برا بھلا کہے کہ حد سے گزر جائے تو اب یہ شخص ظالم ہو جائے گا۔

ان المظلوم لا یزال یدعو حتی یکون ظالما

بحوالہ (اصول کافی۔۔ لئالی الاخبار)

مرحوم مجلسیؒ نے شرح کافی میں اس حدیث کی کئی مثالیں پیش کی ہیں جس کی پہلی مثال بہت عمدہ ہے جس کا ذکر کئے دیتا ہوں۔

ایک شخص نے کسی کے چند سو روپے ہتھیا لئے وہ تلافی کے وقت لینے والے کو سخت برا بھلا کہتا ہے' اللہ کرے تو اندھا ہو جائے اللہ کرے تیرا جوان بیٹا فوت ہو جائے حد سے تجاوز کرتے ہوئے ایسے ایسے کوسنے دینے لگتا ہے کہ یہ بغض و عناد کا شکار ہو جاتا ہے یہ چاہتا ہے کہ مقابل کی جان ہی چلی جائے۔

کیا یہ دشمنی بغض و عناد چند روپوں کے برابر ہے؟

اگر کسی نے تمہاری تھوڑی سی رقم ہتھیالی تو اس کا مطلب کیا یہ ہے کہ تم اس قدر حد سے بڑھ جاؤ کہ کئی گناہ زیادہ اس کے مقابلے میں ظلم کرو۔ پہلے تم مظلوم تھے اور اب کئی گناہ زیادہ ظالم ہو گئے خدا کے لئے اس اہم اور حساس مسئلہ کی جانب توجہ دیجئے اس کا ذکر بھی بدقسمتی سے بہت کم ہوتا ہے اور انسان اس طرف بہت کم توجہ دیتا ہے۔

عدالتوں میں مقدمات کی سماعت کے دوران کس قدر جھوٹ اور غلط بیانیوں سے کام لیا جاتا ہے کتنے گناہ سرزد ہوتے ہیں صرف اپنی صفائی

بیان کرنے کی خاطر ہر غلط ہتھکنڈہ استعمال کیا جاتا ہے مدعی اگرچہ مظلوم ہی کیوں نہ ہو لیکن اپنے حریف پر بہتان اور غلط الزام تراشیاں کی جاتی ہیں ہزار روپے وصول کرنے ہوتے ہیں تو دسیوں گالیاں اور ایک طوفان بدتمیزی اور تو اور رقم پر سود کا مطالبہ بھی کیا جاتا ہے اور ہرجانے کے طور پر مزید رقم وصول کرتے ہیں بے دینوں پر خدا کی لعنت ہو۔ یہ کہاں کا انصاف ہے؟

کیا اب مدعی ظالم نہیں ہے؟ پہلے مظلوم تھا اور اب کئی گناہ زیادہ ظالم ہو گیا اللہ تعالی ظالموں کو دوست نہیں رکھتا۔

"انہ لا یحب الظالمین"

حدود الہی سے تجاوز کرنے والے تو خدا کے غضب کا شکار رہے اب تو (اشد ظلما") کا مصداق ہے۔

کسی کی عزت آبرو سے کھیلنے والے کیا اس کی عزت آبرو کی کوئی قیمت نہیں؟ اپنی مطلوبہ رقم کو اس کی عزت نفس سے مقابلہ کر۔

فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدی علیکم

تم صرف اسی قدر بدلہ لینے کے حق دار تھے جتنا اس نے تم پر ظلم کیا تھا۔ اگر آپ اپنے مقروض کو سرعام گریبان پکڑ کر چیخ و پکار کرنے لگیں صرف مال دنیا کی خاطر تو یاد رکھیں کہ آپ ظالم ہیں۔

میں نہیں کہتا کہ اپنے حق سے دستبردار ہو جاؤ اپنا حق ضرور مانگو لیکن اخلاق کے دائرے میں رہتے ہوئے اور یہ کہ تم ظلم نہ کرو ظالم نہ ہو جاؤ۔ گالی گلوچ ہاتا پائی غیبت تہمت آخر کس لئے۔؟

کیا مرتے وقت وہ ایمان اپنے ہمراہ لے جاتے ہیں؟ کیا وہ لوگ جن کے دل بغض و کینہ سے بھرے ہوں گے بہشت میں وارد ہو سکیں گے۔؟

انسان کو اپنے انجام سے ڈرنا چاہیے۔

قرآن مجید کی غالباً" سورہ نحل میں ارشاد باری تعالی ہے

وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ماعوقبتم

(اور اگر تم بدلہ میں سزا دو تو اتنی ہی سزا دو جتنی تمہیں ایذاء دی گئی ہے۔ (سورہ نحل ۱۶ آیت ۱۲۵)

پہلے تو یہ کہ اللہ تعالی کی خوشنودی کی خاطر معاف کردو اگر تم نے گالی سنی تو سنی ان سنی کردو۔

ومن عفی اصلح فاجرہ علی اللہ

جو شخص معاف کردے اور اصلاح کرے تو اس کا اجر اللہ تعالی کے پاس محفوظ ہے۔

اگر تم میں قوت برداشت نہیں ہے عفو درگزر سے کام نہیں لے سکتے تو ایک گالی کے بدلے میں دس گالیاں دینے کے حقدار نہیں۔

"فعاقبوا بمثل ماعوقبتم"

تو اتنی ہی سزا دو جتنی تمہیں ایذاء دی گئی تھی۔

اگر کوئی شخص تمہیں جاہل کہہ کر پکارے تو تمہیں یہ حق حاصل نہیں کہ جواب میں تم اسے اس کے ماں باپ بہن بھائی سب کو جاہل کہہ ڈالو۔

ولقد امر علی الئیم یسبی

فمضیت ثمہ قلت لا یعنینی

یہ شعر مولا علی علیہ السلام سے منسوب ہے آپؑ فرماتے ہیں میں راہ چل رہا تھا کہ ایک گھٹیا شخص نے مجھے گالی دی میں نے درگزر کردیا اور سوچا کہ مجھے نہیں کہہ رہا'

ومن صبرو غفران ذالک لمن عزم الامور

اس آیت میں ظلم و تشدد اور معاشرتی ناانصافیوں کے مقابلہ میں صبر کا تذکرہ آیا ہے۔

مصیبت کے مقابلہ میں صبر اس آیت کے مفہوم میں نہیں ہے۔

اس آیت میں ان لوگوں کا ذکر ہے جو لوگ دوسروں کے ظلم و ستم کا نشانہ بنتے ہیں اگر عقلی رشد رکھتے ہوں گے تو خدا اور آخرت پر ایمان کے ساتھ مضبوط قوت ارادی سے صبر کا دامن تھامے رہیں گے۔

فاصبر کما صبر اولوالعزم من الرسل

بچے مضبوط ارادہ نہیں رکھتے اگر آپ نے بچپنا چھوڑ دیا تو آپ عقلی رشد حاصل کرلیں گے اور اذیت و آزار کے سامنے صبر کا مظاہرہ کریں گے۔

امام صادق علیہ السلام پر سو اشرفیوں کا جھوٹا دعویٰ

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام طواف کعبہ کے بعد مسجد الحرام کے ایک گوشہ میں تنہا محو عبادت تھے کہ ایک شخص آپ کے پاس آیا اور آپ کو گریبان سے پکڑ لیا کہنے لگا میری ایک سو اشرفیاں دو گے یا نہیں؟

آپؑ نے فرمایا کیسی اشرفیاں پھر اس نے یہی جملہ دھرایا میری ایک سو اشرفیاں نکالو گے یا نہیں؟

آپ نے فرمایا کیسی اشرفیاں؟

وہ جو تمہیں بطور امانت رکھوائی تھیں۔ کھانا چاہتے ہو؟ ابھی اور اسی وقت میری اشرفیاں نکالو۔

امامؑ نے فرمایا تمہیں غلط فہمی ہو گئی ہے۔

اس پر عرب نے چیختا پکارنا شروع کر دیا۔

امامؑ نے فرمایا اچھا ٹھیک ہے میرے ساتھ چلو تاکہ تمہیں اشرفیاں دے دوں۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے انتہائی نرم لہجہ میں بات کی اور اس کے ساتھ بڑے محبت سے پیش آئے۔

آپؑ متوجہ تھے کہ اگر اس کے ساتھ جھگڑیں گے تو معاملہ منصب امانت کی اہانت پر منتج ہو گا۔

بالآخر اسے گھر کے دروازہ تک اسی طرح گفتگو فرماتے ہوئے لے آئے آپؑ نے اسے سو اشرفیاں دیں اور وہ شخص ساتھ خیریت کے روانہ ہو گیا۔ (مت کہو انسان آخر کیوں ظلم کی چکی میں پسے)

پیسے کی خاطر انسان لڑائی جھگڑا کرے یہ اس کے شایان شان نہیں بلکہ پیسہ کا بہترین مصرف یہ ہے کہ اسے مومن ایسی راہ میں خرچ کرے کہ جہاں خدا کے لئے وہ اپنی عزت بچا سکے۔

وما وقی بہ المرعرضہ کتب لہ بہ صدقۃ (سفینۃ البحار جلد دوم صفحہ ۲۵)

(مومن عزیز ہے اس کی جان عزیز ہے سو اشرفیوں کی خاطر وہ عدالت کے چکر کاٹے اور گواہ تلاش کرے۔) یہ اس کے شایان شان نہیں۔

یہ شخص امام صادق علیہ السلام سے اشرفیاں لیکر چلا جاتا ہے اگلے روز اسے اصل آدمی جس نے اس کی سو اشرفیاں لی تھیں ٹکرا جاتا ہے اس کے مطالبہ کرنے پر اسے اشرفیاں بھی مل جاتی ہیں۔ اب تو یہ بڑا شرمندہ ہوتا ہے۔

آپؑ کی خدمت میں آکر معافی تلافی کرتا ہے اور اشرفیاں واپس کرنا چاہتا ہے۔

مولا مجھے معاف کردیں غلط فہمی کے تحت ایسا ہوگیا تھا یہ سو اشرفیاں اپنی واپس لے لیں۔

امام فرماتے ہیں میں نے کل بھی تجھے معاف کردیا تھا میرے دل میں تیرے لئے ذرہ برابر کینہ نہیں ہے۔

میں اشرفیاں بھی واپس نہ لوں گا کیونکہ یہ میں نے خدا کی راہ میں دی تھیں اللہ تعالی کے ساتھ جو معاملہ کیا جاتا ہے وہ منسوخ نہیں ہوتا۔

ما کان للہ فلا رجعۃ فیہ

جو چیز خدا کی راہ میں دے دی اسے تم واپس نہیں لے سکتے۔

پس انسان کو چاہئے کہ اول تو صبر سے کام لے عفو درگزر کردے لیکن اگر وہ ایسا نہیں کرسکتا اپنے آپ پر کنٹرول رکھنا اس کے بس میں نہ ہو تو پھر اپنے اوپر ہونے والے ظلم کا بدلہ اسی قدر لے جتنا اس پر ظلم ہوا ہے رتی برابر زیادتی نہیں ہونی چاہئے۔

اگر کوئی ایسا کام کرے جس پر حد قذف لگتی ہو تو آپ کو یہ حق نہیں کہ آپ بدلہ لیں۔ مثلاً خدا نخواستہ کوئی شخص کسی کی ماں بہن پر تہمت لگائے تو آپ اس کی ماں بہن کو ایسی نسبت دینے کے حقدار نہیں ہیں۔ اگر ایسا کریں گے تو آپ کو اسی (۸۰) کوڑے کھانے ہوں گے۔ لہٰذا جو فعل حد لگنے کا سبب بن جائے اس کی تلافی حرام ہے یعنی اس کی جیسی تلافی ازخود نہیں کی جا سکتی۔

ایمان کے بارے میں قرآن کی ایک آیت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الم یان للذین امنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ وما نزل من الحق ولا یکونوا کالذین اوتوا الکتاب من قبل فطال علیھم الامد فقست قلوبھم وکثیر منھم فاسقون

ترجمہ۔ کیا ان لوگوں کے لئے جو ایمان لا چکے' وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ تعالٰی کی یاد اور (اس کے لئے) جو حق کی طرف سے نازل ہوا' عاجزی کریں اور ان لوگوں کی طرح نہ ہوجائیں جو اس سے پہلے کتاب دیئے گئے پھر ان پر لمبی موت گزاری' پھر ان کے دل سخت ہوئے اور ان میں سے اکثر فاسق ہیں۔ (۵۷ واں سورہ الحدید آیت ۱۵)

تمام لوگ ہمیشہ خدا کی ہدایت کے محتاج ہیں

عرض ہوا کہ ہدایت تشریعی بنی نوع بشر سے اختصاص رکھتی ہے اور یہ اس کی ابدی سعادتوں سے مربوط ہے یعنی اس سے بشر راہنمائی پاتا ہے ان امور کی کہ جو اس کی ابدی خوش بختی کا سبب ہیں۔ یہ بہشت معنویات' درجات اور اللہ تعالٰی نے جن مراتب اعلٰی کے لئے بشر کو خلق کیا ہے ان تک پہنچنے کا راستہ ہے اس ہدایت کی دو قسمیں ہیں عامہ اور

خاصہ ہدایت عامہ وہ ہے جو اللہ تعالی نے انسان کی فطرت اور عقل میں قرار دی ہیں اور ان کی کلیات و تقویت پیغمبروں کے ذریعہ اور کتب آسمانی کے توسط سے واضح فرمائی ہیں۔ قرآن مجید اول تا آخر سراپا ہدایت ہے اس میں اللہ تعالی نے سعادت کا راستہ اور اعلی درجات تک پہنچنے کی راہنمائی فرمائی ہے یہ ہے ہدایت عامہ کہ جو ہر ایک شخص کی راہنمائی کے لئے اس تک پہنچا دی گئی ہے۔

اور ہدایت خاصہ جو انسان ہدایت عامہ و کلی کو قبول کر لے اس کے بعد اللہ تعالی ہر آن اس کی مدد فرماتا ہے تاکہ جن کلمات کو وہ سمجھ رہا ہے اس کے مطابق انہیں مرتب کرے لحہ بہ لحہ اس کے ساتھ خدائی راہنمائی ہوتی رہے اگر الہی تقویت حاصل نہ ہو تو انسان شیطانی مخصوص شکوک و شبہات اور وسوسوں کا شکار ہو جائے۔ بھلا شیطان بشر کو اہل نجات دیکھ سکتا ہے؟

لہذا ہم نماز کے تعقیبات مشترکہ میں پڑھتے ہیں

الهم اهدنی من عندک وافض علی من فضلک

خدایا میری ہدایت فرما میری دستگیری فرما میری راہنمائی فرما میری تقویت فرما یہ ہیں ہدایت خاصہ ہر حالت میں انسان خدا کی ہدایت کا محتاج ہے کہ اگر وہ ایک لحہ کے لئے انسان کو اس کے رحم و کرم پر چھوڑ دے تو وہ صراط مستقیم سے منحرف ہو جائے۔ سورہ مبارک حمد ہر نماز میں دو مرتبہ واجب قرار دی گئی ہے۔ **اهدنا الصراط المستقیم** پروردگار تو ہمیں راہ راست کی طرف راہنمائی فرما۔۔ کہ تو نے جس کی مکمل طور پر

ہدایت کردی ہے۔ قرآن صراط مستقیم ہے علی و آل علی علیہم السلام صراط مستقیم ہیں اللہ تبارک و تعالی نے قرآن و اہل بیتؑ کے ذریعہ توحید و معارف حقہ اور اعمال صالحہ کو بیان فرما دیا ہے پس اھدنا۔ اے اللہ جن امور کی تو نے راہنمائی فرمائی ہے ان پر عمل کرنے کے لئے ہماری مدد فرما قرآن مجید میں اے اللہ تو نے فرمایا ہے کہ **فاعلم انہ لا الہ الا ھو**" میری مدد فرما کہ میں دل سے تیری بارگاہ میں سجدہ ریز ہو جاؤں۔

سورہ حمد میں نصرانی کا شبہ

یہاں سورہ حمد کے بارے میں بعض افراد کے شبہات کا جواب دوں گا یہ شبہات کوئی نئے نہیں ہیں یہ بہت پہلے سے ہو رہے ہیں اور ان کے مکمل مدلل و جامع جوابات بھی دیئے جا چکے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی رحلت کے بعد ایک نصرانی نے جو کہ مسلمان ہو گیا تھا **اھدنا الصراط المستقیم** پر ایک اعتراض کیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی رحلت کے کچھ عرصہ بعد ایک نصرانی نے اس نو مسلم پر یہ بیہودہ اعتراض کیا کہ اچھا تو تم مسلمان ہو گئے عجب اسلام ہے جو نماز میں کہلواتا ہے **اھدنا الصراط المستقیم** کیا تم لوگ ابھی راہ راست کو نہیں پاسکے ہو کہ بار بار خدا سے چاہتے ہو کہ وہ اھدنا الصراط المستقیم کی ہدایت کرے چونکہ تمہیں راہ مستقیم حاصل نہیں ہوئی اس لئے اسے طلب کرتے ہو۔ ہمارے ساتھ آجاؤ کہ ہم نے راہ نجات پالی ہے۔ اس بے چارے بے خبر و نادان نو مسلم نے اتنی سی زحمت گوارا نہ کی کہ کم از

کم کسی سے اس کے معنی تو معلوم کرلیتا اس اعتراض کا جواب کیا ہے؟ یہی پوچھ لیتا۔ اسلام سے خارج ہوگیا اور دوبارہ نصرانی مذہب اختیار کرلیا یہ خلیفہ اول کا دور تھا لوگوں نے اس سے کہا کہ وہ کوئی تدبیر کرے ابوبکر نے معاملہ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں پیش کردیا کہ آپ ہی امت مسلمہ کی فریاد کو پہنچیں کہ اگر ایک آدمی بھی شبہ کی بنا پر مرتد ہوجائے تو یہ عقائد خلق پر اثر انداز ہوں گے اور عوام الناس تزلزل کا شکار ہوں گے۔

(مرتد کو تو اسلام نے مہدور الدم قرار دیا ہے یعنی اگر کوئی مسلمان جادہ اسلام سے پھر جائے تو اسے قتل کردینا چاہئے بلکہ حسب ظاہر اس کی توبہ بھی قبول نہیں ہوگی اس کو قتل کرنا ضروری ہے۔ **لا اکرہ فی الدین** کے ہوتے ہوئے ایسا کرنا لازمی ہے دین کی مخالفت اور اس سے جنگ عالم اسلام کے لئے ناقابل تلافی نقصانات کا سبب ہے مگر یہ کہ اپنے کفر کو پنہاں کرلے یعنی اظہار نہ کرے کیونکہ یہ وبائی مرض کی طرح ہے اگر اس کا خاتمہ نہ ہوا تو یہ دوسروں کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔

ہاں اگر ایسا شخص اظہار نہ کرے اور دوسروں سے اس کا تذکرہ نہ کرے تو اس سے کوئی واسطہ نہ رکھے البتہ اظہار کرنے کی وجہ سے اسے قتل کرنا ضروری ہے اگر مسلمان بھی ہوجائے اس حال میں بھی اس کا قتل کیا جانا ضروری ہے تاکہ آئندہ کسی کو جرات نہ ہوسکے کہ دین کے خلاف غلط پروپگنڈہ کرکے پیغمبر گرامیؐ اور ان کے اوصیا کرام کی نعمتوں پر پانی پھیردے۔

خلاصہ یہ کہ حضرت امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے اسے ایک خط لکھا **بسم اللہ الرحمن الرحیم غافر الذنب و قابل التوب شدیدالعقاب ذی الطول** آپؑ نے پہلے اس آیہ مبارکہ کو تحریر فرمایا اور پروردگار عالم نے دو ناموں کی غرض بیان کی کہ خدا گناہوں کا بخشنے والا اور توبہ قبول کرنے والا ہے۔

بیہودہ اعتراض کے باعث دوبارہ نصرانی ہوجانے والے اے شخص اگر واپس آجاؤ گے تو خدا تمہیں قبول کرلے گا کہ وہ **غافر الذنب** ہے واپس ہوجاؤ توبہ کرو کہ وہ ذی الطول ہے۔ صاحب نعمت و احسان ہے اور ساتھ ہی یہ بھی جان لو کہ اگر واپس نہ آئے تو وہ شدید العقاب بھی ہے اس کے بعد آپؑ نے تحریر کیا۔

تمہارا شبہ **اھدنا الصراط المستقیم** اس کے معنی ہدایت کلی کے نہیں ہیں کیونکہ ہر مسلمان نے راہ نجات کو مکمل طور پر حاصل کرلیا ہے اسے قرآن اسلام اور ولایت اہل بیت کا علم ہے اس کے معنی "**ارشدنا باللزوم طریق معرفتک**" کے آئے ہیں۔

یعنی اے پروردگار تو مجھے راہنمائی فرما کہ صراط مستقیم پر ثابت قدم رہوں اسے نہ چھوڑوں لحہ بہ لحہ میری مدد فرما کہ لغزش پیدا نہ ہو میں منحرف نہ ہوجاؤں۔

بطور کلی جان چکا ہوں کہ راہ نجات صراط مستقیم تیری بندگی ہے لیکن ایسا نہ ہو کہ ایک مرتبہ بھٹک کر شیطان نہ ہوجاؤں اور صراط مستقیم سے منحرف ہوجاؤں میرے دل میں وسوسہ شیطانی آجائے اور میں اسے قبول

کرلوں۔

(لوامع البینات فخر رازی)

ہمیشہ طریقہ بندگی پر ثابت قدم رکھ صراط مستقیم یہ ہے اس کے لئے ضامن راہنمائی اور توفیق الٰہی کی ضرورت ہے اسی لئے شب و روز میں کئی مرتبہ **اھدنا الصراط المستقیم** کہا جاتا ہے نہ کہ عام ہدایت و راہنمائی کہ جو اصل دین ہے بلکہ قرین بہ دین ہے تو ہر آن ہمیں محفوظ رکھ کہ ہم صراط مستقیم سے نہ ہٹ پائیں۔

اس کے پیچھے گئے -- دیکھا کہ وہ گرجہ گھر میں ہے اسے ڈھونڈ کر امیر المومنین کا خط دیا گیا خط جو پڑھا تو اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے سمجھ گیا کہ میں نے غلط کیا وہ شیطانی شبہہ بے ربط تھا سبحان اللہ مولا علی کے خط کا یہ اثر کہ وہ فورا" کلیسا سے باہر آگیا اور مدینہ آیا اور علی علیہ السلام کے سامنے توبہ کی۔

کہنے کا مقصد صرف یہی ہے کہ شیطانی شبہہ کو دل میں جگہ نہ دو اور اگر ایسا ہو بھی جائے یا کوئی اور تمہیں بھکا دے تو کسی عالم کے پاس جا کر مسئلہ حل کرلو۔

کہتے ہیں کہ ایک شخص دو تین مرتبہ سفر حج پر گیا اور عوام کو دیکھ کر بڑا متاثر ہوا اور اس نے ایک شخص کے یہ کہنے پر کہ اتنی بڑی تعداد میں لوگ اس طرح وضو کر رہے ہیں اور تم ان سب کے خلاف کسی اور طریقہ سے کر رہے ہو جبکہ قرآن فرما رہا کہ

فاغسلو وجوھکم وایدیکم الی المرافق

دھوئیے کوھنی تک یعنی انگلی سے کوھنی تک۔
اس احمق نے بھی یقین کرلیا اور کہتے ہیں کہ اب اسی طرح وضو کررہا ہے۔

جناب احمق تم نے اپنے دین کی اساس کو کیوں درست نہ کیا تم شروع ہی سے اپنے دینی وظائف و احکام کے بارے میں کسی کے تابع ہوجاتے۔

اہلسنت روز اول سے کہتے ہیں کہ ہم ابو حنیفہ کے تابع ہیں اور ان کی پیروی کرتے ہیں۔۔ اور دوسرے شافعی' احمد حنبل اور مالک کو اپنا راہنما جانتے ہیں تو بھی روز اول سے ان چار میں سے کسی ایک کی پیروی کرلیتا یا اگر جعفر بن محمد الصادق علیہ السلام کے تابع رہتا تو اس پر ہی قائم رہتا یہ پہلے ہی سے مقرر کرلیتے کہ تم کس کے پیچھے رہو گے اپنے امام کو پہچان لیتے مجمع کثیر کا فریفتہ ہوگیا کثرت عدد تو کسوٹی نہیں ہے۔

وان تطع اکثر من فی الارض یضلوک عن سبیل اللہ

(سورہ انعام ٦ آیت ١١٥)

آج روئے زمین پر سب سے زیادہ پیروکار رکھنے والا مذہب بت پرستوں کا ہے۔ یا کیمونسٹ نظریہ کے لوگ زیادہ ہیں کہ جو بالکل دین ہی نہیں رکھتے بے دین ہیں۔

اگر اس طرح حقیقت حال جاننا چاہتے ہو تو نفس پرست اور دنیا پرست لوگوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے تو کیا نفس پرستی خدا پرستی سے بہتر ہے؟

کل جب تجھ سے یہ پوچھا جائے گا کہ اعمال کس طرح انجام دیئے تو کیا جواب دو گے۔

کیا یہ کہو گے کہ چونکہ اکثر لوگ وضو نیچے سے اوپر کی طرف کرتے تھے لہذا میں نے بھی ایسا ہی کیا یا عذر صحیح کی نشاندہی کرو گے پہلے پیغمبرؐ نے فرمایا یا ابو حنیفہ نے؟

اھل کہاں ہیں؟ اہل بیت ہیں پیغمبر گرامیؐ نے انہیں معین فرمایا کہ ان کی پیروی کی جائے۔

کیا **انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی**۔۔ غیر از اہل بیت کے لئے ہے سب اس بات پر متفق ہیں کہ عترت صرف اور صرف حسینؑ علی و آل علی (علیہم السلام) ہیں اور کوئی نہیں۔

عترت حسینؑ کی ذریت ہے رسول خدا نے ان کے نام لیکر قیامت تک کے لئے ان کی شناخت کرادی تمہارے ہاتھ میں قطعی سند ہے اگر تم سے پوچھیں کہ اپنے شرعی وظائف پر کن کے احکامات کے تحت عمل کیا تو کہو کہ اماموں کے پیغمبر گرامیؐ کی ذریت کے دستور کے مطابق جنہیں خود رسول گرامیؐ نے مقرر فرمایا عمل کیا ہے۔

قرآن میں اولی الامر کی اطاعت واجب قرار دی گئی ہے اور اولی الامر پیغمبر گرامیؐ کے ارشاد کے مطابق بارہ امام ہیں

اطیعو اللہ واطیعو الرسول و اولی الامر منکم

(سورہ نساء آیت ۵۸)

ترجمہ۔ اللہ تعالی لی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور

(ان کی) جو تم میں (اللہ کے) امر والے ہیں۔
قرآن کے معنی کو اہل قرآن سے بیان کیا جانا ضروری ہے تجھے کیا پتہ قرآن کی آیت کیا ہے؟
تجھے ادبی علوم کی کیا خبر ابتداء و انتہا از من والی جہاں پر ابتداء و انتہا مراد ہو یہاں پر ابتداء و انتہا کا بیان مقصود نہیں ہے بلکہ یہاں ہاتھ کے دھونے کی حد بتائی جا رہی ہے یعنی ہاتھ کو کوھنی تک دھویا جائے نہ یہ کہ اس کی ابتداء و انتہا یہاں تلک ہے۔ اس معنی کو کون سمجھے؟ آل محمدؑ کہ جن کے گھر میں قرآن نازل ہوا اور وہ اہل قرآن ہیں۔

علیؑ کے دشمن کی محبت انسان کو بے ایمان کردیتی ہے

اس لئے کہ کوئی شخص کسی ایک شبہ کی وجہ سے منحرف ہوجائے چند مثالیں اس طرح کی دینے پر مجبور ہوں آپ کو عقل سلیم سے کام لینا چاہئے آپ ہر شبہ کا جواب حاصل کریں اور اس میں مبتلا نہ ہوں خدا نخواستہ آپ کے دل میں ذرہ بھر بھی عمر کی محبت ہوگئی تو یقین کریں کہ آپ بھی اس کی راہ پر چل نکلیں گے۔
جو کوئی بھی علیؑ کے دشمن کی محبت میں گرفتار ہوا وہ اور دشمن ایک ہی کہلائیں گے۔ یقین کریں کہ معاویہ کی تھوڑی سی محبت آپ کی ساری نیکیوں پر پانی پھیردے گی جو کہ عذاب الٰہی کا شکار ہوا سے اگر آپ نے دوست رکھا تو نوبت یہاں تک آن پہنچے گی کہ آپ محبوب خدا کو دشمن رکھیں گے۔ شیطان کا کام ہی یہ ہے جب تک وہ انسان کی عاقبت خراب

نہ کروے اور وہ حق سے بغض نہ رکھنے لگے اس وقت تک جان نہیں چھوڑتا۔ لہذا جو شخص حق و حقیقت کے ساتھ رہے اور اس کا دامن نہ چھوڑے وہ باطل اور اہل باطل سے بچا رہے گا خدایا تو ہمیں شیاطین' جن وانس کے ہر قسم کے وسوسوں سے پاک رکھ ہمارے قلوب کی حفاظت فرما۔

ربنا لا تکلنا الی انفسنا طرفۃ عین ابدا-- ربنا لا تزغ قلوبنا بعداذ ھدیتنا

(سورہ آل عمران ۳ آیت ۷)

(ترجمہ) اے ہمارے پروردگار بعد اس کے کہ ہم تجھ سے ہدایت یافتہ ہوچکے ہیں تو ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے۔

ہمیں نور محمد و آل محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) یعنی ہدایت خاصہ کہ جو دلوں کی تقویت کا باعث ہے عطا فرما۔

خدایا ہمیں اپنی پناہ میں رکھ تاکہ ہمارے دلوں میں الٹے سیدھے خیالات نہ آئیں (آمین)

ہمارا عقیدہ ایسا پختہ ہو کہ تمام عالم اگر ہمارے مقابلہ پر آکھڑا ہو تو ہم اس پر سختی سے قائم رہیں۔

خصوصا" عمر کے آخری ساعتوں میں کہ ایسے وقت شیطان اپنی ہر ممکن کوشش کرتا ہے کہ انسان منحرف ہوجائے اس کی آخری لحموں میں بھرپور کوشش ہوتی ہے کہ انسان بے ایمان اور حق سے بغض کے ساتھ مرجائے۔ خدایا توہی ہماری حفاظت فرما۔

"اجعل عواقب امورنا خیرا"

ہمیشہ یہ پڑھتے رہیے **الھم اھدنی من عندک وافض علی من فضلک**
اے اللہ اپنے ذریعہ سے میری ہدایت فرما اور اپنے فضل کو مجھ پر پورا کر۔
کتاب عدہ الداعی میں ہے کہ

یا رسول اللہؐ میری عمر ختم ہونے والی ہے میں نہایت بوڑھا اور ضعیف ہو چکا ہوں دن میں روزہ نہیں رکھ سکتا اور شب میں تہجد و نافلہ نمازیں ادا کرنے کی طاقت نہیں یا رسول اللہ جو انفاق کیا کرتا تھا اب ختم ہو چکا ہے۔ خالی ہاتھ ہوں کیا کروں حج میں نہیں کر سکتا اس نے واقعی بڑی عجز و انکساری سے اپنی حقیقت حال بیان کی۔

عمر کے اس آخری حصہ میں جبکہ مجھے آخرت کے لئے زیادہ سے زیادہ نیک کام کرنے چاہئے اپنی ضعیفی کے سبب نہ کرنے پر مجبور ہوں۔

پیغمبر خداؐ نے اس کی باتیں سنیں اور اس کے بعد فرمایا دوبارہ کہو۔۔ اس بوڑھے شخص نے اسی عاجزی سے اپنا مسئلہ بیان کیا۔ آپؐ نے پھر پوچھا اور اس نے اسی طرح بیان کیا تین مرتبہ کی تکرار کے بعد آنحضرت (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا۔

جو حال تم بیان کر رہے ہو ایسا کسی پتھر پر نہ پڑے اس محوطہ کے در و دیوار سب نے تیرے حال پر گریہ کیا یعنی ملکوت اشیاء تجھ پر ترس کھانے لگیں۔

ضعیف شخص نے کہا کوئی ایسا عمل عنایت فرمائیں کہ جو میری استطاعت کے مطابق ہو آنحضرتؐ نے فرمایا
ہر واجب نماز کے بعد تین مرتبہ کہو

الهم اهدنی من عندک وافض علی من فضلک و نشر علی من رحمتک

کسی ایک صحابی نے عرض کیا آقا یہ تو بڑا مختصر ہے آپؐ نے فرمایا جس حالت میں یہ ہے اگر اس نے اسے ترک نہ کیا تو موت کے بعد بہشت کے آٹھ دروازے اس پر کھل جائیں گے۔

خدایا ہمارا ہاتھ تھام لے ہمیں اپنے حال پر مت چھوڑ ضعیف و ذلیل اور ہوا و ہوس کا پتلا ہوں مجھ پر رحم فرما

بوڑھے شخص نے شکریہ ادا کیا اور عرض کیا دنیا کے لئے بھی کوئی نسخہ عنایت فرمادیں۔

آپ نے فرمایا نماز صبح کے بعد پڑھو۔

سبحان اللہ العظیم وبحمدہ استغفر اللہ ربی واتوب الیہ

جب تک زندہ ہو اندھے' دیوانے اور مفلس نہ ہوگے۔

یا ھادی المضلین-- خدایا ہمیں بھی اپنے نور ہدایت سے محروم نہ فرما-- **یا ہادی من استدی**

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الم یان للذین امنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ وما نزل من الحق ولا یکونوا کالذین اوتوا الکتاب من قبل فطال علیھم الامد فقست قلوبھم و کثیر منھم فاسقون

(ترجمہ) کیا ان لوگوں کے لئے جو ایمان لا چکے، وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ تعالی کی یاد اور اس کے لئے جو حق کی طرف سے نازل ہوا، عاجزی کریں اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جو اس سے پہلے کتاب دیئے گئے، پھر ان پر لمبی مدت گزاری، پھر ان کے دل سخت ہو گئے، اور ان میں سے اکثر فاسق ہیں۔ (سورہ الحدید ۵۷ آیت ۱۵)

صاحب ایمان دوست ملنا اللہ تعالی کا خاص لطف و کرم ہے

ہدایت خاصہ الہی کے بارے میں بحث کا سلسلہ جاری ہے الطاف خاصہ و توفیقات و تائیدات خاص الہی ان لوگوں کے لئے ہیں جو ہدایت عامہ الہی کو قبول کرتے ہیں اگر خدا پرست ہونے کا خواہاں ہے تو سچے دل سے آخرت کے سامان کی تیاری کرلو خداوند کریم بھی ایسے لوگوں کی مختلف طریقوں سے لحہ بہ لحہ مدد فرماتا رہتا ہے۔ بعض اوقات وہ انسان کو یقین کے حامل شخص سے ملا دیتا ہے اور وہ اس کے دل کو قوی رکھتا ہے۔

اہل ایمان پر اللہ تعالیٰ کا ایک اور خاص لطف و کرم

انسان کا قلب ایمان کا ظرف ہے اس کا بدن یا زبان نہیں بلکہ بدن محل ظہور ہے ایمان دل و جان میں ہوتا ہے ۔ انس ان کا دل مشاغل غفلت شہوات نفسانی مال و آرزوں کی وجہ سے عارضہ میں مبتلا ہوجاتا ہے جسے قساوت کا نام دیا جاتا ہے غفلت کو جاننا چاہتے ہو تو مشل پر توجہ نہ دو۔

پتھریلی زمین پر کاشت نہیں ہوتی

بعض دفعہ کاشت کے دوران جب تخم کاری کی جاتی ہے تو پودہ اگ جاتا ہے لیکن بڑھ نہیں پاتا ہوتا یہ ہے کہ زمین کی تہہ میں پتھر ہوتا ہے جو اس کی نشو و نما میں رکاوٹ بن جاتا ہے تھوڑے ہی عرصہ میں تیز ہوا یا بارش کی وجہ سے یہ ختم ہوجاتا ہے اگر آپ اس جگہ کوئی پودا لگانا چاہیں تو آپ کو یہ پتھر نکالنا ہو یا پھر کاشت کے لئے کوئی دوسری جگہ منتخب کرنی ہوگی۔

یہی حال دل کا بھی ہے اگر قساوت ہمراہ ہے تو اس دل میں ایمان پھل پھول نہیں سکتا بلکہ ایمان زبان اور آنکھ تک رہے گا دل میں نہیں۔۔ ہاں اگر دل نرم ہوجائے اتنا ہی ایمان اس میں گھر کرلے گا۔

قرآن مجید فرما رہا ہے کہ وائے ہو ان لوگوں پر جن کے قلوب سخت

ہو گئے ہیں۔

فویل للقاسیۃ قلوبہم من ذکر اللہ (سورہ ۳۹ زمر آیت ۲۱)

پس ان کے لئے افسوس ہے جن کے دل اللہ تعالی کے ذکر (سننے) سے سخت ہو گئے ہیں۔

یہ ایسے لوگ ہیں جن کے دلوں میں خدا کی یاد باقی نہیں رہتی۔

دنیا کی آرزوں اور مشاغل نے ان کے دلوں کو ایسا سخت کر دیا ہے کہ ان میں خدا کی یاد قائم ہی نہیں رہتی۔

خدائے کریم و حکیم جو کہ چاہتا ہے کہ اپنے عبد کو اپنی پناہ میں لے لے ایمان اس کے دل میں جگہ کرے ایسا کام کرتا ہے جس سے اس کی قساوت کا علاج ہو جائے بندے کے دل میں ایمان قائم ہو جائے خدا ہی مقلب القلوب ہے قساوت (سختی دل) کا علاج اپنے لطف و کرم کے ذریعہ مختلف پریشانیوں کی شکل میں کرتا ہے تاکہ انسان کا دل ٹوٹ جائے اس پھاوڑے کی مانند جس کو سخت زمین پر مارا جاتا ہے تاکہ وہ نرم ہو اور اس میں بیج بویا جا سکے۔

تمہاری عزیز اولاد کو لے لیتا ہے کہ تمہارا دل ٹوٹ جائے اور وہ خدا کی یاد کرنے لگے۔

مال گم ہو جاتا ہے چور لے جاتا ہے انسان پریشان ہوتا ہے خدایا کیا کروں شکستہ دل کے ساتھ اللہ کی بارگاہ میں رجوع کرتا ہے اس حالت میں اس کی کتنی اہمیت ہو جاتی ہے پریشانیاں اور طرح طرح کی مصیبتیں دل و جان کی اصلاح کے لئے ہوتی ہیں۔

چند روایتیں ایسی ہیں جن کا مضمون یہ ہے کہ جو شخص علیؑ کی دوستی چاہتا ہے وہ بلاؤں کے نزول کے لئے تیار ہو جائے کیونکہ حب علیؑ دل میں رکھنے کے لئے پہلے قساوت کو خارج کرنا ہوگا اس کے علاوہ اور کوئی راہ میں نہیں کہ پہلے قساوت دور کی جائے۔

دنیا کی تمام خوشیاں دل کی قساوت کے سوا کچھ نہیں ہوتیں جو اپنے دل میں سختی رکھے وہ علیؑ کی محبت سے محروم رہے گا ایمان قلبی سے محروم ہوگا۔ وہ دل جو دنیا کی خوشی اور شہوتوں کے ذریعہ غافل ہو جائے وہ قیامت کا خوف و خطر نہیں رکھتا۔

من احبنا اهل البيت فليعد لنفسه جلبابا"

ایک اور روایت میں اس طرح ہے

فليستعد للفقر فليستعد للبلاء (دار السلام حاجی نوری)

کاش دلوں میں ایمان اور حب علیؑ پیدا ہو جائے جو کہ زیادہ تر غریبوں میں ہوتا ہے اور امیر طبقہ میں بہت کم دیکھنے میں آتا ہے علیؑ کی دوستی اور ایمان حقیقی ہونا چاہئے جب کسی بات پر دل ٹوٹتا ہے تو یہ ممکن ہے کہ ایمان و محبت اہل بیتؑ دل میں پیدا ہونے کے لئے ایسا ہو رہا ہو۔

یاد رکھیں بلا و مصیبت خدا کا ہدیہ ہے قساوت و غفلت سے نجات کے لئے لہذا بلا مومن سے بہت قریب ہے۔

بعض اوقات انسان بیوی کی طرف سے پہنچنے والی اذیت میں مبتلا ہو جاتا ہے کہیں سے پریشان نہیں ہوتا لیکن بیوی پریشان کرتی ہے اس دل شکستگی سے ہی انسان کی اصلاح ہوتی ہے۔

امیرالمومنین علی علیہ السلام ہمیشہ بلاؤں میں گھرے رہے۔

علیؑ کی پریشانیاں ان کی اپنی زبانی سنیے۔ علیؑ کا دل کس قدر لطیف ہے آپ لقاء اللہ کے پیکر ہیں۔

مروی ہے کہ ایک شخص نے مولا علیؑ سے اپنی مظلومیت بیان کی یا علیؑ میری فریاد کو پہنچیں عرض کیا میرے ساتھ بڑا ظلم ہوگیا میرا مال فلاں شخص لے گیا ہے آپؑ نے فرمایا تجھ پر تو ایک ظلم ہوا ہے مجھ سے پوچھ بارش کے قطروں سے زائد ظلم ہوئے مازلت مظلوما اگر تو ایک مرتبہ مظلوم ہوا ہے تو میں نے زندگی کے آغاز سے اب تک بڑے ظلم سے ہیں چھوٹا سا تھا میرا بھائی عقیل آنکھوں کے درد میں مبتلا تھا فاطمہ بنت اسدؑ نے چاہا کہ عقیل کی آنکھوں میں دوا ڈال دیں وہ مچل گئے کہ پہلے علیؑ کی آنکھ میں دوا ڈالیں میری آنکھ صحیح و سالم ہونے کے باوجود مادر گرامی نے مجبوراً" مجھے لٹایا اور میری آنکھ میں دوا ڈالی۔ علیؑ سے زیادہ کون مظلوم تر ہوگا۔

السلام علی اول مظلوم

اشکارا حق کو پائمال کیا لوگوں نے

ولم ارمثل ذالک الیوم یوما

ولم ارمثلہ حقا" اضیعا

آپؑ پر ڈھائے جانے والے مظالم اور غدیر خم کے مناسب سے یہ شعر کہا گیا

ولم ار مثل ذالک الیوما میں نے عید غدیر جیسا دن نہ دیکھا کہ پیغمبر گرامیؐ حق کو اس طرح عیاں کریں اور خلق عظیم آپ کی بیعت کرے۔

دوسرا مصرع نہ بن پایا تو شاعر نے رات کو خواب میں مولا علی علیہ السلام کو دیکھا آپ نے فرمایا کہو **ولم ار مثلہ حقا اضیعا**"

از اول خلقت تا آخر جتنے بھی حق پامال ہوئے اس طرح کوئی حق ضائع ہوا ہوگا (منتخب التواریخ)

ناکثین، قاسطین اور مارقین کی جانب سے آپ کو پہنچائی جانے والی اذیتیں

جو شروع سے اللہ پر ایمان رکھتا ہو بارہ سال کی عمر سے پیغمبرؐ کے پیچھے نماز اس کی ترک نہ ہوئی ہو تمام وجود کو راہ خدا میں دے دیا ہو پچیس سال حکومت سے الگ رکھا گیا ہو اور پانچ سال سے بھی کم مدت کے لئے ظاہری حکومت ملی بھی تو پہلے ناکثین نے اذیتیں دیں طلحہ و زبیر جیسے بیعت شکن لوگوں نے پریشان کیا اس کے بعد معاویہ اور اس کے حواری قاسطین و ظالمین نے آگھیرا علی کا فر ہے (نعوذ باللہ)

کبھی نافہم مارقین خوارج کے آزار کا سامنا کہ جو ۱۲ ہزار کی تعداد میں ظاہرا" مقدس و پاکیزہ صوم صلوۃ اور تلاوت قرآن کے پابند تھے اور آپ کے اصحاب میں سے تھے ایسے گمراہ ہوئے کہ آپ کے پیچھے نماز کو باطل قرار دیتے تھے جب آپؑ مسجد کوفہ میں نماز پڑھاتے تو یہ آپ کی اقتداء میں نماز نہ پڑھتے۔ انہوں نے خود جماعت کھڑی کرنی شروع کردی

تھی۔ آپ کے خلاف محاذ کھول دیا تھا........ عمرو عاص کی حیلہ بازی نے
ہر روز علیؑ کو ایک نئی مصیبت میں مبتلا کیا۔ دل توڑنے والی چیزیں۔ آپ
پر ایسی ایسی تہمتیں لگائی گئیں کہ الامان الحفیظ
آسمانوں اور زمین سے زیادہ سنگین الزامات وارد کیے گئے۔ معاویہ
نے حکم دیا کہ یہ افواہ اڑادی جائے کہ علیؑ پیغمبر گرامیؐ سے جھوٹی حدیثیں
نقل کرتے ہیں یہ افواہیں شام سے کوفہ پہنچیں اور سب میں پھیل گئیں علیؑ
کے کانوں نے سنی تو منبر رسولؐ پر آکر زار و قطار رونے لگے۔

اے معاویہ وائے ہو تجھ پر بھلا میں پیغمبر پر جھوٹ باندھوں میں وہ ہوں
جو محمدؐ پر سب سے پہلے ایمان لایا آخری دم تک آپ کے دوش بدوش رہا
وفات کے وقت آپؐ کا سر اقدس میرے پہلو میں تھا میں آخر کس لئے
ایسا کروں؟ بتدریج آپؑ نے دیکھا کہ جو کچھ بھی ہو رہا ہے شام میں اس
کی منصوبہ بندی کی جاتی ہے یہ تک کہا گیا کہ علیؑ تو نماز تک نہیں پڑھتے یہ
سب جھوٹا پروپگنڈہ یوں کیا جاتا رہا کہ معاویہ بلا کسی رکاوٹ کے حکومت
کرتا رہے اس لئے کہ خلافت بنی ہاشم سے بنی امیہ کی طرف لوٹا دی
جائے خدا کا شکر کہ سب ناکام و نامراد رہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الم یان للذین امنوا ان تخشع قلوبہم لذکر اللہ وما نزل من الحق ولا یکونوا کالذین اوتوا لکتاب من قبل فطال علیہم الامد فقست قلوبہم و کثیر منہم فاسقون

(ترجمہ) کیا ان لوگوں کے لئے جو ایمان لا چکے وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ تعالیٰ کی یاد اور (اس کے لئے) جو حق کی طرف سے نازل ہوا، عاجزی کریں اور ان لوگوں کی طرح نہ ہوجائیں جو اس سے پہلے کتاب دیئے گئے، پھر ان پر بھی مدت گزاری پھر ان کے دل سخت ہوگئے اور ان میں سے اکثر فاسق ہیں۔

(سورہ الحدید ۵۷ آیت ۱۵)

ہماری بحث قساوت قلب کے موضوع تک پہنچ گئی اسلام قبول کرنا آسان ہے لیکن ایمان کا دل میں جگہ بنانا، حب خدا و علیؑ دل میں قائم کرنا قلب کے نرم کرنے اور خشوع قلب کے بغیر محال ہے۔

جب دل میں قساوت (سختی) ہو تو یہ علیؑ کی محبت کے لئے کیسے جھک سکتا ہے ایسی حالت میں زبان سے خدا کا اقرار تو کرلیتا ہے لیکن دل پیسے کی طرف جھکا ہوا ہوتا ہے پہلے سخت زمین کو نرم کرنا ہوتا ہے اس کے بعد بیج بویا جاتا ہے اور وہ پھلتا پھولتا ہے لیکن اگر جگہ سخت ہے یا ناہموار ہے تو بیج اپنا عمل انجام نہ دے سکے گا لہٰذا پہلے دل نرم ہو بعد میں ایمان اس میں جگہ لے۔

قساوت دل دنیاوی خوشیوں کے اثر سے ہوتا ہے

دل کی سختی کس طرح دور کی جا سکتی ہے؟ اس کے ایک طریقہ کا قرآن مجید میں اشارہ کیا گیا ہے بلا' دنیاوی پریشانیاں مصیبتیں گرفتاریاں جب تک بشر بلاؤں میں گرفتار نہ ہو اس کا سخت دل نرم نہیں ہوتا بڑے تعجب کی بات ہے اگر کوئی غور کرے دنیاوی خوشیوں کی جتنی کثرت اس انسان کے دل میں ہوگی اتنا ہی اس کا دل بھی سخت سے سخت تر ہوتا چلا جائے گا وائے ہو دنیاوی کامیابی پر۔ انسان چاہتا ہے کہ جو چیز بھی واقع ہو اس کی خواہش کے مطابق ہونی چاہئے۔

کلا ان الانسان لیطغی ان راہ استغنی (سورہ العلق ۹۶ آیات ۶-۵)

(ترجمہ) ہرگز نہیں یقیناً" انسان سرکشی کرتا ہے جب وہ اپنے آپ کو غنی دیکھتا ہے۔

شہوات و خواہشات نفس جس قدر زیادہ ہوں گی اتنا ہی دل شقی تر (سخت تر) ہوتا چلا جائے گا۔ جبکہ اس کے برخلاف اگر دنیاوی ناکامیاں و نامرادیاں قلب کو نرم سے نرم تر کرتی ہیں۔

بیس (۲۰) فرزند ہوئے اور سب مر گئے

حاجی نوری دارالسلام میں نقل کرتے ہیں کہ ایک علوی (سیدہ خاتون) کے ہاں بیس فرزند ہوئے لیکن کوئی دو سال سے زائد جی نہ سکا بیس بیٹے ہوئے اور مر گئے جب بیسواں بیٹا مرا تو خاتون نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں

عرض کیا اے میرے پالنے والے تیری حکمت تو ہی جانے اگر ممکن ہو تو کم از کم ایک بیٹا مجھے ایسا عنایت فرما کہ وہ زندہ سلامت رہے۔ اسی وقت عالم بیہوشی میں اسے بہشت میں اس کے مقام کی نشاندہی کرائی گئی اور اسے سمجھایا کہ اگر یہ مصائب تم پر نہ پڑتے تو ایسا عالیشان مقام تمہیں نہ ملتا۔ خواتین اس سے خصوصاً" سبق لیں کیونکہ یہ دنیاوی شہوتوں کا بہت زیادہ شکار رہتی ہیں عورتوں کے دل میں خوبصورت لباس اور طلا و زیورات سوار رہتا ہے اگر اس حال میں دنیا سے چلی گئیں تو کہاں سے اعلی مقام تک پہنچ سکیں گی۔

ہمارا مقصد یہ نہیں کہ آپ بلاؤں کے طالب رہیں بلکہ خدا سے عافیت طلب کریں ہاں اگر خدا تمہیں بلاء میں مبتلا کرنا چاہے تو تم اس پر اعتراض نہ کرو۔ جان لو کہ یہ تمہاری بہتری کے لئے ہوگا وہ تم پر اپنا لطف و کرم کرنا چاہ رہا ہوگا۔

خدا فرما رہا ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ تیرا دل شکستہ ہوجائے اور کثافتوں سے پاک ہو جب خدا و لقائے رب تیرے دل میں قائم ہو اگر بیماریاں و پریشانیاں نہ ہوں گی تو دنیا سے دل اچاٹ بھی نہ ہوسکے گا۔ مادی وسائل سے دل ہٹ جانا ضروری ہے صرف انسان کے یا اللہ اور بس --- خود کو بے چارہ اور خدا کا محتاج جانے جب کوئی اہم ضرورت ہوتی ہے تو کیسے اللہ کی بارگاہ میں جلدی سے رجوع کرتے ہو جتنی دیر حاجت کی برآوری میں لگ جائے اتنا ہی بہتر ہے۔

اگر خدا نخواستہ دل میں سختی ہو تو سینکڑوں نصیحتیں بھی انسان کو اپنی

جگہ سے ہلا نہیں سکتیں۔

ثم قست قلوبکم من بعد ذلک فہی کالحجارہ او اشد قسوہ

(سورہ البقرہ ۲ آیت ۷۳)

(ترجمہ) پھر اس کے بعد تمہارے دل سخت ہوئے پس وہ پتھر کی طرح یا اس سے بھی زیادہ سخت ہیں۔

بقول سعدیؒ کے

برسیہ دل سود خواندن وعظ

نرود میخ آھنین در سنگ

وائے ہو اس دل پر جو سختی رکھتا ہو اپنے دل کی جانب سے باخبر رہو۔

دل کی قساوت کے سبب معجزہ کو بھی ماننے سے انکار کردیتا ہے ۱۹ رمضان المبارک کی مناسبت سے ایک معجزہ از مولائے کل حضرت علی علیہ السلام بتاتا چلوں۔اس سے ایک شق القلب شخص کی سنگ دلی کا پتہ چل جائے گا۔

محدث ابو عبداللہ جس کا ظاہر و باطن اندھا ہے

جناب شیخ مفید اعلی اللہ مقامہ فرماتے ہیں میں ایک روز بازار بغداد میں ایک کتاب فروش کے ہاں بیٹھا تھا کہ میں نے چند کتب منتخب کیں اور خرید لیں دکان دار نے مجھے اپنے پاس بٹھا لیا اور کہا جناب شیخ صاحب میں آپ کو ایک واقعہ سناتا ہوں جو آپ کے لئے نافع ہے۔ وہ اپنا کام کاج نمٹانے کے بعد بولا میں اور میرا ایک دوست ابو عبداللہ محدث نامی

ایک استاد کے پاس حدیث و تفسیر کا درس لینے جایا کرتے تھے۔ بعض اوقات وہ ایسے کلمات ادا کرتا کہ جن سے علی و فاطمہ علیہ السلام کے متعلق بغض و عناد کی بو آتی تھی ایک روز ہم سے برداشت نہ ہوسکا ہم نے کہا اگر آئندہ اس طرح کی بات کی تو ہم درس میں شریک نہ ہوں گے اس نے واضح طور پر کہا (خاکم بدھن) مجھے علیؑ سے نفرت ہے۔

خیر رات ہوئی تو میں اپنے گھر گیا جب سونے کے لئے لیٹا تو اس بدبخت شقی کے انجام آخرت کے بارے میں سوچتا رہا کہ آخر اس کا وہاں کیا بنے گا اس عالم میں سوگیا خواب میں آنحضرت (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو اور مولا علیؑ کو ایک ساتھ دیکھا کہ مولا علیؑ رسول خداؐ سے عرض کررہے ہیں کہ ذرا اس مولوی سے پوچھیے میں نے اس کا کیا بگاڑا ہے جو مجھ سے اس قدر بغض رکھتا ہے۔

رسول خداؐ نے اپنی انگلی سے اس کی دائیں آنکھ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا

علیؑ سے بغض رکھنے والے تیری آنکھ کی بینائی نہ رہے۔

میں سوکر اٹھا کہ اپنے دوست کو جاکر اس خواب کے بارے میں بتاؤں کہ راستہ ہی میں وہ مل گیا مجھ سے کہنے لگا کہاں جارہے ہو میں نے رات کو ایسا ایسا خواب دیکھا ہے بالکل وہی خواب جو میں نے اسے بتانے جارہا تھا۔ میں نے کہا یہ بہتر ہے کہ دونوں شیخ کے پاس چلکر اسے نصیحت کرتے ہیں اسے بتاتے ہیں کہ وہ رسول خداؐ کے غضب کا شکار ہے۔

ہم دونوں اس کے گھر آگئے تو دیکھا کہ اس کے ہاں بیوی کے رونے کی آوازیں آرہی ہیں ہم نے دروازہ کھٹکھٹایا کہا ہمیں شیخ صاحب سے ملنا ہے۔

اس کی بیوی نے کہا وہ تو پڑا رو رہا ہے رات تک صحیح و سالم تھا صبح جب سوکر اٹھا تو اپنی آنکھ پر ہاتھ رکھ کر کہنے لگا۔ علیؑ نے مجھے اندھا کردیا۔

ہم نے کہا۔ ہم بھی اسی سلسلہ میں یہاں آئے ہیں۔

زوجہ نے دروازہ کھولا اور ہم اس کے پاس گئے تو دیکھا کہ اپنی آنکھ پر ہاتھ رکھے ہوئے ہے۔

جناب شیخ صاحب ہم آپ کے پاس خیر خواہی کی غرض سے آئے ہیں کل رات ہم دونوں نے خواب میں دیکھا کہ رسول خداؐ اپنی **انگشت** مبارک سے تمہاری سیدھی آنکھ کی طرف اشارہ کررہے تھے دیکھ لو تمہارے ساتھ کیا ہوا خدا کے لئے اب بھی توبہ کرلو حق علیؑ کے ساتھ ہے۔

(اس کی **شقی القلبی** ملاحظہ فرمائیں)

فوراً" کہا۔ اگر علیؑ میری ایک اور آنکھ بھی اندھی کردے تو یہ ممکن نہیں کہ میں اس کے ساتھ اچھا ہوجاؤں۔

ہم اس کے پاس سے اٹھ کر چلے آئے ہم نے رات کو وہی خواب دیکھا اور اس کی دوسری آنکھ کی طرف بھی اشارہ کردیا۔

اگلے روز پھر ہم اس کے گھر گئے دیکھا کہ اس کی دوسری آنکھ بھی اس

کے اندھے دل کی طرح بینائی سے محروم ہوگئی ہے۔

معجزہ دیکھ رہا ہے حق کو آشکارا دیکھ رہا ہے سمجھ رہا ہے لیکن اسے تسلیم نہیں کرتا اس سے جتنا بھی کہا جائے کہ مرتے وقت علیؑ تیرے سرہانے آئیں گے لیکن اس پر جوں تک نہیں رینگتی۔ ابو جہل اور ابو سفیان جیسے لوگ پیغمبر گرامیؐ کی حقانیت پر کوئی شک کرتے تھے؟ نہیں ہرگز نہیں اچھی طرح حق کو جانتے تھے۔

وجحدوا بها واستيقنتها انفسهم ظلما وعلوا فانظر كيف كان عاقبة المفسدين (سورہ النمل ۲۷ آیت ۱۴)

(ترجمہ) اور انہوں نے ظلم اور تکبر کے سبب ان کا انکار کردیا حالانکہ ان کے دلوں نے ان کا یقین کرلیا۔ پس تم غور کرو کہ فساد کرنے والوں کا انجام کیسا ہوا۔

جب تک دل کی یہ غفلت ختم نہ ہو اس وقت تک ایمان پیدا نہیں ہوسکتا۔ اگر دل نرم ہوگیا تو علیؑ سے ایسا عشق ہوجائے گا کہ حلقہ بگوش علیؑ ہوکر آپؑ کی غلامی کرنے لگے گا۔ اپنے خدا سے عجز و انکساری کرنی شروع کردے گا۔

امام زین العابدین علیہ السلام اللہ کی بارگاہ میں اپنے آپ کو جس طرح جھکائے رکھتے تھے آپ کے شیعہ بھی اس سے بہرہ مند ہوں

انا عند المنكسرة قلوبهم (حدیث قدسی)

جب دل خاشع ہوجائے گا تو وہ اپنے خدا سے نزدیک ہوگا اسے حاضر و ناظر جانے گا اور خدا کے لئے جھکے گا۔

شکم خالی ورقت قلب

مروی ہے کہ ۱۹ ویں کی شب سے مولا امیرالمومنینؑ نے اپنی خوراک انتہائی مختصر کردی تھی آپؑ اپنے قلب مبارک کو ہمیشہ نرم و لطیف رکھتے تھے ان دنوں آپؑ غذا کے بارے میں بڑی احتیاط فرمارہے تھے۔

ایک شب حسنؑ کے مہمان رہے ایک شب حسینؑ اور ایک شب زینبؑ کے تین لقموں سے زیادہ نہیں لے رہے تھے زینبؑ نے کہا بابا جان آپؑ روزہ رکھتے ہیں یہ تین لقمے کہاں جاتے ہوں گے، آپؑ فرماتے میری زندگی اختتام کو ہے چاہتا ہوں کہ دل خالی رہے پیغمبر گرامیؐ نے مجھے خبر دی ہے کہ اس آخری عشرہ میں تم ہمارے مہمان ہو۔ دل جس قدر رقیق تر ہو عوالم ربوبی اس میں زیادہ اثر کرتی ہیں۔ ام کلثومؑ کا کہنا ہے مولا ۱۹ ویں کی شب کو سرشام سے فجر تک مستقل استغفار کرتے رہے۔

بحارالانوار کی نویں جلد میں ہے کہ آپؑ نے فرمایا میری بیٹے تیرے باپ نے بڑی بڑی جنگیں لڑیں اکثر لڑائیوں میں حصہ لیا لیکن کبھی بھی ایسا ہول مجھ پر طاری نہ ہوا جیسا اب ہے۔

ذرا اپنے سخت دل پر نظر ڈالو۔ ہمارے قلوب کو سختی (قساوت) نے گھیر لیا ہے لیکن علیؑ کا دل سبحان اللہ اتنا نرم دل ہونے کے باوجود آپ لقاء اللہ جوار اللہ سے پیوست ہوتے وقت ہول رہے ہیں۔

بادشاہ کو پہچان لینے والا وزیر اسی طرح لرزتا ہے۔ لکھا ہے کہ ایک

وزیر اپنے بادشاہ کی خدمت میں کھڑا تھا کہ اس کے لباس پر بچھو چمٹا ہوا تھا اور وہ اسے ڈس رہا تھا لیکن وزیر بادشاہ کے سامنے بالکل سیدھا کھڑا تھا دو تین مرتبہ بچھو نے کاٹا لیکن جناب مجال نہیں کہ بندہ ٹس سے مس ہوجاتا سرانجام بچھونے اتنا ڈسا کہ وہ گر پڑا۔ اگر کوئی اللہ تبارک و تعالیٰ کی عظمت کا ادراک کرلے تو مودب ہوجائے۔ وہ بچے ہیں جو بڑائی کو انسان میں تلاش کرتے ہیں لیکن علیؑ بڑے ہیں وہ بزرگی کو اللہ تعالیٰ میں دیکھ رہے ہیں چاہتے ہیں کہ لقائے حق سے پیوست ہوجائیں ہم خیال کرتے ہیں کہ عالم اسی کرہ خاکی سے اور مادی حالت سے مخصوص ہے جبکہ علی علیہ السلام جانتے ہیں کہ انسان مٹی کے ایک پتلہ سے زیادہ نہیں سب حق تعالیٰ کے مقہور ہیں۔

وھوالقاھر فوق عبادہ (سورہ انعام ۶ آیت ۱۷)

(ترجمہ) اور وہ اپنے بندوں پر غالب ہے۔

اس کی ہیبت سے تمام ارض و سما لرزتا ہے۔

علیؑ کا دل تیز تیز دھڑک رہا ہے۔ ام کلثومؓ پوچھتی ہیں کیا ہوگیا ہے۔

فرمایا میں نے اپنے چچا زاد بھائی کو خواب میں دیکھا ہے میں نے ان سے زمانہ کی حالت کی شکایت کی تو آپؐ نے فرمایا دعا کرو میں نے دعا کی خدایا مجھے ان لوگوں کے درمیان سے اٹھا لے اور بہتر مقام پر پہنچا دے رسول خداؐ نے فرمایا تمہاری دعا مستجاب ہوئی آخری عشرہ میں مجھ سے آملو گے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الم یا ن للذین امنوا ان تخشع قلوبہم لذ کر اللہ وما نزل من الحق ولا یکونوا کالذین اوتوالکتاب من قبل فطال علیہم الا مد فقست قلوبہم و کثیر منہم فاسقون۔

(ترجمہ) کیا ان لوگوں کے لئے جو ایمان لا چکے وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ تعالی کی یاد اور (اس کے لئے) جو حق کی طرف سے نازل ہوا' عاجزی کریں اور ان لوگوں کی طرح نہ ہوجائیں' جو اس سے پہلے کتاب دیئے گئے پھر ان پر لمبی مدت گزاری پھر انکے دل سخت ہوگئے' اور ان میں سے اکثر فاسق ہیں۔ (سورہ الحدید ۵۷ آیت ۱۵)

تمام تر پریشانیوں کی وجہ بے ایمانی اور ہر درد کی دوا ایمان ہے

عالم میں فساد کی وجہ کیا ہے؟ آیا یہ قابل اصلاح ہے یا نہیں؟ فساد کی وجہ بتائی گئی کہ ایمان نہ ہونے اور خدا پر بھروسہ (توکل) نہ کرنے کی وجہ سے تمام پریشانیاں اور عدم توازن کی صورت حال ہے اور اس کا واحد علاج ایمان ہے۔ دنیا کا چین آرام اور اچھی زندگی کا تصور امن و سلامتی خدا پر ایمان کی بدولت ممکن ہے۔ اگر موت کے وقت سے تا ابد امان میں رہنا چاہتے ہو تو خدا اور روز جزا پر ایمان میں تلاش کرو۔

لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون (سورہ البقرہ ۲ آیت ۲۶)

(ترجمہ) اور نہ ہی ان کو خوف ہوگا اور نہ ہی وہ رنجیدہ ہوں گے۔

ممکن ہے کوئی شخص یہ کہے کہ شہادتین کے قائل مسلمان اس قدر پریشانیوں میں کیونکر گرفتار ہیں؟

اس کا جواب یہ ہے کہ ہم بار بار کہہ چکے ہیں کہ اسلام غیراز ایمان ہے یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہہ دینا نماز' روزہ' زکوۃ' حج اور دیگر احکامات اسلام کو قبول کرلینے والا شخص مسلمان ہے لیکن انہیں قبول کرنے کے بعد ان پر دل سے ایمان لائے اور عمل کرے فقط زبانی اقرار سے مسئلہ حل نہیں ہوتا۔

یقین ہونا چاہئے دلچسپی شوق ہونا ضروری ہے بہشت حق ہے آیا تمہارا دل بھی اس کا طالب ہے یا اس کی منشاء دنیا طلبی ہے تمہارا دل مقام و منصب چاہتا ہے یا علیؑ کی قربت؟

ایمان یعنی دل سے لگن' مسلمان کے خدا تک محبت نہیں پہنچتی جب تک کہ ایمان نہ لے آئے **الم یان للذین امنوا........**

زبان سے کہہ دینا اور دکھاوا کوئی قیمت نہیں رکھتا ظاہری طور پر کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں لیکن دل میں لگن نہیں اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اعمال ویسے نہیں جیسے ہونے چاہیں۔

ان المومن یلی بقیتہ فی علمہ-- والکافر یلی انکارہ فی علمہ کتاب الایمان والکفر

(کافی باب نسبہ الاسلام)

اگر مومن کو جاننا چاہو تو اس کے عمل پر نگاہ ڈالو چنانچہ کافر کا عمل

بھی اس کے کفر کی نشاندھی کرتا ہے۔

ایمان قلبی عمل سے ظاہر ہوتا ہے اگر تمہارا دل خدا کی جانب مبذول ہے تو تمہارا کردار اس کی گواہی دیگا۔

قرآن مجید میں سورہ البقرہ کے اندر ۶۲ ویں آیت میں مومنین کی صلاح و رستگاری مطلق کی نشاندہی فرمائی گئی ہے۔

ان الذین امنوا والذین ھادوا و النصری والصبین من امن باللہ والیوم الاخرو عمل صالحا فلھم اجرہم عند ربھم ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔

(ترجمہ) بے شک جو لوگ ایمان لائے اور وہ لوگ جو یہودی ہوئے اور نصاری اور صابی جو بھی اللہ تعالی اور آخری دن پر ایمان لے آیا اور نیک عمل کئے' تو ان کے لئے ان کا اجر ان کے پروردگار کے پاس ہے اور نہ ان پر خوف طاری ہوگا اور نہ وہ رنج کریں گے۔

(سورہ البقرہ ۲ آیت ۶۲)

خود کو مومن اور بہشت کو اپنی جاگیر سمجھنے والے مسلمانوں خود کو خدا کا اولیاء اور ہر ایک پر حکومت کا حق جتانے والے یہودیو' دنیا کے حریض یہودیو۔ تم سب دولت کے پجاری اور مقام و منصب کے خواہاں ہو۔

ولتجدنھم احرص الناس علی حیوۃ ومن الذین اشرکوا

(سورہ البقرہ آیت ۹۶)

(ترجمہ) اور تم ضرور ان کو سب لوگوں سے زیادہ زندگی پر حریض پاؤ گے۔ اور ان لوگوں میں سے بھی مشرک ہوگئے۔

اے نصاری تم خدا کی اولاد ہونے کے دعوے دار ہو اور بہشت کو اپنی ملکیت قرا دیتے ہو

نحن ابناء اللہ واحبائہ (سورہ البقرہ)

صابئین غیر خدا پرستوں کی صنف بھی یہی دعوا کرتی ہے۔

قرآن مجید سب کو خطاب فرمارہا ہے کہ تم زبان سے ایمان لائے یہودیو' نصرانیو' صابئین نجات اس میں ہے کہ قلب سے ایمان لاؤ۔ دل خدا کے ساتھ ہو زبان نہیں اگر واقعی دل خدا کے ساتھ ہے تو حق تعالی کے لئے جھکے گا۔ خود بینی و خود خواہی کا کوئی کام نہیں دل پروردگار سے مربوط ہوجائے۔ **امن باللہ والیوم الاخر** آخرت پر ایمان ہو حساب کتاب پر عقیدہ ہو آخرت پر یقین ہو اور جرائم کا ارتکاب کرجائے ممکن نہیں ہے ایسا۔

آپ نے سنا ہوگا کہ حضرت سید سجاد علیہ السلام اونٹ پر سوار تھے اونٹ دوران حرکت رک گیا۔ امامؑ نے تازیانہ اٹھایا اور ہاتھ روک لیا۔ فرمایا **"لولا خوف القصاص"** مجھے ڈر ہے کہ میں اس حیوان کو تازیانہ ماروں اور کل مجھ سے اس کی باز پرس ہوجائے کہ علی ابن الحسین تم نے حیوان کو کیوں مارا کس حق کے تحت۔ کیوں کہ ذرہ ذرہ کے برابر ہرچیز کا حساب ہوگا۔

ومن یعمل مثقال ذرۃٍ شرا یرہ (سورہ الزلزال ۹۹ آیت ۸)

(ترجمہ) اور جو کوئی ذرہ برابر برائی کرے گا وہ اسے دیکھ لے گا۔

اگر دل سے روز قیامت پر ایمان آگیا تو محال ہے کہ انسان سے

لاپرواہی کے تحت گناہ سرزد ہو جائے۔

"الا اللمم"

مگر یہ کہ اتفاق سے گناہ سرزد ہو جائے یہ اور بات ہے ایسے میں گناہ پر نادم ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں لگاتار نالہ و فریاد کرتا ہے۔

رستگاری ایمان کی علامت ہے خوف و خطر مومن کے لئے نہیں۔

ایک گناہ کی تلافی کے لئے گریہ

کتاب روضہ الانوار میں محقق سبزواریؒ نے ایک طویل داستان رقم طراز کی ہے جس کا خلاصہ پیش خدمت ہے۔

صدر اسلام اور زمانہ رسول خداؐ میں چونکہ سب کے سب مسلمان محاذ جنگ پر جانے کی استطاعت نہیں رکھتے تھے معاشی بدحالی کا شکار معاشرہ تھا لہذا رسول خداؐ نے اس کا سدباب یوں کیا کہ رشتوں کی مناسبت سے ایک دوسرے کو بھائی کے بندھن میں جوڑ دیا ایک محاذ پر جاتا تو دوسرا اس کے اور اپنے اہل و عیال کا خیال رکھتا تھا غزوہ تبوک میں بھی دو اشخاص بنام سعید بن عبدالرحمن اور ثعلبہ انصاری ایک دوسرے کے بھائی قرار پائے۔

سعید رسول خداؐ کے ساتھ چلے گئے اور ثعلبہ گھر رک گئے تاکہ اپنے اور اپنے دینی بھائی کے بال بچوں کی بود و باش کا خیال رکھیں۔ ثعلبہ روزانہ سعید کے ہاں آتے ان کے بال بچوں کی احوال پرسی کرتے اور جس چیز کی انہیں ضرورت ہوتی اسے پورا کردیتے۔

ایک روز اتفاق سے ان کی نگاہ اپنے دینی بھائی کی زوجہ پر پڑ گئی وہ خود پر قابو نہ رکھ سکے اور انہوں نے اس کی طرف دست دراز کردیا زوجہ سعید بن عبدالرحمن پاک دامن خاتون تھیں جب متوجہ ہوئیں کہ ان کی نیت میں فتور آگیا ہے تو انہیں جھڑک دیا وائے ہو تجھ پر تیرا بھائی خدا کی راہ میں اپنی جان نثار کرنے گیا ہوا ہے اور تو اس کی امانت میں خیانت کرنا چاہتا ہے۔؟

ثعلبہ مومن ہے اتفاق سے گناہ میں مبتلا ہوجاتا ہے یہ جملے ان کے دل پر تیر کا کام کرجاتے ہیں۔

ایمان رکھتا ہے خدا کو دوست رکھتا ہے اسے حاضر و ناظر جانتا ہے اگر گناہ کردیا ہے تو غفلت اور اتفاقی طور پر ایسا ہوگیا ہے ثعلبہ صحرا میں چلے جاتے ہیں مدینہ کے پہاڑوں میں توبہ استغفار کرنے نکل جاتے ہیں -- پیغمبر گرامیؐ اور ان کے اصحاب کی محاذ جنگ سے واپسی پر سعید بھی اپنے گھر آجاتے ہیں ثعلبہ کا حال دریافت کرتے ہیں ان کی زوجہ کہتی ہیں کہ وہ ہر روز آیا کرتے تھے ہماری ہر ضرورت کا خیال رکھتے ایک روز خیانت کی نیت سے آئے تو میں نے سختی سے جھڑک دیا وہ روتے پیٹتے چلے گئے سنا ہے وہ صحرا میں چلے گئے ہیں اور پہاڑوں پر توبہ تلہ میں مصروف ہیں...... صرف گناہ کے ارادہ نے ان پر یہ اثر کیا۔

سعید ثعلبہ کے پیچھے جاتے ہیں کیا دیکھتے ہیں کہ وہ جلتی دھوپ میں تپتے پتھروں پر دھاڑیں مار مار کر رو رہے ہیں سعید بھی رونے لگتے ہیں پوچھتے ہیں بھائی تم پر کیا افتاد آن پڑی ثعلبہ نے کہا میں روسیاہ ہوں میرا گناہ بڑا

ہے (البتہ گناہ کا قصد کیا تھا گناہ کبیرہ کے مرتکب نہیں ہوئے تھے(
سعید نے کہا اٹھو چلو رسول خداؐ کی خدمت میں وہ تمہارے لئے استغفار کریں اور خدا تمہیں بخش دے۔
ثعلبہ نے کہا میں اس طرح نہیں آؤں گا چونکہ روسیاہ اور گنہگار ہوں لہٰذا پہلے میرے ہاتھوں کو باندھو اور اس کے بعد غلاموں کی طرح گلے میں رسی ڈال کر مجھے کھینچتے ہوئے لیکر چلو۔
اسے اسی حالت میں شہر لائے اثناء راہ میں انہیں جو بھی ملتا منہ پھیر لیتا ثعلبہ کی بیٹی ملی تو باپ سے کہا بابا تم نے یہ کیا رسوائی مول لے لی۔
جواب دیا گناہ کی رسوائی ہے میں روسیاہ ہوں گنہگار ہوں اسی روایت میں یہ بھی ہے کہ امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے پاس گئے تو حضرت نے دھتکار دیا تمہیں نہیں معلوم جو شخص محاذ جنگ پر خدا کی راہ میں جاتا ہے تو وہ خدا کے نزدیک محترم ہے اور آبرو رکھتا ہے اس کی عورت کے ساتھ تم نے یہ کیا بدتمیزی کی؟ تم نے بری نیت سے اسے دیکھا کیوں؟

یہ لوگ رسول خدا کے دولت کدہ پر آتے ہیں ماجرہ سناتے ہیں ثعلبہ آیا ہے گنہگار ہے چاہتا ہے کہ اس کے لئے آپ استغفار فرمائیں' رسول خدا نے اس سے گناہ کی نوعیت دریافت کی اس نے سارا قصہ سنادیا آپؐ کا چہرہ مبارک متغیر ہوگیا آنحضرتؐ نے فرمایا چلے جاؤ یہ نہیں کہا کہ خدا نے تجھے بخش دیا۔
کیسا مذاق ہے گناہ گار عیسائی اپنے عیسائی پادری کے پاس آتے ہیں

اور عیسائی پادری ان کے گناہ بخش دیتے ہیں جتنا بڑا چاہو گناہ کرلو کلیسا آجاؤ کچھ مقدار پیسہ دو گناہ کا اقرار کرلو اور بخشے جاؤ۔

پادری کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ لوگوں کے گناہ بخش دے۔ چند ٹکوں کے بدلے۔ واقعی شیطان نے کیسے کیسے جال بچھا رکھے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ہم اہل نجات ہیں کیسے کھوکھلے دعوے کرتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ رسول خداؐ نے فرمایا واپس چلے جاؤ میں منتظر ہوں کہ خدا کیا وحی فرماتا ہے -- گناہ بڑا ہے چونکہ پروردگار عالم کی مخالفت ہے نعلبہ دوبارہ اپنی جگہ واپس چلا جاتا ہے اور کھلے صحرا میں جلتی دھوپ میں زار و قطار رو رو کر اللہ تعالیٰ سے توبہ کی طلب کرتا ہے۔ پروردگارا اگر تو مجھے بخش دے تو اپنے رسولؐ کو اس کی خبر دینا تاکہ وہ مجھے بشارت دے دیں۔

اور اگر مجھے نہیں بخشا تو آگ بھیج دے وہ مجھے جلا ڈالے کچھ دیر نہ گزری تھی کہ قرآن کی آیت ان کی توبہ کی قبولیت کے بارے میں نازل ہو گئی۔

والذین اذا فعلوا فاحشہ اوظلموا انفسہم ذکرو اللہ فاستغفروا لذنوبہم ومن یغفر الذنوب الا اللہ ولم یصروا علی مافعلوا وھم یعلمون اولئک جزاوھم مغفرہ من ربہم۔ (سورہ آل عمران ۳ آیت ۱۳۵)

(ترجمہ) اور وہ لوگ کہ جب وہ کوئی بدی کر گزرتے ہیں یا اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کو یاد کر کے اپنے گناہوں کی معافی چاہتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے سوا کون ہے جو گناہوں کو معاف کرسکتا ہے اور جو کچھ

وہ کر چکے اس پر جان بوجھ کر اصرار نہیں کرتے۔ یہی وہ لوگ ہیں کہ ان کی جزا ان کے پروردگار کی طرف سے بخشش ہے۔

رسول خدا ؐ نے فرمایا اے علیؑ ثعلبہ کہاں ہے؟

عرض کیا مدینہ کے پہاڑوں میں ہے۔

فرمایا اسے بشارت دے دو کہ خدا نے اسے بخش دیا ہے حضرت علی علیہ السلام نے بھی بشارت دی اور انہیں شہر لے آئے۔

اس رات ثعلبہ نے مسجد میں رسول خدا کے پیچھے نماز عشاء پڑھی آنحضرتؐ نے نماز میں حمد کے بعد سورہ التکاثر کی تلاوت فرمائی اس سورہ کی آیات ایسی ڈرا دینے والی ہیں کہ کپکپی طاری ہونے لگتی ہے بالاخر ثعلبہ کا صیقل شدہ دل آیات عذاب کو سننے کی تاب نہ لاسکا اور وہ گر پڑے نماز کے بعد ان کے گرد لوگ جمع ہوگئے انہیں ہلایا تو معلوم ہوا کہ وہ دار فانی سے کوچ کر چکے ہیں۔ خوش نصیب توبہ کے بعد خدا کی رحمت سے پاک ہونے کے ساتھ ہی چلے گئے ان کا دل اس قدر رقیق (نرم) ہوگیا تھا کہ عذاب کی نشاندہی کرنے والی آیت کو سننے کی تاب نہ لاسکے۔

بحوالہ (روضۃ الانوار محقق سبزواریؒ

خدا و آخرت پر ایمان کے لئے خدا و قیامت سے لگاؤ ہونا ضروری ہے بہشت و دوزخ پر یقین ہونا چاہئے۔ بعض لوگوں کے لئے یہ مطالب قصہ کہانی کی طرح ہے وعمل صالحا"

خدا کے لئے انجام پانے والا عمل ہو نہ کہ شہرت یا عوام کو دکھانے کے لئے ایمان کی شہادت (گواہی) دلیل عمل ہے اگر ایمان اور نیک

عمل ہمراہ ہوں تو اس وقت دنیا و آخرت درست ہوتی ہے انسان امن و امان میں رہتا ہے ہر شخص کو اپنی اصلاح کرنی چاہئے تاکہ اجتماع کی اصلاح ہوجائے خدایا ان آقا کو جلد بھیج دے کہ جو سب کو صاحب ایمان کردیں گے۔

این جامع الکلم علی التقوی دعاء ندبہ

وہ سب کو صاحب تقویٰ کردیں گے اور ان ہوا و ہوس اور دولت کی پوجا پاٹ کا سلسلہ ختم کردیں گے اور حقیقی امن و سلامتی قائم کردیں گے۔

اولئک لہم الامن وھم تہدون (سورہ انعام ۶ آیت ۸۲)

(ترجمہ) انہی لوگوں کے لئے امن ہے اور یہی ہدایت یافتہ ہیں۔

سب لوگ الہی صفات کے حامل ہوجائیں گے تمام قلوب خدائی ہوں گے' اس وقت تہمت و غیبت' بغیر علم کے کلام اور خیانت وغیرہ کا کوئی کام نہ ہوگا۔

جب حضرت مہدیؑ ظہور کریں گے تو عقلیں بڑھ جائیں گی ایمان زیادہ ہوگا جانتے ہوں گے کہ بہشت و دوزخ اور صراط حق ہے واقعی ان چیزوں کو جان کر مومن ہوا جاتا ہے۔

جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ آپ کے دور پرنور میں ایک خوبصورت دوشیزہ بغداد سے شام تک لعل وجواہر تنہا لے جائے گی اور کوئی اس کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھے گا۔

سبحان اللہ ماشا اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الم یان للذین امنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ وما نزل من الحق ولا یکونوا کالذین اوتو الکتاب من قبل فطال علیھم الامد فقست قلوبھم و کثیر منھم فاسقون۔

(ترجمہ) کیا ان لوگوں کے لئے جو ایمان لاچکے' وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ تعالی کی یاد اور (اس کے لئے) جو حق کی طرف سے نازل ہوا' عاجزی کریں اور ان لوگوں کی طرح نہ ہوجائیں' جو اس سے پہلے کتاب دیئے گئے' پھر ان پر لمبی مدت گزاری پھر ان کے دل سخت ہوگئے' اور ان میں سے اکثر فاسق ہیں۔ (سورہ الحدید ۵۷ آیت ۱۵)

روح الایمان عطائے خدا ہے

کلام کی منزل یہاں آن پہنچی کہ روح ایمان اضافہ خدا اور عطائے رب العالمین ہے انسان کی صفت کا اس میں کام نہیں بشر کا کام توبہ ہے کہ اس پر جو چیزیں واجب ہیں وہ خود کو ان کے لئے تیار رکھے عمل کرے۔ ایمان کے نور کی تابش کے لئے آمادہ ہے۔ اپنے ایمان کو درست کرے اور روح و جان ایمان از طرف خدا ہے۔ فروع و واجبات کو سیکھنا اور ان پر عمل کرنا واجب ہے لیکن خود کو اللہ تعالی کی بارگاہ میں جھکائے رکھنا اپنے قلب کو اس کی جانب مائل کرنا ہمیشہ اسے حاضر و ناظر جاننا خود کو محض رب جلیل میں عبد ذلیل سمجھنا ایمان اللہ تبارک و

تعالی کی جانب سے عطا کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ اصول کافی میں اسے روح الایمان سے تعبیر کیا گیا ہے خدا کی جانب سے دیا گیا تحفہ ایمان دل کو روشن اور انسان کو بیدار کرتا ہے۔ عظمت حق تعالی کا ادراک ہوتا ہے یہ ہیں ایمان کی علامتیں ایمان یعنی حقیقتاً" اللہ تعالی کو اس کی عظمت اور خود کو حقیر جانتا ہے۔

اللہ نزل احسن الحدیث کتابا متشابھا مثانی تقشعر منہ جلود الذین یخشون ربھم ثم تلین جلودھم و قلوبھم الی ذکر اللہ

(سورہ ۳۹ الزمر آیت ۲۳)

(ترجمہ) اللہ تعالی نے سب سے اچھی بات نازل کی جو ملتی جلتی دھرائی جانے والی کتاب ہے۔ اس سے ان لوگوں کی کھالوں پر رونگٹے کھڑے جاتے ہیں جو اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں پھر ان کے چمڑے اور ان کے دل اللہ تعالی کی یاد پر نرم ہو جاتے ہیں۔

اے بشر تیری بڑائی مال و دولت اور اپنی بنائی ہوئی چیزوں پر فخر کرنے میں نہیں ہے بلکہ خود کو ذلیل سمجھتے ہوئے خدائے آفتاب و ماہتاب کی شناخت اور رب العالمین سے واقفیت پیدا کرنے میں ہے۔

بزرگ شناس ہونا خود بزرگ ہونے کی دلیل ہے تمہیں خالق کو پہچانا چاہئے۔

رسد آدمی بجائی کہ بجز خدا نبیند
بنگر کہ تا چہ حداست مقام آدمیت

آپ کو ایمان کے بارے میں ایک داستان سنا تا چلوں۔

بعثت پیغمبرؐ کے اوائل میں تین سال تک مسلمانوں کی تعداد چالیس افراد تک تھی مشرکین مکہ انہیں بڑی اذیتیں دے رہے تھے رسول خداؐ نے اللہ کے حکم سے انہیں ہدایت کی کہ یہاں نہ رکیں اور کسی اور مقام کی طرف جانکلیں۔ مکہ کو چھوڑ دیں تاکہ نماز روزہ کرسکیں ایسی جگہ چلے جائیں جہاں محفوظ رہ سکیں بہرحال مسلمانوں نے حبشہ کا رخ کیا جہاں کا بادشاہ نیک سیرت اور اچھی خصلت کا مالک تھا اگرچہ حبشہ پر نصرانیت کا غلبہ تھا لیکن وہ بادشاہ ایک دانشمند اور عظیم شخص تھا اس سفر میں جعفر بن ابیطالب مسلمانوں کے سربراہ مقرر ہوئے۔

ادھر مشرکین نے بھی ایک وفد عمرو بن عاص کی سربراہی میں تحفوں تحائف کے ساتھ حبشہ کے لئے روانہ کردیا تاکہ وہ وہاں کے حاکم سے ملکر اس بات کا مطالبہ کرے کہ وہ مسلمانوں کو حبشہ سے نکال دے اور انہیں مشرکین کے حوالے کردے۔ مسلمان جب حبشہ میں داخل ہوئے تو انہوں نے نجاشی کو خبر دی اور اس نے انہیں بڑے عزت اور احترام کے ساتھ اٹھایا بٹھایا۔

ادھر مشرکین قریش نے بھی عمرو بن عاص کی سربراہی میں نجاشی سے ملاقات کی تحائف دیئے اور مطالبہ کیا کہ مسلمان پناہ گزینوں کو ہماری تحویل میں دے دیں یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے نیا مذہب بنالیا ہے اور ہمارے آباءو اجداد کے دین کی مذمت کرتے ہیں۔

نجاشی بھی بڑا عقل مند انسان تھا اس نے فوری طور پر ان کی باتوں کا اثر نہیں لیا اور کہا میں دونوں فریقوں کی بات سنوں گا۔ مسلمانوں کو

طلب کرلیا گیا جناب جعفر طیارؓ آگے اور مسلمان ان کے پیچھے سیدھے نجاشی کے پاس چلے آئے۔ انہوں نے شاہی آداب کا کوئی لحاظ نہ کیا۔

عمرو بن عاص کو موقع مل گیا اس نے نجاشی سے کہا دیکھا ان مسلمانوں نے آپ کو سجدہ بھی نہیں کیا۔ شاہی رسم و رواج یہ تھا کہ حاکم کے حضور خاک پر سر رکھا جاتا تھا۔ عمرو نجاشی کو مسلمانوں سے بدظن کرنا چاہتا تھا کہنے لگاگ یہ نہ صرف ہم کو برا سمجھتے ہیں بلکہ آپ کو بھی اچھا نہیں سمجھتے۔

نجاشی کا آدمی جناب جعفر طیارؓ کے سامنے آگیا اور آپ سے کہا، سنو تم لوگوں نے شاہی رسوم کا لحاظ کرتے ہوئے بادشاہ کے سامنے خاک پر سجدہ کیوں نہ کیا۔ ایسے وقت جبکہ کوئی مجبور ہو اور پریشانیوں میں گرفتار ہو خاص طور پر ہر چیز کا خیال رکھتا ہے یہ بھی ممکن تھا کہ شاہ حبشہ ان کی اس حرکت کی وجہ سے انہیں پناہ نہ دیتا اور ملک بدر کردیتا لیکن جناب دل میں ایمان ہے ابھی چند سال پہلے اسلام قبول کیا ہے۔ لیکن جانتے ہیں کہ تمام امور اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں جناب جعفر طیارؓ نے باآواز بلند کہ شاہ حبشہ نے بھی یہ جملے آپ کے سنے کہا۔ ہمارا دین اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ غیر اللہ کے لئے مٹی پر جھکیں۔

جو خدا شناس ہوگیا اس کا سروکار خدا سے ہے اور جو مخلوق کی ستائش کرتا ہے وہ خالق سے سروکار نہیں رکھتا۔ اس کی نظر میں مخلوق کی عظمت ہوتی ہے چونکہ خالق کی معرفت حاصل نہیں ہوتی لیکن اگر عظمت خدا کو جان لے تو دوسرے اس کی نظر میں ادنیٰ ہوں گے۔

عظم الخالق فی انفسھم فصغر ما دونہ فی اعینھم

(خطبہ ہمام نہج البلاغہ)

شیعیان علیؑ اور اہل ایمان ہیں جو خدا کو اس کی عظمت کے ساتھ پہچانتے ہیں۔ غیر حق ان کے لئے کسی قدر و منزلت کا حامل نہیں۔

یا من لہ العزہ و الجلال-- وللہ العزہ ولرسولہ وللمومنین

(ترجمہ) اور عزت اللہ تعالی اور اس کے رسول اور مومنوں کے لئے ہے۔

(سورہ منافقون ۶۳ آیت ۷)

ایمان آگیا تو فہم بھی آئے گا ذرا قبرستان جا کر دیکھے کیسے کیسے بزرگ خاک میں سو رہے ہیں۔ سردار بے سر اور پادار بے پا ہو گئے ہیں۔

روبگوستان	دمی	خاموش	نشین
آن	سخن	گویان	خاموش	راہبین

کان لم یکن شیاء مذکورا

اگر کوئی خدا کے نزدیک مقام رکھتا ہے تعظیم و تکریم کا حقدار ہے چونکہ عظیم کو پہچاننے والا عظیم سے سروکار رکھتا ہے اور وہ خود عظیم ہو جاتا ہے۔

العزہ للہ ولرسولہ وللمومنین

مومن عزیز ہے امام فرما رہے ہیں اگر روئے زمین پر ایک مومن سے زائد نہ ہو تب بھی کائنات کی خلقت کا مقصد پورا ہو جاتا ہے۔

پھول ہے ہزاروں خاروں اور خشک شاخوں کے ہوتے ہوئے اس

کی قیمت ہے عالم بشریت کے شجر کا پھول و پھل مومن ہے جنھوں نے واقعی خدا کو اپنی دل کی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے اسے حاضر و ناظر جانتے ہیں ہر موجود کو حرکت دینے والے اور ہر پیدا ہونے والی شے کے پیدا کرنے والے کو پہچانتے ہیں۔

بجہان خرم از آنم کہ جہان خرم از اواست
عاشقم برہمہ عالم کہ ہمہ عالم از اواست

مومن جہاں نظر دوڑاتا ہے لا الہ الا اللہ در و دیوار عالم اس کی تحمید و تسبیح میں مصروف ہے۔

وان من شئی الا یسبح بحمدہ ولکن لا تفقہون تسبیحھم

ترجمہ:۔ کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کے حمد (و ثنا) کی تسبیح نہ کرتی ہو مگر تم لوگ ان کی تسبیح نہیں سمجھتے۔

سورہ اسراء (۷ آیت ۴۴)

ترجمہ:۔جب تک ایمان نہیں ہوگا اسلام کی کوئی اہمیت نہیں۔ ایسا ہو جائے کہ دل خدا سے مطمئن ہو اس پر بھروسہ کرے اور بس تمام امور میں خدا کی طرف دیکھتا ہو اس کا لازمہ تسلیم رضا ہے خدا نے اولاد دی اور لے لی یہی وہمیت دونوں حال میں خوش رہے کیونکہ لینا دینا اس کا کام ہے۔ عزت و ذلت فقر و غنا اسی سے مربوط ہے مرض اور شفا اس سے ہے۔ تمام امور میں خدا کی طرف متوجہ رہے۔

اس کے لئے دل خاشع رہے دل کی دھڑکن اس کے لئے ہو نہ کہ دنیا اور مخلوق کے لئے غریبی سے دلبرداشتہ ہونے والے اے مسلمان تجھے

صرف خدا سے ڈرنا چاہئے جب روز آخرت کو یاد کرو گے تو تمہیں خوف طاری ہو گا۔

ویخافون یوما کان شرہ مستطیرا (سورہ دھر ۷۶ آیت ۷)

(ترجمہ) اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی سختی پھیل جانے والی ہے۔
تم پر احسان جتاتے ہیں کہ ہم اسلام لے آئے۔
کہدو اپنے اسلام کا مجھ پر احسان نہ جتاؤ۔

یمنون علیک ان اسلموا قل لا تمنوا علی اسلامکم

(سورہ حجرات ۴۹ آیت ۱۷)

(ترجمہ) وہ (لوگ) تم پر احسان رکھتے ہیں کہ وہ اسلام لے آئے (اے رسول) کہدو تم مجھ پر اپنے اسلام کا احسان نہ رکھو۔

(جس اسلام کا تم زبانی اقرار کر رہے ہو یہ اہم نہیں ہے خدا اپنے فضل سے تمہارے روزے قبول کرے تمہاری نماز قبول کرے۔ یہ خیال نہ کرو کہ کوئی اہم مشن سر کرلیا یہ تو تمہارے ہی فائدہ کے لئے ہے)

جو مال و دولت تمہیں خدا نے عطا کی اور تم نے اسے غریبوں کو دے دیا تو کیا ہوا تم خود بھی تو خدا کی ملکیت ہے اور یہ توفیقات بھی خدا کی طرف سے ہیں تو احسان کیسا؟

چگونہ سرز خجالت برآورم بردوست
کہ قدمتی بہ سزا برنیا یداز دستم

جنہوں نے خدا کی راہ میں جان دے دی وہ چلاتے رہے کہ ہم نے ایسا کوئی کام نہیں کیا جو خدا کی بارگاہ کے شایان شان ہو۔

وہ چیز کہ چنداں ارزش نہ رکھتا تھا اور وہ ظاہری اسلام تھا جس کا تم پیغمبرؐ پر احسان جتاتے تھے۔؟

اہم تو دراصل ایمان ہے جو اساس ارزش رکھتا ہے ہدایت خاصہ الٰہی اہم ہے خدا کا احسان ہے تم پر کہ تمہاری ایمان کی طرف ہدایت فرمائی خدا تم پر اپنا لطف و کرم کرے تمہارے اسلام میں ایمان کی روح دوڑے اس وقت واقعی تم مومن باللہ ہوجاؤ گے -- دل سے اس کی بارگاہ میں جھک جاؤ۔

آپ کے خیال میں آپ ایمان کی منزل کو پہنچ گئے ہیں؟ یہ تو عمل سے ظاہر ہوجائے گا۔ اگر کوئی روح الایمان کی منزل پر پہنچ جائے تو وہ عام بشر نہیں رہتا بلکہ بدل جاتا ہے۔

بل اللہ یمن علیکم ان ھدا کم للایمان (سورہ حجرات ۴۹ آیت ۱۷)

(ترجمہ) بلکہ اللہ تعالیٰ تم پر احسان رکھتا ہے کہ اس نے تمہیں ایمان کے لئے ہدایت کی۔

بہشت پر بھی ایمان نہیں لائے ان کی رجاء جھوٹی ہے' ان میں غرور ہے دنیا کے چمن پر جتنا ایمان ہے اس کا ایک فی صد بھی بہشت پر نہیں ہے جو باغ خریدنا چاہتا ہے اس کے لئے کس قدر تگ و دو کرتا ہے ادھر ادھر سر پیر مارتا ہے ہزار زحمتیں برداشت کرتا ہے دنیا کے اس فانی چمن کے لئے جبکہ آخرت کے لئے ایک فیصد بھی جستجو نہیں ہے۔ اگر بہشت کی معرفت حاصل ہوجاتی تو اپنی جان اس پر فدا کردیتے۔

اب جبکہ دینے کا وقت ہے خدا کی راہ میں خرچ کرنے کا موقع ہے' اگر کھلے پیسے ہوں گے تو دیگا ورنہ انفاق سے پرہیز کرے گا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الم یان للذین امنوا ان تخشع قلوبہم لذکراللہ وما نزل من الحق ولا یکونوا کالذین اوتوا الکتاب من قبل فطال علیہم الامد فقست قلوبہم و کثیر منہم فاسقون۔

(ترجمہ) کیا ان لوگوں کے لئے جو ایمان لا چکے وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ تعالی کی یاد اور (اس کے لئے) جو حق کی طرف سے نازل ہوا، عاجزی کریں اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں، جو اس سے پہلے کتاب دیئے گئے پھر ان پر لمبی موت گزاری۔ پھر ان کے دل سخت ہو گئے اور ان میں سے اکثر فاسق ہیں۔ (سورہ الحدید ۵۷ آیت ۱۵)

آیات و روایات کے حوالے سے اسلام اور ایمان کے مابین فرق کے بارے میں مختلف بیانات کا سلسلہ اختتام کو پہنچا اسلام کا عام معنی میں فائدہ، بدن کی طہارت صحت نکاح وارث اور جان و مال کی حفاظت سے تعبیر ہے جبکہ ایمان کا فائدہ ابدی سعادت اور رب العالمین کی قربت کا حصول ہے۔

یہ ایمان ہے جو انسان کو بہشت اور اس سے بھی اعلی مقام تک پہنچا دیتا ہے۔

ورضوان من اللہ اکبر (سورہ توبہ ۹ آیت ۷۲)

(ترجمہ) اور اللہ کی طرف سے رضامندی سب سے بڑی (نعمت) ہوگی۔

اسلام یعنی عقائد حقہ کا قبول کرنا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور ولایت آل محمد قیامت اور ضروریات دین کا قرار ایمان قلبی کے بغیر

اسلام اخروی فائدہ نہیں پہنچا سکتا تنہا زبان ہے جو کلمہ شہادت کہتی ہے اور بدن عبادتیں انجام دیتا ہے۔

قرآن مجید فرمارہا ہے اے مسلمانو ایمان لے آؤ اس عقیدہ سے مومن ہوجاؤ۔

یا ایھا الذین امنوا امنوا (سورہ نساء ۴ آیت ۱۳۵)

(ترجمہ) اے وہ لوگو! جو ایمان لاچکے ہو ایمان لاؤ۔

اسلام قبول کرنے والا آؤ ایمان لے آؤ۔

جو لوگ اسلام کے دعویدار ہیں وہ ایمان لائیں اور نفاق سے پرہیز کریں۔ (نفاق یعنی زبان سے ایمان کا اقرار کرنا لیکن دل سے ایمان کا اقرار نہ کرنا)

جبکہ اسلام کا پیغام آئے ہوئے چند سال گزر گئے تھے تو تمہیں اس دوران ایمان لانے کا وقت ہی نہ ملا؟ ایمان کی کئی بار تعریف کی گئی ہے کہ ایمان یعنی خشوع اور دل سے یقین رکھنا تمہارا دل خدا پر یقین رکھے۔ تیری زبان یہ کہے کہ **انا الجنہ حق**۔ اور تمہارا دل خدا کی معرفت اور بہشت کا مشتاق رہے اس لئے کہ جہاں بھی دل ہوگا ایمان بھی وہیں ہوگا۔

خواتین حضرت عباس علیہ السلام کے دسترخوان کا اہتمام کرتی ہیں خیال کرتی ہیں کہ بہت بڑی عبادت انجام دے ڈالی؟ ان ہستیوں پر ایمان پیدا کریں زبان سے اقرار کافی نہیں۔

تمہارا دل وہاں چلا جائے جہاں علیؑ ہے جوار خدا بہشت تک پہنچنے کی

طلب اور علیؑ کی قربت تمہارے دل میں قائم ہو جائے آپ کو خدا پرست ہو جانا چاہیے۔ زہرا علیہ السلام پر ایمان لے آؤ۔ تم تو فلمی ستاروں اور رقاصاؤں پر ایمان لے آئے ہو کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا جب تم خدا پر ایمان لے آؤ؟ جو کچھ محمدؐ نے کہا ہے سچ ہے اتنا یقین حاصل ہو جائے کہ ایسا محسوس ہو جیسا خود انسان سب کچھ دیکھ رہا ہے۔

نفس پرستی ایمان کی ضد ہے۔

زیارت عاشورا بھی پڑھتا ہے تو اپنی دنیاوی ضروریات کے لئے؟! **السلام علیکم یا ابا عبداللہ** زبان سے اور دل سے مال و دولت اور خواہشات کو سلام کیا جاتا ہے ساتھ ہی عرض کرتا چلوں کہ

میں امور دنیوی کے لئے آئمہ کے متوسل کا منکر نہیں ہوں یہ اثر رکھتا ہے اور دنیوی خاصیت اس میں پائی جاتی ہے۔ لیکن ہم کچھ اور کہہ رہے ہیں تم دنیا کے دیوانے ہو دنیا کے مومن ہو اگر تمہیں بعد از موت حیات عالم اعلی (آخرت) کا حقیقی ادراک ہو جائے وہ دستگاہ جس کو رسول خدا اہل بہشت کے لئے ملوک سے تعبیر کر رہے ہیں تو کیا ہی اچھا ہو۔

ان اهل الجنه ملوک

مزدور جنت میں

ایک اهل معرفت کا کہنا ہے کہ ایک رات میں نے خواب میں عالم

واقعہ (بہشت) کو دیکھا عجیب کارخانہ قدرت ہے میں نے پوچھا یہ عظیم دستگاہ کس کی ہے اور اس سلطنت کا مالک کون ہے کہا گیا کہ وہ جو تخت پر بیٹھے ہیں میں نے کہا کیا یہ ممکن ہے کہ وہ مجھے اس میں دخول کا اذن فرمائیں دربار کے مامور اجازت لینے گئے اور کہا آپ کو آنے کی اجازت ہے مجھے سلطان سے ملایا گیا انہوں نے میری تعظیم کی میں نے کہا میری خواہش ہے کہ آپ کو جان سکوں' انہوں نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا میں ایک معمولی قلی تھا میں نے سوال کیا تو پھر اس مرتبہ تک کیونکر پہنچے جواب دیا۔ میں پابندی سے نماز جماعت میں شرکت کرتا تھا اور لوگوں کے ساتھ معاملات میں کبھی دروغ گوئی (جھوٹ) اور خیانت سے کام نہیں لیتا تھا۔

قرآن کی باتوں پر یقین کرو اور اسے دیکھا ہوا تصور کرو خدا قرآن مجید میں ارشاد فرما رہا ہے۔

ملک کبیر آخرت میں ہے بعد از موت کیسی خوشگوار زندگی ہے مومن کے لئے اس کو بیان نہیں کیا جا سکتا -- قرآن میں خدا تمام کرہ ارض اور دنیا کو لہو لعب سے تعبیر فرما رہا ہے۔ بازیچہ کھیل کا میدان ہے دنیا متاع غرور ہے وھم و خیال ہے ملک حقیقی بعد از موت مومن کے لئے ہے۔ کیا وہ وقت ابھی نہیں آیا کہ تم ایسے ملک کبیر کے طالب ہو جاؤ؟

واذا رایت ثم رایت نعیما و ملکا کبیرا (سورہ الدھر ۷۶ آیت ۱۹)

(ترجمہ) اور جب تو دیکھے گا پھر تو کثیر نعمت اور بڑی سلطنت دیکھے گا۔

اونٹ چرانے والا شہادت کی آرزو کو پہنچ گیا۔

احادیث کی بعض کتابوں میں آیا ہے کہ رسول خدا کے زمانہ میں ایک اونٹ چرانے والا غریب شخص تھا۔۔ اس کے کانوں میں دعوت محمدیؐ کی صدا پہنچی یہ غریب دوڑا ہوا مدینہ آیا اور پہلی ہی ملاقات میں رسول گرامیؐ سے عرض کیا میں مسلمان ہونے کے لئے کیا کروں' شہادتین کہو اور جان لو کہ موت کے بعد عالم آخرت ہے **دارالثواب** و عقاب ہے اعمال و عقائد کی جزا ہے پوچھا اور کیا فرمایا بس۔۔ بعض مسلمانوں سے کہا کہ اسے کچھ قرآن کی تعلیم دیں تاکہ نماز پڑھ سکے اس دوران ایک غزوہ پیش آگیا مسلمان محاذ پر جانے کی تیاریوں میں مصروف ہوگئے یہ بھی جانے کے لئے آرزو مند ہوا رسول خدا کی خدمت میں پہنچا اور آپ کے قدموں میں آپڑا التماس کی یا رسول اللہ مجھے بھی اس سعادت سے سرفراز ہونے کی توفیق فرمائیں میری خواہش ہے کہ میں بھی خدا کی راہ میں دیگر مسلمانوں کے ساتھ شامل ہوجاؤں۔ لیکن میں جانتا کچھ نہیں ہوں فرمایا تمہارا کام مسلمانوں کے اونٹوں اور حیوانات کی رکھوالی ہوگا راضی ہوگیا اس غزوہ میں مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی مال غنیمت رسول گرامیؐ کی خدمت میں لایا گیا آپؐ نے حکم دیا کہ یہ جنگ لڑنے والوں میں تقسیم کردیا جائے اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ اس اونٹ چرانے والے شخص کو دوسروں کے مساوی حصہ دیا جائے۔

اس کے پاس اس کے حصہ کا مال غنیمت لایا گیا اس نے پوچھا یہ کیا ہے کہا گیا تمہارا حصہ ہے کہنے لگا میں نے تو ایسا کوئی کام نہیں کیا۔

تعجب ہے اونٹ چرانے والے نے یہ مال نہیں لیا رسول خداؐ کے پاس آیا آقا میری آرزو یہ تھی کہ شاید اس جنگ میں مارا جاؤں اور بہشت میں چلا جاؤں مجھے مال کی ضرورت نہیں اسے مومن کہتے ہیں۔

جبکہ مسلمانوں کی یہ حالت ہے کہ مال دنیا کی خاطر اپنے دین کو فروخت کررہے ہیں ان کا ایمان پیسہ ہے خدا و آخرت نہیں۔

بلاخر اس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ میرا دل چاہتا ہے کہ مرجاؤں اور اس دنیا سے جاؤں تو میری جگہ بہشت میں ہو دعا کریں کہ خدا مجھے شہادت نصیب فرمائے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے دعا فرمائی خدایا اگر تیرا یہ بندہ واقعی فیض شہادت کا آرزو مند ہے تو اسے شہادت نصیب فرما۔۔ تھوڑے ہی عرصہ بعد ایک اور جنگ چھڑ گئی اور یہ درجہ شہادت پر فائز ہوگیا۔

تہی دست مومن اور ہیرے جواہرات کا صندوق

ایمان کی ایک اور مثال دیتا چلوں ابو العلاء مودودی نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے کہ سلاطین ایران کے دارالحکومت مدائن کی فتح کے موقع پر جو کہ بڑے عظیم خزانوں اور عجم کے برسوں پرانے جواہرات و قیمتی خفیہ خزانوں کا مرکز تھا بے انتہا غنائم ہاتھ آئے جنہیں جمع کرکے ایک خاص مقام پر جمع کردیا جاتا تھا۔

اسی اثناء میں ایک نومسلم جوان چلا آیا ہاتھ میں ایک بند صندوق تھا اس نے حکام کے حوالے کردیا پوچھا گیا یہ کیا چیز ہے اس نے کہا جو دیکھ

رہے ہو وہی ہے اس کے اندر کیا ہے؟

میں نے کھول کر نہیں دیکھا ہے کہ اس میں کیا ہے؟

اس جوان کا کہنا تھا کہ اگر میں خدا پر ایمان نہ رکھتا تو یہ یہاں نہ لاتا میرے ایمان نے مجھے مجبور کیا کہ میں اس قیمتی صندوق کو تحویل میں دے دوں۔ میرے ہاتھ میں جواہرات کا صندوق ہے لیکن خدا حاضر ناظر ہے میں کیسے صندوق کھولنے کی جرات کروں یہاں لے آیا ہوں تاکہ تمام مسلمانوں میں برابر تقسیم ہو۔

دیکھئے اس جوان کے دل میں ایمان نے کیسی جگہ کرلی تھی دست ہے ضرورت مند ہے ایسا عظیم خزانہ ہاتھ لگا لیکن اسے قطعاً" نہیں کھولا۔ پوچھا گیا تمہارا نام کیا ہے میرے نام سے آپ کو کیا کام ہے۔ ایک مسلمان ہوں حکام نے کہا کہ نام یوں پوچھا جارہا ہے کہ تمہارے اس کارنامہ کو سراہا جائے۔ سنہرے حروف سے تاریخ میں تمہارا نام لیا جائے آج کی طرح ریڈیو ٹیلی ویژن اور اخبارات و جرائد میں اسے شائع نشر کیا جائے۔ اس نومسلم نے جواب دیا۔ کیا میں نے اپنی تعریف کے لئے آپ کی تحویل میں دیا ہے؟ یہ کہہ کر وہ روانہ ہوگیا۔ اس نے تو اللہ سے معاملہ کیا ہوا ہے نہ کہ حکام و دیگر لوگوں سے میں نے مخلوق سے تو کوئی معاملہ نہیں کیا میری پرہیزگاری خدا کے لئے ہے میری تعریف تو خدا کرے گا میں اتنا کم ظرف نہیں ہوں کہ تم سے معاملہ کروں۔۔ اور ایک شاباشی سے کام چلا لوں۔

کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا جب تم خدا کے گرد چکر لگاؤ اور جو کچھ فانی

ہے اس سے درگزر کرلو۔

لا احب الا فلین (سورہ انعام ۶ آیت ۷۶)

(ترجمہ) میں غروب ہو جانے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

فانی سے معاملہ کرنے سے کیا فائدہ خدا کے سوا سب کچھ فانی ہے۔

کل من علیها فان (سورہ الرحمن ۵۵ آیت ۲۶)

(ترجمہ) سب جو اس (زمین) پر ہیں فنا ہونے والے ہیں۔

خواہ کوئی بھی ہو ہر مخلوق خواہ وہ پست ہو یا اعلیٰ بلا خر فانی ہے لہٰذا اس کے ساتھ معاملہ بھی فانی ہے فانی پر ایمان لائے ہو یا باقی پر؟

اگر باقی پر ایمان لے آئے تو تمہاری حالت بدل جائے گی دعویٰ کرتے ہیں ایمان کا۔ مومن ہونے کا۔تو یہ سب کیا ہے۔ محال ہے!! ایمان ہو زبان پر کنٹرول نہ ہو ہاتھوں پر کنٹرول نہ ہو اعضاء پر جبکہ پتہ ہے کہ ایک ایک چیز کا حساب دینا ہوگا پھر بھی؟

زلیخا بت کا لحاظ کرتی ہے

کہتے ہیں کہ جناب یوسف علیہ السلام جب مقام خلوت میں زلیخا کے ساتھ تھے اور وہ آپؑ کو آلودہ کرنا چاہتی تھی تو اس نے اپنا مقنعہ ایک چیز پر آویزاں کر رکھا تھا۔ زلیخا کہتی تھی کہ یہ میرا بت ہے اور میں بت کے سامنے تم سے کوئی ایسا ویسا کام نہیں کرسکتی۔ بت پرست ہے لیکن اپنے بت پر ایمان رکھتی ہے۔

ان کان قمیصه قدمن قبل...... (سورہ یوسف ۱۲ آیت ۲۶)

(ترجمہ) اگر اس (یوسفؑ) کا کرتہ آگے سے پھٹا ہوا ہو تو وہ (زلیخا سچی ہے۔

دیکھئے کیسا لحاظ ہے بت کا۔ خدا تمہیں دیکھ رہا ہے اگر یہ کہو کہ نہیں خدا مجھے نہیں دیکھ رہا تو یہ کفر ہے۔ اصل میں ایمان نہیں رکھتے تمہاری آنکھ دیکھ سکتی ہے اس کو درست کرو کہ یہ نہیں دیکھ رہی۔ تمہارا کان سن رہا ہے اور کان کا بنانے والا نہیں سنتا؟ وہ تو تمہارے دل کی تہ کو بھی دیکھ رہا ہے اور اس کی صدا بھی سن رہا ہے جناب یوسفؑ جوان ہیں اور ان پر ایسی خوبصورت اور جاہ و جلال کی حامل عورت عاشق ہے تمام زمین ہموار ہے بتایئے انہیں کیا چیز روکے ہوئے ہے پروردگار کی بارگاہ میں خضوع و خشوع انہیں برائی سے روکے ہوئے ہے لہٰذا آپ بھاگ جاتے ہیں اور یہ آپ نے سنا ہے کہ خدا نے بھی ان کی تلافی کس طرح فرمائی زلیخا کی تہمت کو ان سے دفع کر دیتا ہے۔

خدا کسی کے کام کو فراموش نہیں کرتا۔ اگر آپ نے ایک لمحہ کے لئے خدا کو حاضر و ناظر جان لیا اور حق تعالیٰ کے حضور جھک گئے تو دیکھ لیں گے کہ وہ کیسا شکور ہے اور کیسی قدر دانی کرتا ہے۔

پہلی تلافی یہ کی کہ جناب یوسفؑ کی پاکدامنی کو ظاہر فرمایا شیر خوار بچہ نے گہوارہ میں بولنا شروع کردیا اور آپ کی پاکدامنی کی گواہی دی۔ (بحوالہ تفاسیر معتبر)

اگر جناب یوسفؑ کی پیراھن سامنے سے پھٹی ہوتی تو ان کی غلطی ہوتی کہ وہ زلیخا سے ملنا چاہتے تھے اسی لئے سامنے سے کرتا پھٹا ہے لیکن آپ

کی پیراھن پیچھے سے پھٹی ہوئی تھی یہ اس بات کی دلیل تھی کہ جناب یوسفؑ بے قصور ہیں اور زلیخا نے ان کا پیچھا کیا ہے۔

عزیز مصر نے دیکھا کہ عجیب بات ہے بچہ گھوارہ میں کسی سے رشوت تو طلب نہیں کرتا کہ کسی کے خلاف جھوٹی گواہی دے۔ زلیخا بدبخت کو اس رسوائی سے بڑی شرمندگی ہوگئی۔

اللہ معاف کرے روز قیامت کی شرمندگی سے اگر یہیں پر نادم ہوجائیں تو خدا بھی روز آخرت تمہیں شرمندہ نہیں کرے گا۔

بندہ مومن پر خداوند کریم کے بے حساب احسانات

تفاسیر منہج اور دیگر کتب میں درج ہے کہ جناب یوسف علیہ السلام جب مصر کی بادشاہت پر فائز ہوئے تو جبرائیل علیہ السلام انسان کی شکل میں ان کے سامنے بیٹھے تھے ایک جوان جناب یوسفؑ کے محل میں دور سے دیکھا گیاجوباورچی خانہ میں کام کرتا تھا۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا یوسفؑ کیا اس جوان کو پہچان گئے؟ کہا نہیں-- جبرائیل نے کہا یہ وہی بچہ ہے جس نے اس روز گھوارہ میں تمہاری پاکدامنی کی گواہی دی تھی جناب یوسفؑ نے اسے طلب کیا جوان کا احترام کیا شکریہ ادا کیا اسے خلعت بخشی اور اس کو اعلیٰ عہدے پر ترقی دے دی۔ جبرائیل مسکرادیئے اور کہا گھوارہ میں اس نے بغیر اختیار و استفسار کے خود ہی تمہاری پاکدامنی کی گواہی دے دی تم بھی اللہ کی مخلوق میں سے ہو اور اس طرح تلافی کرتے ہو مجھے نہیں پتہ خدا مومن کے ساتھ کیسی تلافی فرمائے

گا جو شخص ایک عمر کہتا رہے۔

اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ جو ایک عمر کہتا رہے **سبحان اللہ** پاک ہے میرا خدا **الھا" واحدا احدا صمدا فردا وترا حیا قیوما** جو ایک عمر کہتا رہا

ہم ایسا بخشنے والا رب رکھتے ہیں کہ اتنے گناہوں کے باوجود اس کی رحمت کی توقع رکھتے ہیں۔ پتہ نہیں کل قیامت کے روز اللہ تعالی اس عبد کے ساتھ کیا کرے؟!!!

مکتب اہلبیتؑ کی مطبوعات

۱۔ سجدہ گاہ

۲۔ آئینۂ حقیقت

۳۔ دعائے کمیل

۴۔ فقہی اصطلاحات

۵۔ شیعہ عقیدہ و نظریات

۶۔ دینیات

۷۔ ہاتھی کا لشکر

۸۔ شہزادی ملیکہ

۹۔ گناہان کبیرہ جلد چہارم / ہشتم از آیت اللہ دستغیبؒ

۱۰۔ برزخ از آیت اللہ دستغیبؒ

۱۱۔ ایمان جلد اوّل از آیت اللہ دستغیبؒ

۱۲۔ ایمان جلد دوم از آیت اللہ دستغیبؒ

۱۳۔ خصائص حسینیہ خصوصیات امام حسینؑ حصہ اوّل (زیر طبع)

۱۴۔ خصائص حسینیہ خصوصیات امام حسینؑ حصہ دوم

۱۵۔ قلب سلیم آیت اللہ دستغیبؒ جلد دوم

۱۶۔ دار الآخرۃ جلد اوّل

ہماری مطبوعات بحق جامعۃ الزہرا اور مکتب اہل بیتؑ رضویہ سوسائٹی کراچی کی وقف خاص ہے۔